اصل
از نمرہ ظفر

# اصل

# از

# نمرہ ظفر

ہسپتال کے بالائی کمرے کی کھڑکی کے باہر آم کے درخت پر بیٹھا اک کوا مسلسل بول رہا تھا۔اور کرن اسے ساکت بیٹھی دیکھ رہی تھی۔اسے دادی کی ایک بات یاد آئی (حالانکہ وہ تمہات پر یقین انہیں رکھتی تھی

"کوا بولے تو گھر کوئی مہمان آتا ہے"

لیکن نہ تو وہ گھر بیٹھی تھی۔اور نہ کسی مہمان کے آنے کی اُمید تھی اُسے۔

مانو امی اور ابا کے علاوہ اُس کا تھا ہی کون؟

سب تو موجود تھے لیکن سب کی جان سٹی ہسپتال کے وی آئی پی بیڈ پر بے سود آنکھیں موندھے لیٹی تھی۔

..کرن!کرن!شمع کی آواز سے خیالوں کی خاموشی ٹوٹی۔اُسے آج تیسرے دن ہوش آیا تھا

کرن کے بے جان جسم میں جیسے روح پھونک دی ہو کسی نے۔

جی میری جان کیا ہوا؟میں یہاں ہوں۔کچھ چاہیے؟تم ٹھیک ہو؟کرن نے شمع سے تین چار سوال یکدم پوچھ ڈالے

بابا!بابا!کی۔کی۔دھر۔کدھر؟لڑھڑانی زبان میں شمع بابا کا پوچھ رہی تھی

وہ اپنی بلبل کے لیے پھول لینے گئے ہیں سورج مکھی کے پھول! تمھیں پسند ہیں نہ وہ؟" کرن اپنے آنسو ہاتھوں سے دربدر کرتے ہوئے بولی.. حالانکہ وہ جانتی تھی دو دن سے وہ شمع کو بیڈ پر بے سود لیٹے دیکھ کر ان کا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا.. اس لیے مانو انھیں مزید پریشانی سے بچانے کے لیے کچھ دیر پہلے ہی باہر ویٹنگ ہال میں بٹھا کر آئی تھی

شمع نے مانو اور امی کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔

*******************

بابا! بابا! کہاں ہیں آپ؟ کرن ہاتھ میں کچھ پکڑے خوشی سے گھر کے لان کی طرف بھاگ رہی تھی۔

لان میں کھڑے چوہدری راشد متوجہ ہوئے... کیا ہوا؟ خیر تو ہے۔

"بوجھو تو جانیں میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ کرن شرارتی انداز میں بولی... اتنے میں ثریا بیگم ہاتھ میں چابیاں لیے ادھر کو آتی ہوئی بولی

"آپکی لاڈلی فرسٹ گریڈ سے گریجویٹ ہو گئی ہے مبارک ہو چوہدری صاحب

"امی" وہ ناراضگی سے بولی..-" میں چاہتی تھی بابا خود میری خوشی سے اندازہ لگائیں... آپ کو سسپنس خراب نہیں کرنا چاہیے تھا"

ثریا بیگم نے تمسخانہ نظر چوہدری صاحب پر ڈالی اور مسکراتے ہوئے بولی" جن کو صبح کا کھانا دوپہر کو یاد نہیں رہتا.. وہ یہ یاد رکھیں گے کہ کرن صاحبہ کونسی کلاس میں ہیں..."

بیگم صاحبہ اب یوں بھی نہ کہیں گریجوئیٹ بیٹی کا شوق بھی تو مجھے ہی تھا آپ تو چاہتی تھی کہ س کی شادی آدی جائے.. راشد صاحب بات چھپانے اور تیر اُلٹے چلانے میں ماہر تھ"

سراہنے کی چاہ دل میں لیے وہ ناراض ہو کر بھاگتی ہوئی کمرے میں چلی گئی اور ثریا اور راشد پیچھے آوازیں دیتے رہ گئے

*******************

میں ان زمینوں کے کاموں سے تھک چکا ہوں آبا جان! ارمان اکتاہٹ سے رجسٹر سائڈ پر رکھ کر بولا

تو کیا ارادے ہیں صاحبزادے کے؟ کیا یہ کام نہیں کرنا تو اور نوکری کرو گے؟ یہ مت کہنا کہ کچھ بھی نہیں کرو گے؟ مجید صاحب اپنے اکلوتے بیٹے کی سستیوں سے واقف تھے

نہیں ابا آپ سمجھ نہیں رہے "ارمان کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی"

تو آپ سمجھا دیجئے نا؟ مجید صاحب اترائے

ارمان کچھ بولتا اس سے پہلے کرن تمرے میں داخل ہوئی

السّلام علیکم تایا آبا! کیسے ہیں آپ؟

ارے میرے گڑیا! میں ٹھیک ہوں تم سناؤ کیسے یاد آگئی آج؟

ہاتھ میں پلیٹ جو گلاب جامن سے بھری تھی آگے کرتے ہوئے وہ بولی میں نے گریجویشن مکمل کرلی تایا ابا!... منہ میٹھا کیجئے۔

.مجید صاحب کا ہاتھ تو پلیٹ پر تھا... لیکن ان کی آنکھیں ارمان کے چہرے پر خوشی کے زاویے بدلتے ہوئے دیکھ رہی تھی

کرن نے ارمان کی طرف پلیٹ بڑھائی... اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے ارمان تو جیسے اُس کی اِس کیفیت سے محظوظ ہو رہا ہو... کرن زبردستی اُس کے ہاتھ میں پلیٹ تھما کر کچن کی طرف لپکی جہاں تائی جان معمول کے مطابق انتہائی الجھے انداز میں باورچی سے کھانا پکوا رہی تھی

آؤ کیسے آنا ہوا؟ بڑی چادر لے کر آیا کرو! بلکہ معزز گھروں کی لڑکیاں گلیاں ناپتی اچھی نہیں لگتی۔" تائی نے تو سانس لیے بغیر تین" چار ہتھوڑے اس کے سر پر مار دیئے ہوں جیسے

کرن ہمیشہ کی طرح لاجواب ہو کر اُن کا منہ دیکھ رہی تھی

کیا اب کچھ چاہیے؟

تائی جان وہ میٹھائی لائی تھی میں پاس ہونے کی" وہ لڑکھڑاتی ہوئی بولی"

ثریا اور راشد کو جانے کیا پڑی ہے تمھیں ڈگریاں دلوانے کی شادی کی عمر ہے بھئی تمھاری شادی کریں اور فارغ ہوں اپنے فرض" "سے

"!جانے میں ان کو کیسے برداشت کروں گی؟ جانے ارمان ان کے آگے بھی بول سکتا ہے یا نہیں"

خیر!" کرن ان کی آواز سے چونکی"

ماں کو مبارک دینا میری طرف سے" وہ بیزارگی سے بولی اور باورچی کے ساتھ لگ گئی"

کرن ساکت کھڑی تھی سوچ رہی تھی کہ معزز لڑکی کے پیمانے پر تو نہیں اُتری اب پتہ نہیں اس غیر معزز لڑکی کو کوئی پانی بھی پوچھے گا کہ نہیں

میں جاؤں؟" وہ نہایت فرمابرداری سے بولی"

رکو میں سفینہ کو بولتی ہوں تمھیں چھوڑ آئے" وہ یہ کہتے ہوئے ہاتھ دھونے لگی"

ہال میں کھڑا ارمان یہ سنتے ہی کچن کی طرف بڑھا اور بے تکلفاً بولا" میں چھوڑ آتا ہوں ویسے بھی میں چاچو سے کچھ حساب کتاب کے "بارے میں پوچھنا ہے

"!تائی جان نے اک نظر ارمان پر ڈالی اور گھورتی ہوئی بولی" جاؤ چھوڑ آؤ اور چچی کو بولنا کہ اس کو یوں نہ بھیجا کریں"

اپنے گھر آنے پر کون پابندی لگاتا ہے اماں جان" ارمان نے سر گوشی کی"

اس سے پہلے صغری بیگم کچھ اور زہریلا بولتیں ارمان اور کرن کچن سے نکل گئے

رک جاؤ اتنی بھاگ کیوں رہی ہو؟ میں تمھیں گھر چھوڑنے آیا ہوں تم مجھے ہی پیچھے چھوڑے جا رہی ہو!" وہ قدرے اونچی آواز میں" بولا

"کرن چونکی "وہ۔بھائی۔گرمی ہے بہت

"کون بھائی؟ خبر دار جو بھائی کہا مجھے! ظلم خدا کا! گریجویشن ہو گئی تمھاری اب میرے گھر آنے کی تیاری پکڑو"

یہ غیر معزز لڑکی لائق نہیں آپ کے معزز گھر کے آپ میرے بھائی ہی رہنے دے اپنے آپ کو" وہ ناراضگی سے بولی"

غیر معزز لڑکی نہایت عزیز ہے مجھے سمجھی تم!" اس نے پیار سے اس کا سر تھپتھپایا"

اس سے پہلے کہ تم مجھے بھائی سے ماموں بنادو جلد کچھ کرنا پڑے گا تمھیں زوجہ ارمان بنانے کے لیے" وہ مسکرائے"

راشد صاحب اسے گلی میں مل گئے کرن اُسے الوداع کر کے اندر چلی گئی

********************

راشد صاحب کے دو بھائی اور ایک بہن تھی۔ مجید صاحب اور الطاف صاحب۔ مجید صاحب سب سے بڑے تھے منجھلے راشد اور چھوٹے الطاف صاحب۔ مسرت ان کی اکلوتی اور سب سے چھوٹی بہن تھی۔ تینوں بھائیوں میں بہت اتفاق تھا اور ان کی زوجاؤں کی ازلی خار تھی جیسے اک دوسرے سے۔ ان کا کبھی ایک نقطے پر اکتفا نہیں ہوا تھا۔بس دائرے میں گھومتی رہتی تھی۔ راشد صاحب کی ایک ہی بیٹی تھی کرن۔ مجید صاحب بھی اکلوتے بیٹے کے باپ تھے ارمان۔ لیکن الطاف صاحب کو خدا نے دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا تھا۔ مسرت دو بیٹیوں کی ماں تھی۔

مجید صاحب لاؤنج میں بیٹھے سوچوں میں گم صم تھے وہ کرن اور ارمان کے بارے میں سوچ رہے تھے جس دن کرن گریجوئیشن کی "مٹھائی دینے آئی تھی ارمان کی آنکھوں کی چمک سے اس کی پسند واضع ہو چکی تھی مجید صاحب اپنے بھائیوں سے بہت مانوس تھے کرن اچھی بچی ہے "اندر آتی ہوئی صغری بیگم سے مخاطب ہوئے

وہ یہ سُن کر چونکی۔ہاں! اچھی ہے! آپ یوں کیوں پوچھ رہے ہیں؟

پوچھ نہیں رہا تمھیں رائے بتا رہا ہوں وہ مجھے اپنے ارمان کے لیے بہت پسند ہے۔کیا کہتی ہو؟ رشتے کی بات کروں راشد سے؟یوں بھائیوں کا رشتہ اور بھی مضبو ہو جائے

صغری بیگم جو اپنی بھانجی جینا کو اپنی بہو بنانے کے خواب بجائے بیٹھی تھی بھڑک اُٹھی۔ نہیں نہیں بالکل بھی نہیں۔مجھے ارمان کے لیے کرن بالکل بھی پسند نہیں۔بہو کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ گھر سنبھال سکے کرن میں وہ خصوصیت نہیں

.ارے اللہ کی بندی آہستہ آہستہ سب آ جاتا ہے۔ تمھیں بھی تو کچھ نہیں آتا تھا۔جب تم اس گھر میں آئی تھی

نہیں نہیں سوچئے گا بھی مت! ہماری اتنی زمینیں جائیداد ہے اس کو سنبھالنے کے لیے ایک باہمت اور عقلمند لڑکی کی ضرورت ہے اور وہ تو ابھی پڑھائی سے نہیں نکلی وہ کہاں یہ سنبھال نہیں پائے گی۔وہ بے زاری سے دلیلیں دی جا رہی تھیں۔

زمینیں اور جائیداد تمھارا بیٹا سنبھالے گا لڑکی ذات کا کیا واسطہ ان سب چیزوں سے! عورت ذات بس گھر اور شوہر کو سنبھالتی ہے اور وہ اس قابل ہے کہ میرے ارمان کو خوش سکے۔اور مجھے اپنے بیٹے کی خوشی بہت عزیز ہے صغری بیگم۔ سُن لو۔وہ غرائے

صغری بیگم مجید صاحب کو مسلسل گھور رہی تھیں۔

!اتنی دیر میں منشی کوریڈور سے اندر آتا دکھائی دیا اور صغری بیگم ناراض سی منہ میں کچھ بڑبڑاتی اپنے کمرے کو ہو لی

*******************

کمرے میں مدھم روشنی پھیلی تھی۔ کرن بیڈ پر بال بکھیرے سر میں تیل کی مالش کر رہی تھی جب ثریا کمرے میں داخل ہوئیں۔ کرن وہ اس کے ساتھ آ بیٹھی اور رسے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرنے لگی!

جی امی کیا ہوا؟

میں سوچ رہی ہوں تم جب چلی جاؤ گی تو گھر کتنا خالی ہو جائے گا؟

وہ بے ساختہ ہنس دی! میں کہاں جا رہی ہوں بھلا؟

! تمھاری شادی تو کرنی ہی ہے نا

اگر اتنی ضروری ہے شادی تو آپ گھر جمائی لے آئیں گے! آپ پریشان کیوں ہو رہی ہیں؟ وہ اپنی ماں کے چہرے پر پریشانی کے اثرات دیکھ کر بجھ گئی! ثریا کی بھی آنکھیں بھر آئیں۔

ارشد صاحب کسی سے کرن کے رشتے کے بارے میں بات کر رہے تھے جس کو سُن کر ثریا یوں جذباتی ہو رہی تھی۔

کرن نہایت نفیس اور سادہ طبیعت کی عام سی شکل و صورت رکھنے والی لڑکی تھی۔ لڑکیوں والا شوخ پن حاصہ کم تھا اس میں۔ اس کی وجہ اس کا اکیلا پن بھی ہو سکتا ہے جو وہ یوں خاموش طبع اور سلجھی ہوئی تھی۔ اکیلا پن اس لیے کہ وہ اکلوتی بیٹی تھی پھپھو کی بیٹیاں اس



Urdu Novels Ghar

سے کافی چھوٹی تھی۔چاچو الطاف کی ایک بیٹی اس کی ہم عمر تھی لیکن خوبصورت ہونے کی وجہ سے کافی مغرور تھی. بچپن میں ہی زمینوں اور گھر کی تقسیم کے بعد سے ہی بڑی حویلی مجید صاحب کے پاس تھی ساتھ میں ہی راشد صاحب چھوٹی حویلی میں قیام پذیر ہوگئے اور الطاف صاحب شہر میں نوکری ہونے کے سبب اپنے خاندان کے ساتھ شہر جا بسے۔

مسرت ساتھ کے گاؤں میں ایک عام سے گھر میں بیاہی گئی۔

********************

بڑی عید کے دن قریب تھے۔روایت بر قرار رکھتے ہوئے پورا خاندان عید کے دوسرے دن بڑی حویلی (مجید صاحب کے) اکٹھا ہوتا تھا۔اس دفعہ کے اجتماع پر مجید صاحب کچھ خاص اعلان کرنے والے تھے دونوں بھائیوں بیٹھک میں بتا دیا گیا۔

سب بہت متجسس تھے گھر کی عورتیں اس سے لاعلم تھی۔

جلدی کریں ثریا بیگم کتنا تیار ہوں گی مجید صاحب لاونج سے کمرے میں جھانکتے ہوئے بولے۔

میری گڑیا کدھر ہے؟ کرن؟ بیٹا جلدی کرو سب انتظار کر رہے ہوں گے

ابھی تو صرف 10 بجے ہیں آپ کو اتنی جلدی کیوں ہے ہر بار کی طرح قربانی ظہر کے بعد اور کھانا عصر کے بعد ہی پیش کیا جائے گا آپ کس الجھن کا شکار ہیں بار بار گھڑی دیکھتے راشد صاحب پر ثریا بیگم نے مشکوک انداز سے سے پوچھا۔

بھائی صاحب کا حکم تھا کہ جلدی آئیں سب۔وہ کھانے پر کسی اہم بات کے علان کا ذکر کر رہے تھے

لیکن آپ نے مجھ سے پہلے اس بات کا ذکر تو نہیں کیا؟ ثریا بیگم ناراض ہوئی

ہاں میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔وہ یہ کہتے کرن کے کمرے کی طرف بڑھے۔

سیاہ گھنے بال شانوں پر بکھیرے وہ الماري کے دراز میں چیزیں ادھر اُدھر کر رہی تھی۔اسے اپنے جھومکے نہیں مل رہے تھے۔ بیٹا کرن کیا ہو گیا تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی

وہ بابا مجھے جھومکے نہیں مل رہے۔ وہ منہ بسورے بولی

کوئی بات نہیں میری گڑیا بنا زیور بھی شہزادی لگتی ہے۔ دوپٹہ اوڑھو اور چلو چلیں۔ راشد صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑا

لیکن بابا میں نے کچھ نہیں پہنا اس کی آواز میں افسردگی تھی۔

ویسے تو وہ عموماً بہت کم ہار سنگھار کیا کرتی تھی اور وہ سجے سنورنے کی شوقین بھی نہ تھی لیکن اس دفعہ ارمان کے کہنے پر اس نے عید کی غیر معمولی تیاری کی تھی لیکن راشد صاحب کی جلدی اور چیزیں رکھ کر بھول جانے والی عادت کی وجہ سے اس بار بھی وہ سادہ ہی تایا گھر پہنچی تھی۔

ایک اُونٹ دو بیل اور چار بکرے سجے سنورے جگالی کر رہے تھے دوسرے امیر لوگوں کے برعکس مجید صاحب قربانی کے جانور کو ہمیشہ حویلی کے پچھلے لان میں قربان کرتے تھے۔ ان کی نزدیک قربانی سلاٹر ہاؤس میں کر کے صرف گوشت گھر لانے میں قربانی کا اصل مزہ ذائل کر دیتے ہیں۔

حویلی کا پچھلا لان حویلی کے دوسرے سب ل کے مقابلے میں بڑا تھا۔ ایک طرف قربانی اور دوسری طرف تقسیم کے بعد دیگیوں کا انتظام ہوتا تھا۔

ارمان کھانے کے نگرانی سے فارغ ہو کر لاونج میں داخل ہوا جہاں سب کہاں بیٹھ کر ایک دوسرے کو اپنے کپڑے اور چوڑیاں دیکھانے میں مصروف تھیں۔ ارمان کی نظر کرن کی جھلک کی متلاشی تھی. لیکن اس سے پہلے کہ وہ کرن کو دیکھتا پھپھو مسرت نے اسے آنکھ کے اشارے سے باہر بلایا۔

صغری ادھر اُدھر آتے جاتے اپنی بھانجی جینا پر واری جا رہی تھی. کرن سب کی بیچ بیٹھے جانے کسی سوچ میں گم بیٹھی تھی۔

کھانے سے فارغ ہو کر سب چائے کے انتظار میں بیٹھے تھے۔

جب کمرے سے مجید صاحب اور صفری کی بحث کی آواز آئی۔ مجید صاحب کسی زیور کے بارے میں پوچھ رہے تھے جس پر صغری بیگم اعتراضی تھی۔

کچھ دیر بعد کمرے سے نکلتے مجید صاحب کے آنکھوں میں غصہ تھا لیکن زبردستی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ انھوں نے ثریا بیگم کے ساتھ بیٹھی کرن کا ہاتھ پکڑا اور مرکزی صوفے پر بیٹھی لڑکیوں کو اٹھا کر بیٹھ گئے۔ ارمان بھی وہاں موجود تھا ارمان ادھر آؤ۔ انھوں نے دوسرا ہاتھ بڑھایا۔

ارمان مجید صاحب کے دائیں جانب اور کرن بائیں جانب بیٹھی تھی۔

سب ہکا بکا لیکن بغور سارا معاملا دیکھ رہے تھے مسرت کو تو جیسے آگ لگ گئی ہو۔ صفری کی بہن مریم الگ تنفر سے مرکزی صوفہ اور اس پر بیٹھے افراد کو دیکھ رہی تھی

.راشد صاحب اور ثریا بیگم بھی معاملے سے بے خبر نظریں ٹکائے معاملے دیکھنے لگے

میں نے کرن کو ارمان کے لیے پسند کیا ہے اور میں جانتا ہوں ارمان کے لیے میرا انتخاب غلط نہیں ہے۔ وہ ارمان اور کرن کو یک بعد دیکھتے بولے تھے۔

"اگر کسی کو اعتراض ہے تو کر سکتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی واضح کر دوں کہ ارمان کی خوشی بھی اسی میں ہے"

میں نے تو اپنی خواہش کا ذکر نہیں کیا تھا ابھی پھر وہ کیسے جان گئے؟ اُن کو کیسے پتا چلا کہ ارمان خوش ہے اس میں؟ وہ خوشگوار حیرانگی سے ابا جان کو دیکھ رہا تھا۔

راشد صاحب اور ثریا کو یہ سن کر بُرا تو لگا کہ ان کی اکلوتی بیٹی کا رشتہ بنا ان کی اجازت کے ان کی رائے کے بغیر یوں طے کیا جائے۔ لیکن آخر مجید صاحب بڑے تھے۔ اور سب گواہ تھے کہ وہ اپنے فیصلوں میں کسی کی عمل دخل برداشت نہیں کرتے تھے۔ راشد صاحب کو بھی عید کے موقع پر کوئی ناگوار بات کرنا مناسب نہ لگا سو ثریا بیگم کی زہریلی سوالیہ نظروں کے باوجود وہ چپ رہے۔

صغری ہاتھ میں زیور کا ڈبہ پکڑے بے بسی سے معاملہ دیکھ رہی تھی


Urdu Novels Ghar

دومنٹ کی خاموشی پر مجید صاحب نے صفری کو اشارہ کیا

یہ اماں جان کا خاندان زیور ہے ہماری اکلوتی بہو ہونے کی حیثیت سے اب جس پر سارا حق صرف کرن کا ہے۔انھوں نے کرن کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور صغری کو اشارہ کیا کہ اسے زیور پہنا دے۔

کرن کا ذہن ابھی اس ہنگامی صورت حال تو ترتیب دے رہا تھا جانے وہ خوش تھی یا نہیں؟ اس کی مرضی کسی نے نہیں پوچھی۔ حالانکہ وہ راضی تھی اس پر۔ لیکن رسماً بھی کسی نے نہیں اس کی خواہش کا نہیں پوچھا۔ خیر پوچھا تو اس کے ماں باپ سے بھی نہیں گیا تھا۔ لیکن اچانک اس کے دل میں اطمینان اور خوشی کی لہر دوڑی تھی۔

صغری نے بے لی سے کرن کے خالی کانوں میں بالیاں اور گلے میں سونے میں جڑے ہیروں کا ہار پہنایا اور بہانے سے کچن میں چلی گئی
۔

لاونج میں بیٹھی پر لڑکی کرن کی قسمت پر ناز کر رہی تھی سوائے جینا کے جسے اس کی خالہ نے بچپن سے ارمان کے خواب دکھائے تھے ۔وہ کڑتی ہوئی باتھ روم کی طرف بھاگی تھی۔

واپسی پر آتے ہوئے کسی نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔ کرن گھر کے دروازے سے بھاگتی ہوئی اندر آئی تھی۔

کمرے کی چیزیں بکھری پڑی تھی اسے یاد آیا کہ جاتے وقت وہ اپنے خالی پن سے کتنی افسردہ تھی۔ زیورات میں لپٹی کرن خوش تو تھی لیکن تائی کا رویہ اسے پریشان کر رہا تھا۔

*************

کرن کل سے باہر نہیں آئی۔ ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھی ثریا بیگم راشد صاحب سے مخاطب ہوئے جو اخبار میں منہ دبائے بیٹے تھے۔

ثریا میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میں بھائی صاحب کے فیصلے کے خلاف نہیں بول سکتا۔ ویسے بھی کرن ہماری اکلوتی اولاد ہے ہماری نظروں کے سامنے رہے گی اور مجھے ارمان سے پوری امید ہے کہ وہ اسے خوش رکھے گا۔ وہ ابھی بھی عینک ناک پر رکھے اخبار پر نظریں جمائے بیٹھے تھے

ثریا بیگم کو ان کی فرمانبرداری پر نا جانے کیوں آج پہلی دفعہ غصہ آ رہا تھا۔

جاؤ بلا کر لاؤ کرن کو میں اس سے بات کرتا ہوں۔

ابھی ثریا بیگم اٹھی بھی نہیں تھی کہ راشد صاحب خود کرن کے کمرے کی طرف لپکے۔

عمرہ بکھرا پڑا تھا. جیسا وہ کل صبح دیکھ کر گئے تھے۔ چادر منہ تک اوڑھے سیدھی چت لیٹی پڑی کرن یکدم دروازہ کھلنے کی آواز سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

کرن؟ کیا ہوا بیٹا۔ طبیعت ٹھیک ہے؟ ان کو سوجھی آنکھوں بکھرے بالوں میں کرن کا مرجھایا ہوا منہ دیکھ کر پریشانی ہوئی۔

جی بابا...وہ...میں.....ٹھیک ہوں

بیٹا کل کی بات سے پریشان ہو؟

نہیں...وہ....اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی

تمھاری آنکھیں سوجھی ہوئی ہیں تم رات بھر رو رہی تھی؟

نہیں بابا...میں....نہیں رو رہی تھی آپ پریشان نہ ہوں۔

بیٹا تمھیں اگر ارمان سے رشتہ کروانے میں کوئی مسلہ ہے تو مجھے بتاؤ میں خود انکار کر دوں گا۔

نہیں بابا....وہ تائی؟ وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنی پریشانی ظاہر کر رہی تھی۔

ثریا بیگم دہلیز پر چپ سادھے کھڑی تھی۔

وہ مجھے لگتا ہے انہیں شاید کوئی اعتراض ہے مجھے وہ پسند نہیں کرتی۔ میں جب بھی ان کے گھر جاتی ہوں۔ مجھے وہ ڈانٹ دیتی ہیں۔ مجھے پھوپڑین کے طعنے دیتی رہتی ہیں اور کل بھی وہ رسم کرتے ہوئے مجھے بہت غصے سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ بنا سانس لیے پھوٹ پڑی ہو جیسے....

ہاہاہاہا! ثریا بیگم اور کرن کی توقعات کے بالکل برعکس راشد صاحب کھل کر ہنسنے لگے۔

بیٹابس اتنی سی بات سے پریشان ہو؟ چائے کے بعد میں نے بھائی صاحب سے بھابھی کے اس رویے کی وجہ پوچھی تھی

توپھر؟ثریابیگم حیرانی سے پوچھنے لگیں

انھوں نے کہاکہ "ارمان ان کااکلوتہ بیٹاہے۔اس رشتے کے بارے میں میں نے صغری کو نہیں بتایاتھا۔وہ بھی میرے اس فیصلے پر شا "کڈ تھی اور چونکہ وہ بیٹے کی منگنی بہت دھوم دھام سے کرناچاہتی تھی لیکن میرے زیورات مانگنے کے اسرار پر بس ناراض سی ہوگئی

ثریااور کرن صفری کامزاج جانتی تھیں۔لیکن دل کی تسلی کو یہ خیال اچھاتھا۔

********************

عید کو تقریباًایک مہینہ گزرچکاتھا۔بڑی حویلی کی رینویشن کے لیے مردانہ چھوٹی حویلی شفٹ کردیاگیا.ارمان کی مردانے کے معاملات میں دلچپسی بڑھنے لگی اوراسکی ایک وجہ کرن بھی تھی۔یوں کام کے بہانے اس کادن میں ایک چکر چھوٹی حویلی میں ضرور لگتا

۔

منگنی سے پہلے کرن ارمان کے لیے جزوی سے جذبات رکھتی تھی لیکن اس ایک مہینے میں ارمان اوراس کی انڈرسٹینگ بہت بڑھ چکی تھی۔وہ اب خواب سجانے لگی تھی۔

کرن کوتائی کاروکھالہجہ بھی بُرانہیں لگتاتھا۔

*************

مجید صاحب لان میں بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے۔صفری لان کے کونے میں کھڑی مالی کو یوں ہی عادتاً ڈانٹے جا رہی تھی۔"تم "بہت کام چور ہو گئے ہو۔پودوں کی حالت دیکھی ہے؟ کتنی بگاڑ دی ہے تم نے اپنی لاپرواہی سے

ارے بیگم !بس کر دیں. جان لیں گے بچارے کی۔مجید صاحب کو سہمے ہوئے شرفو پر ترس آیا تو وہ بے زاری سے بولے۔

دو منٹ کے بعد جب شرفو کی جان چھوٹی تو وہ مجید کی طرف آئی۔

-آپ ڈاکٹر کے پاس گئے تھے؟رات کو میں بہت ڈر گئی تھی وہ بیٹھتے ہوئے مخاطب ہوئی

بیگم ہلکی سے کھانسی تھی وہ آپ پریشان کیوں ہو رہی ہیں؟

وہ ہلکی سی کھانسی نہیں تھی۔مجید صاحب آپ تقریباًایک گھنٹہ کھانستے ہوئے گزارا۔

چھوڑو میں کچھ سوچ رہا تھا۔

کیا؟وہ متجسس ہوئی

بچوں کی شادی کر دیتے ہیں۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

وہ بیماری سے شادی تک کی بات پر چونکی

اس میں اب شادی کہاں کے آ گئی۔؟آپ نے منگنی جٹ پٹ کر لی۔میں شادی جلدی نہیں ہونے دوں گی.وہ منہ میں بڑبڑاتی اُٹھ گئیں اور یہ جا وہ جا۔

مجید صاحب رات اپنی حالت دیکھ کر یہ فیصلہ کر چکے تھے۔شام کو مردانہ میں ارمان اور راشد کے سامنے انھوں نے یہ بات کھول دی۔ کہ تقریباًاگلے ماہ کے اختتام پر شادی کی تقریب کر دی جائے گی۔جس پر راشد صاحب نے بھی اکتفا کیا

*********************

ایک مہینے کے کم عرصے میں زیادہ تیاری تو نہ ہو سکی لیکن پھر بھی بڑی شان سے دونوں خویلیاں سجائی گئیں

شادی کی تھیم وائٹ اور لائٹ گرین تھی۔ڈیکوریشن ٹیم تازہ وائٹ اور لائٹ گرین پھولوں سے گھر کا کونہ کونہ سجا رہی تھی... بارات کا فنکشن رات کو تھا۔

مہندی صرف ارمان کے گھر پر ہوئی تھی۔ تایا ابا کے مطابق کرن کو دلہن صرف نکاح کے دن ہی بننا تھا۔اور نکاح بارات پر ہی ہونا طے پایا۔

ثریا بیگم مہمانوں کی آؤبگت میں مصروف تھی۔ساری کزنز کرن کے کمرے میں گانے بجانے اور شغل میں مشغول تھی۔

ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔ثریا بیگم کمرے میں آئی اور دھیرے سے دہلیز پر کھڑی چور نظروں سے دیکھ رہی تھی۔وہ خوش تھی اور بہت خوش. بیٹیاں تو پرائی ہوتی ہیں انہیں ایک دن ماں باپ کو چھوڑ کر جانا ہی پڑتا ہے. چاہے وہ کتنی ہی لاڈلی کیوں نہ ہوں۔چاہے ان کے ماں باپ کے پاس ان کے سوا کچھ نہ ہو۔ مستقبل سے بے خبر لڑکیوں کو اک ایسے سفر پر بھیج دیا جاتا ہے جہاں واپس لوٹ کر آنے والوں کو قبول نہیں کیا جاتا.... ثریا کے دماغ میں بہت سی گمنام سوچیں اپنا تسلسل باندھ چکی تھی. جب اسے اپنی گال پر لڑھکتے آنسو کو صاف کرتی اک شفیق انگلی محسوس ہوئی...

وہ راشد صاحب تھے۔

بیٹیوں کو آنسو بہاتے نہیں بلکہ اپنی دعاؤں تلے رخصت کرتے ہیں ثریا بیگم "وہ دھیما سا مسکرائے۔"

پارلر والی آچکی تھی۔ثریا بیگم نے ساری لڑکیوں کو دوسرے کمرے میں جانے کو کہا اور کرن کی تیاری کے چیزیں الماری سے نکالنے میں مصروف ہو گئیں.....۔

*******************

بہت دھوم دھام سے بارات لائی گئی... ساری رسمیں ہوئی۔ صفری بیگم ہر شے میں پیش پیش تھیں۔

الطاف چچا الماس چاچی ان کی ناک چڑی بیٹی نازی, مسرت پھپھو, ان کی دونوں بیٹیاں تایا ابا تائی سب غیر معمولی طور پر خوش تھے۔ خوب موتیوں اور نگینوں سے بھرے سرخ ویلوٹ لہنگے میں دلہن بنی بیٹھی کرن اپنی توقعات کے برعکس سب کو اس کی خوشی میں اتنا خوش ہوتے بہت تجسس سے دیکھ رہی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ کوئی اس سے پیار نہیں کرتا تھا۔ لیکن منگنی میں سب کے ریکشن کے بعد اُسے یہ سب بہت زیادہ لگ رہا تھا۔

دلہن دولہا کو اسٹیج پر بٹھایا گیا۔

آسمان پر کالے بادل یکدم چھانے لگے۔ اور پھر خرابی موسم کے باعث وقت سے پہلے رخصتی کر دی گئی۔

*******************

صبح تو بہت گرمی تھی ہلکی بارش کی وجہ موسم اچھا ہو گیا تھا کیوں؟ ملازموں سے چیزیں ادھر سے آدھر کروانے میں مصروف ثریا بیگم سے مخاطب راشد صاحب بولے

ہاں! شکر ہے خدا کا. یہ کہتے ہوئے وہ صوفے پر آبیٹھی۔

کیا ابھی بھی پریشان ہیں؟

،وہ اچانک اس سوال سے چونکی

نہیں.... کس... بات سے... ویسے؟

..ارے دیکھا تھا نہ سب کتنے خوش تھے... بھابھی کرن کے آگے پیچھے کیسے اس کی بلائیں لے رہی تھی

ہاں تبھی میرا دل بہت مطمئن ہے. خدا خیر کرے بس۔ سب اچھا ہو۔

ارمان بہت پیارا اور فرمانبردار بچہ ہے۔ اور بھائی صاحب کا تو تمھیں پتہ ہے نہ

...ہمم مم... وہ زبردستی سا مسکرائی اور باقی چیزیں سیٹ کرنے میں مصروف ہو گئی

*******************

کمرہ سرخ اور سفید پھولوں سے مزین تھا۔ سائڈ بیڈ پر ہلکی لو میں دیے جل رہے تھے... رات کافی ہو چکی تھی۔۔

کرن بیڈ پر اپنا جوڑا پھیلائے مسلسل اپنے مہندی لگے ہاتھ دیکھے جا رہی تھی۔

کیا محبت اتنی آسانی سے مل جاتی ہے؟

کیا یہ ساری سجاوٹ یہ شہنائیاں میرے اور ارمان کے لیے بج رہی ہیں؟ کیا واقعی تائی جان نے ایک غیر معزز اور پھوہڑ لڑکی کو اپنی بہو کے طور پر قبول کر لیا ہے؟ یہ رسمیں کتنی اچھی لگتی ہیں جب ان میں ساتھی من پسند ہو۔ کیا یہ واقع حقیقت ہے؟

میں فضول میں اللہ سے شکایت کرتی تھی کہ مجھے امی ابا کے علاوہ کوئی بھی پیار نہیں کرتا... سارے سوال اور ان کے جواب وہ خود ہی سوچے جا رہی تھی..... اس نے مسکراتے ہوئے خیال جھٹکا

تقریباً اسی لمحے دروازے پر دستک دے کر ارمان کمرے میں داخل ہوا۔

"ہاں تو کرن صاحبہ؟ کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ مسز ارمان کے عہدے پر فائز ہو کر؟" وہ دروازہ بند کرتے ہوئے ہونٹ بھینچے مسکرایا۔

"عہدہ؟ کیسا عہدہ؟ آپ کی بیوی بننا بھی کیا کوئی عہدہ ملنا ہے؟ کیا اس کے لیے کسی خاص ہنر یا خصوصیت کی بھی ضرورت؟"

"ہاں جی بالکل! چوہدری ارمان بن مجید الرحمان مجید انٹرپرائز کا اکلوتہ مالک، کی زوجہ کوئی عام عہدہ تو نہیں۔ اور اس عہدے کے لیے ایک ہی خصوصیت درکار ہے کہ عہدے دار کرن بنت راشد الرحمان ہوں!" وہ شوخ ہوا۔

کرن نظریں جھکائے مسکرائی۔ وہ ابھی بھی ہاتھوں پر لگی مہندی دیکھ رہی تھی..... ارمان اس کے سامنے بیٹھ گیا اور اس نے سائیڈ ٹیبل سے ایک ڈبہ نکالا۔ غالباً اُس ڈبے میں منہ دیکھائی کا تحفہ تھا..

"میں نے تمھیں کبھی پائل پہنے نہیں دیکھا؟ کیا تمھیں پسند نہیں؟" وہ ڈبہ کھولتے ہوئے دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا؟

"پسند ہے، لیکن امی پہننے نہیں دیتی تھی۔ انہیں لگتا تھا کہ اچھی لڑکیاں پائل نہیں پہنتی!"

پائل سے اچھے یا بُرے کا کیا تعلق؟

"جیسے بڑی چادر اوڑھ کر اکیلے تایا ابا کے گھر آنے والی لڑکیاں معزز نہیں ہوتیں ویسے ہی شاید پائل پہننے والی لڑکیاں بھی بری ہوتی ہیں! اس کے حاضر جوابی پر ارمان چونکا اور بنا کچھ کہے اس کے پاؤں سے لہنگا اُٹھا کر پاؤں پر پائل پہنانے لگا۔

"جانتی ہو جب چاچو مردانے میں تمھارے رشتے کی بات کر رہے تھے میرے تن بدن میں ایسے آگ لگ گئی تھی۔

'کیوں؟ آگ کیوں؟"

"مجھے تم شروع سے پسند تھی لیکن تم سے محبت ہے یہ اس دن پتہ چلا تھا۔" وہ پائل پہنا چکا تھا۔

"پھر؟"

پھر یہ کہ اس وقت مجھے وہ مقولہ یاد آیا تھا

"کہ کوئی مرد اپنی پسندیدہ عورت کو کبھی بھی کسی دوسرے مرد کے لیے نہیں چھوڑتا۔ شرط یہ ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہو۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑے آہستہ سے اس کی انگلیاں مسل رہا تھا۔

"میں تمھیں چاند تارے توڑ کر لانے کا وعدہ تو نہیں کرتا لیکن یہ وعدہ ضرور کرتا ہوں کہ تمھارا دل ٹوٹنے نہیں دوں گا۔

ہر وہ لہجہ ہر وہ مزاج کی کڑواہٹ جو تمھیں تکلیف دے میں ہنسی خوشی اسے خود پی لوں گا۔

اگر کوئی زخم دینے والا ہاتھ تم پر اُٹھے گا تو یہ یاد رکھنا اُسے میں تم تک پہنچنے نہیں دوں گا اور اگر وہ پہنچ گیا تو سمجھنا پھر اس جہان میں تمھارا ارمان رہا ہی نہیں۔ ارمان کے ہاتھوں کی گرفت اور مضبوط ہوئی

کیا محبت اتنی آسانی سے مل جاتی ہے؟ یہ سوال پھر کرن کے ذہن میں کھٹکا۔ جسے اُس نے جھٹک دیا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تھی یا شاید محبت کی چمک۔

یہ سچ ہے کہ عورت حسِ سماعت کے ذریعے محبت کرتی ہے۔

ان الفاظ سے محبت جو اس کی تسکین کے لیے بولے جائیں۔ جو اس کے تحفظ ذات پر کہے جائیں، جو اس کی آبرو کی نظر کیے جائیں،

دیے کی لو کے ساتھ رات بھی ختم ہو رہی تھی۔ لیکن کرن کی زندگی میں تو سویرا، اس کی آنکھوں کی چمک کے ساتھ ہی اُتر آیا تھا۔۔۔

*********************

رات کے 12 بج رہے تھے۔ آج ولیمہ بھی گزر گیا۔ ارمان کے ننھیال والے پچھلے اک ہفتے سے بڑی حویلی میں شادی کی تقریب میں مشغول تھے۔ صبح سب کو اپنے اپنے گھر روانہ ہونا تھا، صفری مہمان خانے میں چیزیں ادھر سے ادھر کروانے میں مصروف نظر آ رہی تھی۔۔۔

"میں آجاؤں اندر؟ڈریسنگ ٹیبل پر جیولری بکھیرے اور اُس کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر بالوں کو سیدھا کرنے میں مصروف کرن کو آواز آئی۔

جی جی آیئے!وہ جینا تھی ارمان کی خالہ زاد۔

ویسے تو کبھی میں نے سوچا نہیں تھا کہ اس کمرے میں آنے کے لیے مجھے کسی غیر لڑکی سے اجازت لینا پڑے گی۔لیکن چلو خیر!اس نے اک تنفر بھری نگاہ کرن پر ڈالی۔

غیر لڑکی؟......ہن...کرن چونکی

کرن اور جینا کے بیچ زیادہ بے تکلفی نہیں تھی۔اُسے لگا کہ شاید وہ اس لیے اُسے غیر کہہ رہی تھی۔

تو کیا آپ بنا اجازت اس کمرے میں آتی تھی؟

اپنے کمرے میں آنے کے لیے اجازت کون لیتا ہے۔وہ جیولری پکڑے بغور خود میں مگن جواب دے رہی تھی۔

اپنے کمرے؟...مطلب.....؟کرن پھر چونکی.

ارے تم اپنے ذہن پہ زیادہ زور نہ دو۔جلد سمجھ جاؤ گی....

اچھا یہ بتاؤ منہ دیکھائی میں کیا ملا؟

وہ.....وہ...

کیا وہ....وہ...لگا رکھی ہے۔جینا بے زاری سے بولی

کرن ابھی "اپنے کمرے" کی لفظ سے ابھی باہر نہ آئی تھی۔اس کی بات کو نظر انداز کرنے کی کوشش میں پھر سے بال سمیٹنے لگی۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا ارمان کو تم میں نظر کیا آیا ہے۔نہ تو تم پیاری ہو۔اور نہ ہی کوئی ڈھنگ کی خوبی ہے تم میں...

سچ سچ بتاؤ.کیا جادو کیا ہے تم نے اُس پر؟ہاں......؟"اُس نے زور سے بازو پکڑ کر کرن کا منہ اپنی طرف موڑا،

اگلے لمحے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی. جس پر وہ بنا جواب لیے کمرے سے باہر نکل گئی...

یہ جینا کو کیا ہوا؟ آئینے کے سامنے سکوت بنی کرن سے ارمان نے پوچھا۔

پتہ نہیں... کرن بے زاری سے بولی

ارمان نے کندھے اچکائے اور بیڈ پر بیٹھ کر کرن کو دن بھر کی روداد سنانے لگا،

*******************

کرن صبح سے کچن میں کام کر رہی تھی۔ ابھی شادی کا پہلا ہفتہ تھا۔ آج کرن نے کھیر کی رسم ادا کرنی تھی۔

اور صفری بیگم کی توقعات کے عین مطابق کرن کو میٹھا بنانا نہیں آتا تھا۔ کچن میں باورچی کو جانے کی اجازت نہ دی گئی۔

آج کھیر اچھی نہ بنی تو تائی کو اور باتیں سنانے کا موقع مل جائے گا. وہ ہاتھوں میں ہاتھ دبائے کرسی پر بیٹھی سوچ رہی تھی۔ حالانکہ ارمان کے گھر میں پہلا ہفتہ بہت خوشگوار گزرا تھا لیکن تائی کی طرف سے اسے ہمیشہ کھٹک رہتی تھی۔

کوئی رسالہ بھی تو نہیں ہے یا خدا میں کیا کروں؟ اور میں نے امی کو دیکھا بھی نہیں ہے کبھی کھیر بناتے... میں تو یونیورسٹی سے آ کر بس کھا لیا کرتی تھی... اوف خدایا...!

وہ اوپر دیکھے سوچ رہی تھی۔



Urdu Novels Ghar

کیاہوا؟اوپر کیادیکھ رہی ہو؟ارمان نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھااور پھر فریج سے کچھ نکال کر کھانے لگا۔

وہ....

تم کچن میں کیوں آئی ہو؟میرے نئی نویلی دلہن کو چولہے چونکے میں گھسادیااماں نے ؟رکو میں پوچھتاہوں....وہ کچن سے جانے لگا تھا کہ کرن نے بازو پکڑلیا

سنیں!ایسی بات نہیں ہے۔آپ صبح جلدی چلے گئے تھے۔تائی جان نے کہاہے کہ میٹھابنانے کی رسم ہوگی آج لیکن ارمان...وہ.... مجھے

اور میں جانتاہوں میری بیگم کو کچھ پکانانہیں آتا۔اسنے قہقہ لگایا...

ہن...وہ شرمندہ سی ہوئی

ارمان کالج کے دنوں میں ہوسٹل میں رہتاتھا۔اس لیے وہ کھانابنانے میں ماہر تھا۔وہ جلدی سے اجزاء جمع کرکے کھیر بنانے لگاوہ ساتھ ساتھ اسے سکھا بھی رہاتھا۔تائی جان زنانہ میں تھی اس لیے ان کواس واردات کی خبر نہ ہوئی۔

دوپہر نے کھانے کے ساتھ کھیر سروکی گئی۔جس پر کرن نے تایاجان کی خوب داد وصول کی.

تائی جان بناذائقہ پر تاثرات دیے منہ بسورے کھاکر جلدی نے کھانے کے میز سے اُٹھ گئی۔کرن اور ارمان کھانے کی ٹیبل پر بیٹھے ایک دوسرے کو چورنگاہوں سے دیکھتے اور مسکراتے رہے،

وعدے کے عین مطابق آج کرن کابہت بڑاپرابلم حل کیاتھا۔کرن یہی سوچ رہی تھی۔

**********************

آسمان بادل چھائے ہوئے تھے۔اور ہلکی ہلکی بارش کے ساتھ ٹھنڈی ہوا جل رہی تھی. کرن اور ارمان تیار ہو کر نیچے آئے تو صغری بیگم لاونج میں ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ مجید صاحب بامعمول کسی سیاسی کتاب کے مطالع میں مصروف تھے۔

امی آپ تیار نہیں ہوئیں؟اور بابا آپ؟کلائی میں گھڑی ٹھیک سے باندھتے ہوئے ارمان نے پوچھا

میری طبیعت ٹھیک نہیں گھٹنوں میں درد ہے بہت... صغری بیگم ہلکی سی آہ کے ساتھ بولی۔

آپ نے بتایا ہی نہیں. میں آپ کو دبا دیتی۔یا ہم ڈاکٹر کے پاس چلے جاتے... کرن کو حیرانی ہوئی

نہیں بی بی تم جاؤ! تمھاری اماں جان انتظار کر رہی ہوں گی! ہمارا کیا ہے؟ہماری فکر ہی کس کو ہے؟

تائی جان کا یہ روکھا رویہ شادی کے بعد پہلی دفع اس پر افشاں ہوا تھا۔اس لیے کرن تھوڑا سہمی گئی

..کیوں امی جان! آپکی ہی تو فکر ہے ہمیں

مجید صاحب کا ساری ساری رات کھانس کھانس کر بُرا حال ہوتا ہے روزانہ - مجھ سے اُٹھا نہیں جاتا اور یہاں تم دونوں کی شادی کے چونچلے ہی ختم نہیں ہو رہے!وہ غرائی

بیٹا تم جاؤ شاباش!دیر ہو رہی ہے.. تمھاری ماں کے تورونے دھونے ختم ہی نہیں ہوتے.. مجید صاحب کتاب سے سر اٹھا کر دونوں کو ...جانے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے

ارمان کچھ کہتے کہتے ہوئے رکا کیونکہ وہ جاتے ہوئے کوئی بدمزگی نہیں چاہتا تھا۔سو کرن کا ہاتھ پکڑا اور پورچ کی طرف چل دیا۔لیکن ماحول تو بدمزا ہو چکا تھا. کیونکہ ان کے جاتے ہی صغری بیگم مجید صاحب سے بڑبڑا رہی تھی۔

تایا ابا کو کیا ہوا ہے؟کرن کو فکر ہوئی

کچھ نہیں اس عمر میں چھوٹی موٹی کھانسی ہوتی رہتی۔

لیکن....وہ سوالیہ انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔

.....لیکن ویکن کچھ نہیں۔سب چھوڑو

دیکھو موسم کتنا حسین ہے۔جانتی ہو اپنی 25 سالہ زندگی میں اچھا موسم تو کئی بار دیکھا ہے. لیکن اتنا حسین نہیں پتہ ہے کیوں؟

ھمم کیوں؟اسے اشتیاق ہوا

کیونکہ میرے ساتھ آج تم ہو میری جان! آج تمھارا ہاتھ پکڑے چلتے ہوئے میں خود کو بہت خوش قسمت سمجھ رہا ہوں۔

"کہاں ہوتا ہے کسی کے نصیب میں محبوب کے ہاتھوں میں ہاتھ اور برسات ایک ساتھ "

وہ کرن کو اماں کی باتیں بھلانے کے لیے منہ میں جو آرہا تھا بس بولے جارہا تھا۔

کرن بھی بس اسے دیکھ کر چلتی رہی

سفید شلوار قمیض، کے اوپر بلیک واسکٹ پہنے وہ نہایت نفیس لگ رہا تھا۔بلاشبہ وہ خاندان کا سب سے ہنڈسم اور میچور لڑکا تھا اور اس بات کا احساس اسے ہر روز ہونے لگا تھا۔جب تائی کی ڈانٹ میں وہ ڈھال بن جاتا تھا. کہ وہ اپنے قول اور فعل میں فرق نہیں رکھتا۔

کرن اکیلی پلی بڑی تھی وہ ایک حساس طبیعت کی مالک بہت عام سی لڑکی تھی۔وہ زیادہ خواب نہیں سجاتی تھی۔کسی کے بارے میں خوش فہمیاں نہیں پالتی تھی۔خود کو سمیٹ کر رکھتی۔طبیعت میں زیادہ شوخی نہیں تھی۔

لیکن ارمان کی محبت اُسے بدل رہی تھی۔احساس محبت،احساس تنہائی پر حاوی ہو رہا تھا۔وہ خواب پالنے لگی تھی۔زندگی گزارنے کی بجائے وہ زندگی جینے لگی تھی۔

*******************

رات کو جم کر بارش ہوئی. دعوت کے فوراً بعد کرن اور ارمان گھر آ گئے تھے۔ کرن صبح سے تایا ابا کے پیچھے لگی تھی کہ وہ ڈاکٹر کے پاس چلے جائیں۔ لیکن وہ لاپرواہی کر رہے تھے۔

ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ کرن نے غیر معمولی طور پر گھر کاموں میں دلچسپی لینا شروع کر دی رات کے کھانے میں اکثر کچھ خاص بنا کر تایا ابا سے شاباشی لیتی۔ ابھی بھی جب مجید صاحب اسرار کے باوجود ڈاکٹر کے پاس نہ گئے تو وہ کچن کھانسی کے لیے مفید میں شہد اور کالی مرچ کا ٹوٹکہ بنا رہی تھی۔

ہیلو ڈئیر! یہ جینا تھی

...ام....وہ چونکی..السلام علیکم! کیسی ہو جینا؟ وہ پیسٹ کو ماربل کی بنی شیلف پر رکھی پلیٹ میں نکال رہی تھی

میں تو ٹھیک ہوں. تم سناؤ؟ ڈئیر میڈم کرن راشد...اُس کا انداز تنظریہ تھا

اونہوں.....ارمان کی خالہ زاد کی حیثیت سے تم مجھے بھابھی کہہ سکتی ہو..مجھے اچھا لگے گا...وہ اترائی

کون جانتا ہے کب رشتے بدل جائیں۔ وہ آنکھیں اور قدم بیک وقت موڑ کر فریج سے پانی نکالنے لگی۔

ہاں...؟ کیا کہا...؟

کچھ نہیں حال پوچھ رہی تھی تمھارا لیکن شاید تمھیں سنائی کم دے رہا ہے۔ گلہ صاف کرنے والے ٹوٹکے کے ساتھ کان صاف کرنے ....والا ٹوٹکہ بھی بنا لو تو شاید تمھیں کچھ افاقہ ہو جائے....وہ والہانہ انداز میں ہنسی تو کرن کو غصہ آ گیا

رشتے بدلنے کا بہت شوق ہے نہ تمھیں تو پھوپھو بننے کی تیاری کرو...کیونکہ اب تم جی..نا...سے پھوپھو جینا بننے والی ہو۔ ارمان کے ...بچوں کی پھپھو

کیا.....؟ نہیں...جینا گویا سکتے میں آ گئی

...کیا تم بھی لو گی کان صاف کرنے کا نسخہ؟ کرن دبی آواز میں مسکرائی اور پلیٹ اٹھا کر لاؤنج میں چلی گئی

...وہ ہوا میں تیر چلا کر آئی تھی...بولا تو اُس نے جھوٹ تھا لیکن جینا کا ریکشن دیکھ کر اُس کے دل کو اطمینان ضرور حاصل ہوا تھا

Urdu Novels Ghar

...کرن تایا ابا کے منہ میں زبردستی چمچ سے پیسٹ ڈال رہی تھی جب جینا تھپ تھپ کرتی لاونج سے پورچ کی طرف بھاگی

جینا کہاں گئی۔؟ تائی جان اپنے کمرے سے کچھ شاپر اُٹھا کر لاونج میں داخل ہوئی

.وہ تو چلی گئی... کرن لاپرواہی سے بولی

کہاں؟

....شاید وہ گھر کچھ بھول آئی تھی تو واپس چلی گئی

لیکن کیا؟ وہ اکیلی کیوں گئی ہے؟

....آپکی معزز بھانجی شرم وحیا بھول آئی تھی" وہ دل ہی دل میں کڑی اور بنا کچھ کہے پلیٹ پکڑے کچن میں چلی آئی"

مجید صاحب منہ میں رکھے پیسٹ کو زبردستی حلق سے نیچے دھکیل رہے تھے... صغری بیگم نے جینا کے پیچھے گیٹ تک ملازم بھیجا لیکن ...وہ جا چکی تھی

....

کرن رات کا کھانا میز پر لگوا کر خود کمرے میں آ کر لیٹ گئی... مجید صاحب اور ارمان نے ملازمہ کو بھیج کر بلوایا لیکن اُس نے منع کر دیا

...

...کیا ہوا ہے ہماری زوجہ کو؟ ارمان صوفے پر بیٹھ کر گھڑی اُتارنے لگا

کچھ جواب نہ آنے پر اس کے پاس گیا... اس کی آنکھوں سے کہنی اٹھائی۔اس کی آنکھیں لعل تھی۔

کیا ہوا؟ آنکھیں سرخ کیوں ہیں تمھاری؟ اس کی آواز میں پریشانی جھلکی

وہ آنکھیں ملتی اُٹھ کر بیٹھ گئی... نہیں کچھ نہیں بس سر میں تھوڑا درد ہے

میڈیسن لی ہے؟

!ہاں جی

گڈ... چلو آرام کرو ٹھیک ہو جاؤ گی! ارمان اُس کا تکیہ ٹھیک کرنے لگا۔

... نہیں میں ٹھیک ہوں... اُس نے ارمان کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے سامنے بٹھالیا

ارمان!

جی بیگم صاحبہ!

ایک بات پوچھوں؟

... جی جناب اس میں اجازت کی کیا بات ہے آپ پوچھیے

.... وہ

وہ.....؟

جینا کیا لگتی ہے آپ کی؟ وہ مشقوق انداز میں بولی

.... میری کزن ہے تم جانتی تو ہو۔ مریم خالہ کی بیٹی

... ہاں وہ تو میں جانتی ہوں... لیکن اس کے علاوہ

اس کے علاوہ کیا؟

آپ دونوں کا کوئی اور رشتہ بھی تھا۔ میرا مطلب ہے....؟ کوئی اور تعلق...؟

کیا مطلب ہے تمھارا...؟ ارمان نے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی کی

مطلب یہ کہ.... آپ سمجھ رہے ہیں نہ کہ کزن کے علاوہ... کیا کوئی اور جذبات بھی...؟ دیکھیں ارمان آپ مجھے بتا سکتے ہیں.. میں بُرا
.... نہیں مانوں گی

تمھارا دماغ صحیح ہے. وہ غصے سے اُٹھ کھڑا ہوا. وہ میری چھوٹی بہن جیسی ہے

لیکن پھر وہ مجھے ولیمے کی رات یہ کیوں کہہ رہی تھی؟

کیا کہہ رہی تھی؟

...کہ ارمان کا کمرا میرا کمرا ہے..میں کسی غیر لڑکی کا تصور نہیں کر سکتی اس کمرے میں...بلاں...بلاں

تو اس بات کا کیا تعلق.... کہ میں اور جینا؟

لیکن وہ مجھے بھابھی کیوں نہیں کہتی...؟وہ منہ بسورتے ہوئے بولی

....ہاہاہا!اس نے زوردار قہقہہ لگایا

...تو کیا میں سمجھوں کہ میری بیوی جیلس ہو رہی ہے؟وہ پھر سے ہنسا

....جی نہیں

تو پھر؟یہ کیا تھا؟

آہ...بس یونہی

کیا یونہی تھا؟

....ہمم....کرن کا جواب غیر جانبدار تھا

مجھے اپنی ذات پر صرف تمھاری ملکیت اچھی لگتی ہے۔اور میں نے اسی لیے تم سے نکاح کیا اور یہ حق صرف تمھیں دیا۔کیا تمھیں مجھ پر یقین نہیں۔؟وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر رعب دار انداز میں پوچھ رہا تھا۔

ایسی بات نہیں ہے...کرن شرمسار ہوئی

تو کیسی بات ہے؟

وہ....میں نے...بس یونہی پوچھا تھا...کرن نے نظریں چرائی



Urdu Novels Ghar

تم میرا سب کچھ ہو کرن... میرے لیے اس دنیا میں سب سے قیمتی شے تم ہو... ان چھوٹی چھوٹی فضول باتوں سے پریشان مت ہوا کرو... مجھے تکلیف ہوتی ہے... اس نے کرن کی گال پر ہلکا سا ہاتھ تھپتھپایا

آئی ایم سوری...

کوئی بات نہیں....

ارمان نے اپنا ہاتھ اسکی گردن پر گھمایا اور اس کا سر اپنے شانے پر رکھ لیا

کبھی کبھی حاکمیت کے دو حرف کتنے سحر انگیز ہوتے ہیں... ہزار گمنام سوچوں کو کھا جانے والے محض دو حرف...

********************

لاپرواہی کے سبب مجید صاحب جگر کے عارضے میں مبتلا ہو گئے۔ ارمان بہت پریشان رہنے لگا تھا۔ زمینوں کے مسائل دن بدن بڑھ رہے تھے۔ اسے اکیلے یہ سب کرنے کی عادت نہیں تھی۔ صغری بیگم بامعمول کرن کو پھوہڑپن کے طعنے دیتی نہ تھکتی تھی۔ ویسے بھی اُسے اب عادت ہو چکی تھی۔ پھر بھی کبھی کچھ زیادہ کہہ دیتی تو کرن دو دن اپنے کمرے سے باہر نہ نکلتی تھی۔ لیکن اُس نے کبھی بدتمیزی نہیں کی تھی۔

کرن سارا دن تایا ابا کے پاس بیٹھی ان کی دوا دارو کا خیال رکھتی۔

"بیٹا بُرا نہ مانو تو ایک بات کہوں؟" صوفے پر بیٹھے مجید صاحب یکدم بولے۔

"جی تایا ابا کہیے..."

"صغری جب تمھارے ساتھ بُرا کرتی ہے۔ تو میرا دل بہت دکھتا ہے"۔ انھوں نے نظریں نیچی کر لی۔



Urdu Novels Ghar

"نہیں تایا ابا ایسی کوئی بات نہیں مجھے تائی جان کی باتوں کا برا نہیں لگتا۔..."اس نے تکلفاً یہ الفاظ کہے تھے

"تم میری توقعات سے زیادہ اچھی بہو ثابت ہوئی ہو۔ اور مجھے یہ افسوس ہے کہ ان 6 ماہ میں میں یہ بات صغری کو نہ سمجھا سکا۔ اُس کو صرف اپنی ضد پیاری ہے" انھوں نے آہ بھری

"کون سی ضد؟"

وہی ضد جس پر میں اپنے رشتے قربان نہیں کر سکتا تھا۔ اور میں نے کیے بھی نہیں۔ لیکن میں پھر بھی ٹوٹ گیا۔ ان کی آنکھوں سے نمی جھلکی.

صغری بیگم کمرے سے بڑبڑاتی ہوئی آئی۔ پرایا خون کبھی اپنا نہیں ہوتا۔ پتہ نہیں کس کا گندا خون ہے یہ.... مجید صاحب میں بتا رہی ہوں جس دن میں بیٹھ گئی اسی دن اس نام نہاد بہو نے آپکو قدموں پر کھڑے ہونے دیا تو مجھے جھوٹا کہیے گا" وہ غرائی

"تم چُپ رہو" مجید صاحب صوفے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کبھی دو پل چین نہیں لینے دیا تم نے میری بچی کو۔

"پرایا خون کون؟" کرن نے حیرانی سے پوچھا

"کچھ نہیں بیٹا۔ تمہاری تائی کو ویسے ہی فالتو بولنے کی عادت ہے۔ تم جاؤ بیٹا کمرے میں۔"

"لیکن... کون....؟ پرایا خون؟ کون.....؟" وہ سکتے میں تھی۔۔

ارمان لاونج میں داخل ہوا تو تایا ابا نے اشارے سے اسے کرن کو اندر لے جانے کا اشارہ کیا..

تم باز نہ آئی تو کچھ غلط ہو جائے گا میں تمھیں بتا رہا ہوں۔ مجید صاحب صغری کو انگلی دکھاتے لان میں چلے گئے...

صبح کو شام ہو گئی تھی. کرن بیڈ پر آنکھیں موندھے لیٹی تھی۔

ارمان کمرے میں آیا. اسے یوں بے جان لیٹے دیکھ کر اُسے بے چینی ہوئی....اُسے کرن کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی

"چلو اٹھو ڈاکٹر کے پاس چلیں۔" ارمان کرن کا بازو اس کی آنکھوں سے ہٹایا

"نہیں مجھے نہیں جانا۔" عموماوہ کسی بات سے ارمان کو نہ نہیں کرتی تھی...

"کیوں نہیں جانا؟"

"بس میرا دل نہیں۔.."

"تمہارے دل پر نہیں چلتی دنیا..."

"میں نے کب کہا ایسے؟"

"اُٹھو کرن...ورنہ کچھ اور طریقہ سوچنا پڑے گا" ارمان کے لہجے میں شرارت اور سختی تھی

"میں نہیں جاؤں گی کرن نے کروٹ بدل لی..."

ایسے کیسے نہیں جاؤ گی...ارمان نے اپنے بازو پر اسے اُٹھایا اور لاونج سے گزر کر پورچ میں لا کھڑا کیا۔ ملازمہ سے جو تا منگوایا۔ گاڑی میں بٹھایا اور وہ چلے گئے۔

"حد ہے بے حیائی کی" صفری بیگم دور کھڑی اپنے کمرے سے جھانکتے ہوئے بولی....

********************

ابا اماں! کدھر ہیں سب...ارمان خوشی سے چلاتا ہوا گاڑی سے اُترا...

کرن ہولے ہولے چلتی ہوئے اندر داخل ہوئی

کیا ہوا بیٹا...مجید صاحب لان سے لاونج میں داخل ہوتے ہوئے بولے

آپ دادا بننے والے ہیں... ارمان خوشی سے مجید صاحب کے گلے لگا۔...

خدا کا شکر ہے... مجید صاحب نے کونے میں کھڑی کرن کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائیں دینے لگے۔

صفری نے تکلفاً خوشی کے دو آنسو ٹپکائے اور کمرے میں جا گھسی....

کرن بھی خوش تھی لیکن صبح کے واقعے کے اثرات چہرے پر صاف دیکھائی دے رہے تھے...

*************

ارمان کا پیار دن بدن بڑھنے لگا۔وہ ہر وقت اس کے آگے پیچھے پھرتا رہتا، اس کا خیال رکھتا، کرن کے اسرار پر وہ کچھ دن کے لیے اسے چاچی ثریا کے گھر رہنے کے لیے چھوڑ آیا۔ان دنوں پھپھو اپنی دونوں بیٹوں سمیت مجید صاحب کی تیمار داری کے لیے ان کی طرف آئی ہوئی تھی. علاج کے باوجود مجید صاحب کا عارضہ بڑھتا جا رہا تھا۔

آج جمع کا دن تھا.وہ جمع کی نماز کے بعد سیدھا چاچو گھر ہی گیا تھا۔

"چچی آپ میری بیوی کا خیال نہیں رکھتی۔دیکھیں تو صیح یہ کتنی کمزور ہو گئی۔رنگ بھی دیکھیں کتنا سانولا ہو گیا ہے"

"اس کا رنگ شروع سے سانولا ہے میاں! تم بنو مت۔"ثریا بیگم مسکرائی اور کچن میں چلی گئی اور بریانی چڑھانے کی تیاری کرنے لگی۔ جمع کے دن چھوٹی حویلی میں چکن بریانی ضرور بنتی تھی...

"سانولہ تھا؟ نہیں تو؟"وہ حیرانی سے بولا۔

کرن بیڈ پر بیٹھے ماحول سے بے خبر سورۃ الکحف پڑھ رہی تھی،

لیکن جب میرے ساتھ میرے گھر ہوتی ہے تب تو بہت خوبصورت ہوتی ہے یہ... ارمان نے کرن کو چڑایا لیکن وہ پڑھنے میں زیادہ مصروف تھی سو زیادہ دھیان نہیں دیا۔

نہ جواب ملنے پر ارمان اس کے پاس آیا ٹھوڑی سے چہرہ پکڑ کر اوپر کیا۔

"آٹھو گھر چلیں۔ دس دن ہو گئے تمھیں یہاں آئے ہوئے... میرا من نہیں لگتا گھر پر.... تمھیں دیکھتے یہاں آنا پڑتا ہے"

"تو کیا ہوا یہ بھی تو آپ کا ہی گھر ہے۔" وہ قرآن بند کر کے شیلف پر رکھ رہی تھی۔

نہیں، تم چلو آج ہی. گھر میں میں پھپھو آئی ہوئی ہیں،

تو؟ کرن کو اسے تنگ کر کہ لطف آرہا تھا.

تو یہ کہ....وہ....رکا...

"بس چلو تم..." ارمان نے ناراضگی سے آنکھیں موڑ لی...

اچھا بریانی کھا کر چلتے ہیں.. اگر میرا موڈ ہوا تو...

موڈ؟ حد ہے ویسے... وہ بے زاری سے بولا

اگلے ہی لمحے وہ مڑا

'میں وہاں اکیلا پڑا رہتا ہوں۔ اور تمھیں میرا زرا بھی خیال نہیں...."

اچھا آپ بتھیں س تو.. کرن نے سکراتے ہوئے ہاتھ چھڑایا اور چلی گئی...

وہ بھی جانا چاہتی تھی۔ بس کبھی کبھی یونہی ارمان سے نخرے اٹھوانا اسے اچھا لگتا تھا۔

*******************

کیا ہوا؟ ارمان چلا گیا؟ ثریا نے فون کو بار بار دیکھتی کرن سے پوچھا۔

پتہ نہیں کہاں گئے. میں نے کہا بھی تھا بریانی کھا کر چلتے ہیں دونوں...ان کا فون بھی بند آرہا ہے

راشد صاحب مردانہ سے نکل کر کھانے کی میز پر آرہے تھے۔

بابا!ارمان کہاں ہیں مردانے میں ؟

نہیں تو؟وہ تو کل سے نہیں آیا حالانکہ میں نے دو دفع پیغام بھی پہنچایا تھا اشرف کے ہاتھ....وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

مجھے فکر ہو رہی ہے...وہ مجھے بار بار جانے کا بھی بول رہے تھے۔

کیا وہ یہاں آیا تھا؟راشد صاحب نے نگاہ دوڑائی..

جی...کرن مسلسل فون کو دیکھ رہی تھی

ارے کچھ نہیں ہوتا آرام سے بیٹھ کر کھانا کھاؤ...ابھی آجاتا ہے۔کوئی کام ہو گا اس لیے چلا گیا...ثریا نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کرسی تک لے آئی..

وہ پہلے تو ایسے نہیں کرتے...وہ بیٹھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

کافی دن ہو گئے ہیں۔بھائی صاحب کی عیادت نہیں کی میں نے...سوچ رہا ہوں۔کہ کھانا کھا کر چلتے ہیں..کیوں ثریا بیگم ؟

جی...

اچھا میں سامان دیکھ لوں اپنا......مجھے بھی جانا ہے....

وہ بنا کچھ کھائے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

بیٹا کچھ کھا تو لو...ثریا بیگم اسے آواز دے رہی تھی لیکن وہ کمرے میں جا چکی تھی

********************

ثریاراشداورکرن حویلی میں داخل ہوئے۔

ارمان کی آوازیں باہر تک سنائی دے رہی تھی۔یقیناً کسی بات پر اس کی صفری بیگم سے بحث چل رہی ہے۔

راشداور ثریا جلدی سے لاونج کی طرف چل دیے. جبکہ کرن کولان میں ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑے مزے سے ٹہلتی ہوئی جینا پر نہ جانے کیوں غصہ آیاوہ اس کی طرف لپکی۔

تم کب آئی ہو؟ کرن نے تنفر بھری نگاہ ڈالی۔

جینانے کپ گھمایااور سیدھی ہوئی "ارے کرن تم؟ یہاں کب آئی ہو؟"اس نے لاپرواہی سے اس سے الٹاسوال پوچھ ڈالا

"میراگھر ہے میری مرضی...جب مرضی آؤں جب مرضی جاؤں..."وہ کندھے اچکا کر بولی

"ہاہاہا!کوئی بھی کیفیت دیر پا اچھی نہیں ہوتی..کیوں؟"

"مطلب؟"کرن اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔کرن زیادہ حاضر جواب,بے دھڑک اور سخت طبعیت کی نہ تھی۔ لیکن ارمان کا معاملہ تھوڑا سخت تھا اس میں وہ سمجھوتہ نہیں چاہتی تھی۔

"مطلب یہ کہ.....جیسے خوش فہمی کی کیفیت..."وہ یہ کہتے ہوئے اور زور سے ہنسی...اور چائے پینے لگی...

کونسی خوش فہمی؟کیا یہ میراگھر نہیں ہے؟نہیں...یہ میرا اور ارمان کا ہی تو گھر ہے۔یہ حقیقت ہے خوش فہمی تو نہیں ہے...وہ بنا کچھ بولے,جینا کی کہی بات پر گڈ مڈ اپنے دل کو سمجھا رہی تھی

کسی سوچ میں پڑ گئی.....کی...رن...وہ لفظوں تو چیرتے ہوئے اس کا نام لٹکا کر بولی

بھابھی بولو! بڑی ہوں تم سے... عمر میں بھی اور رشتے میں بھی... کرن اپنی سیدھی انگلی اس کے منہ تک لہراتی ہوئی غصے سے بولی

بھابھی... رشتہ... وہ پھر ہنسی تھی...

"کون جانتا ہے تم اگلے لمحے مسز ارمان بھی رہو گی کہ نہیں..." اس نے کرن کے کان میں سرگوشی کی....

بکواس بند کرو۔ جاہل لڑکی... کرن کا دل چاہا اس کی زبان کھینچ لے۔ لیکن اس سے پہلے وہ کچھ کرتی. جینا تیزی سے پاؤں پٹختی پورچ تک جا چکی تھی...

*******************

آپ نے ہمیں دھوکہ دیا ہے چاچو۔ وہ غرایا

کیسا دھوکا؟ راشد صاحب لاعلمی حالت میں اس کے منہ کو دیکھا

کون ہیں یہ ثریا بیگم؟ وہ آنکھیں دکھاتا ثریا کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

تمیز سے بات کرو۔ چچی ہیں تمھاری۔ مجید صاحب لاغر سے کھڑے ہوئے۔

صغری اور مسرت کمرے سے نکل کر لاونج میں آ چکی تھیں۔ جینا اک کونے میں کھڑی ابھی بھی چائے کی چسکیاں لے رہی تھی۔ کرن پورچ میں داخل ہوتی سب باتیں حیرانی سے بغور سن رہی تھی۔ راشد صاحب شرمسار سے صوف پر بیٹھے تھے۔

..... آپ بول کیوں نہیں رہے چچا جان؟ کون ہیں یہ؟ اوو.... اور کرن... کیا کرن بھی۔۔؟ اوو میرے خدایا! اُس نے سر پکڑ لیا

کیا ہوا ہے؟ کیا مطلب کہ کون ہے کرن... میں آپ کی بیوی ہوں ارمان؟ اس نے پیچھے سے ارمان کا بازو پکڑا۔ کرن کی آنکھوں میں آنسو تھے....

...بیوی؟ اس نے جھٹکے سے بازو چھڑایا

...وہ...ارمان...ہوا کیا ہے...؟ کرن کی آنکھ سے آنسو اس کی گال پر ٹپکا

... تمھیں اپنی بیوی کا درجہ دے کر میں مزید اپنی تذلیل نہیں کر سکتا...اس نے تنفر بھری نگاہ کرن پر ڈالی

...بکواس بند کرو ارمان...مجید صاحب مزید آگے بڑھتے ہوئے بولے

راشد صاحب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ثریا بیگم جو درجہ بدرجہ رو رہی تھی یہ سن کر ساکت ہو گئی۔

نہیں...ارمان ہماری بات تو سُن لو۔ ہمیں کچھ بولنے کا موقع بھی نہیں دو گے ؟راشد صاحب بے بسی آنکھوں میں لیے اس کے سامنے ... آ کھڑے ہوئے

نہیں میں مزید آپکی موجودگی یہاں برداشت نہیں کر سکتا۔لے جائیں اپنی منہ بولی بیٹی کو بھی....میں اسے آزاد کرتا ہوں...کرن ...میں تمھیں طلاق دیتا ہوں

منہ بند رکھو....اس سے پہلے کہ ارمان کچھ اور بولتا مجید صاحب نے زوردار تھپڑ اس کے منہ پر رسید کر دیا۔

...ارمان منہ میں بڑبڑاتا تیز تیز قدم بھرتا ہوا باہر چلا گیا

تمھیں طلاق دیتا ہوں...میں تمھیں آزار کرتا ہوں...میں اپنی تزلیل نہیں کر سکتا"" یہ الفاظ ہتھوڑے کی طرح کرن کی سماعتوں" سے سفر کرتے اس کی روح تک کو چھلنی کر رہے تھے۔

مجید صاحب اور کرن کے گھر والوں کے سوا کسی کو کچھ خاص فرق نہ پڑا تھا۔ارمان کے جانے کے بعد سب اپنے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے۔

********************

آخر ایسی بھی کیا بات ہو گئی۔جو ارمان اس حد تک غصے میں آ گئے ؟دو مہینوں سے یہ سوال اس کے دماغ میں گردش کر رہا تھا۔وہ ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھی سوچوں میں گم سم چاولوں کی پلیٹ میں بے ساختہ چمچ چلا رہی تھی.

کرن ؟تم ٹھیک ہو ؟

...اوون.....جی..بابا۔اس نے نظریں جھکائے نڈھل سا جواب دیا

میں سوچ رہی تھی کہ آپ الطاف بھائی کے محلے میں کوئی مکان دیکھ لیں۔کچھ عرصہ شہر رک آتے ہیں اتنی دیر میں حویلی کی رینویشن ... بھی ہو جائے گی۔اور کرن کو بھی تو بہت شوق ہے بڑے شہر رہنے کا چلو اسی بہانے....کیوں کرن ؟ثریا بیگم نے موضوع بدلا

...ہمم...اس نے بے سود سر ہلایا

اچھا سنیں..گھر میں لان ضرور ہونا چاہیے...میں نے سنا ہے کہ شہر میں گھروں میں نہ تو لان ہوتے ہیں اور نہ ہی تازہ ہوا کا گزر کی کوئی ... سہولت...اورہاں اس لان میں سورج مکھی کی پھول بھی لگوا دیجئے گا۔ثریا خیالی نقشے بتائے جا رہی تھیں

کون ہیں ثریا بیگم بابا؟؟اس نے نظریں اُٹھائی

دونوں چونکے وہ کرن سے اچانک اس سوال کے توقع نہیں کر رہے تھے۔

یہ کیسا سوال ہے ؟راشد صاحب تلملائے

بتائیں نہ ؟کون ہیں ثریا بیگم ؟میں کون ہوں ؟

میری جان ہو تم...میری بیٹی..میری کل کائنات...اور ثریا تمھاری ماں تمہاری جنت

...لیکن بابا.....ارمان....اس کو کیا ہوا ہے ؟وہ رودی

...وہ اُٹھے اسے کرسی سے اٹھایا گلے لگایا اور بازوں میں دے کر لاونج کی طرف لے گئے۔

بیٹا اُسے غلط فہمی ہوئی ہے...وہ ٹھیک ہو جائے گا۔تم زیادہ پریشان نہ ہوا کرو۔اپنی صحت کا دھیان رکھا کرو۔دیکھو تم کتنی بے جان سی ...ہو گئی ہو

کب بابا... دو مہینے ہو گئے.. وہ ایک بار بھی نہیں آیا... کیا اُسے میری صحت کی فکر نہیں بابا؟؟

...بہت فکر ہے اُسے بھی لیکن میں نے کہا نہ کہ ابھی وہ ناراض ہے

کیوں ناراض ہے؟ میں نے تو کچھ نہیں کیا... ہم تو بہت خوش تھے بابا... کیوں ناراض ہے وہ.... کیوں؟؟

..میں کروں گا بات. تم رونا تو بند کرو

ثریا بیگم دور کرسی پر بیٹھی سب سن رہی تھیں "ہائے میری بچی.. میرے حصے کی سزا بھی بھگت رہی ہے.. کاش میں خود کو ثابت کر پاتی "کاش کوئی راشد صاحب کی طرح مجھ پر یقین رکھتا..؟ ہائے کاش..

اولاد کا دُکھ تو ویسے ہی ماں باپ کو نچوڑ دیتا ہے۔ لیکن اکلوتی اولاد کو جو کبھی روئی نہ ہو۔ جس کے اشارے پر اُس کے ماں باپ سب کچھ اس کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے ہوں. اُسے یوں روتا سسکتا دیکھنا آسان نہیں تھا۔1

********************

راشد صاحب کی لاکھ کوشش کے باوجود ارمان ان سے ایک بار بھی ملنے کو تیار نہیں تھا۔ وہ کئی بار اس کو پیغام پہنچا چکے تھے۔ لیکن بے سود، کبھی راستے میں کہیں سامنا ہوتا تو وہ راستہ بدل لیتا... اس نے مردانے میں آنا بھی چھوڑ دیا تھا.. زمینوں کے معاملات علیحدہ کر لیے تھے، راشد صاحب اک دفعہ لاچار ہو کر بیمار مجید صاحب کے پاس بھی گئے ان کی منت کی۔ لیکن وہ اپنی بے بسی پر رو پڑے۔ ارمان گھر میں کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ سارا دن کاروباری معاملات کے بعد دوستوں کے ساتھ گزارتا۔ رات گئے سونے کو گھر آتا اور صبح سویرے چلا جاتا۔ پانچ ماہ گزر چکے تھے۔ کرن بھی کوششوں میں ناکام ہو چکی تھی۔ تین چار بار صغری بیگم دروازے سے بنا کچھ سنے اُسے بے دردی سے باہر نکالا تھا۔

آج جمعہ کا دن تھا۔ 2 بج رہے تھے۔ ارمان اکثر جمعہ کے بعد مسجد سے سیدھا بریانی کھانے آیا کرتا تھا. ثریا بیگم اپنے کمرے میں سو رہی تھی عموماًوہ کبھی دوپہر میں سوتی تو نہیں تھی. سر درد کے باعث ان کی طبیعت کچھ بوجھل سی تھی۔ سو وہ کرن کو کھانا دے کر کچھ دیر آرام کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

کھانا کھاتے جانے کرن کو کیا سوجھا اس نے بڑی چادر اوڑھی اور بڑی حویلی پہنچ گئی۔ آج خوش قسمتی سے صغری بیگم گھر پر نہیں تھی ۔ ملازم سے معلوم ہوا کہ وہ مسرت پھپھو کے گھر کسی کام سے گئی تھی۔ ویسے تو چھوٹی حویلی کے کسی بھی فرد کا بڑی حویلی میں داخلہ ممنوع تھا۔ لیکن کچھ دیر بحث کے بعد ملازم نے اس کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے اسے بس مجید صاحب سے ملنے کی اجازت دے دی۔

آجائیں ادھر... چھوٹی بی بی

آپ جلدی سے بات کر لیں بڑے صاحب سے... اگر بڑی بی بی آگئی اور ان کو پتہ چل گیا کہ میں آپ کو اندر لے کر آیا ہوں تو وہ بہت غصہ کریں گی مجھ پر..

اچھا تم جاؤ،

...کرن نے دروازے پر دستک دی اور اندر چلی آئی

...تایا آبا....میں کرن....اس نے کرسی دھکیلی اور بیڈ کے پاس جا کر بیٹھ گئی

...بیٹی...کرن..تم...انھوں نے اُٹھنے کی کوشش کی لیکن کمزوری کے باعث اٹھ نہ سکے

جی تایا آبا... آپ کتنے کمزور ہو گئے ہیں۔ تائی اماں خیال نہیں رکھتی کیا آپ کا؟؟ آپ وقت سے دوائیں تو لیتے ہیں نہ؟؟ وہ سائیڈ ٹیبل سے دوائیں الٹ پلٹ کرنے لگی۔

....جب تک تم ادھر تھی میرا کوئی تو تھا جو میرا بھی خیال رکھتا تھا۔ لیکن....ان کی آنکھوں میں نمی بھر آئی

میں آجاؤں گی تایا ابا... ارمان بس تھوڑا ناراض ہیں... سب ٹھیک ہو جائے گا.. انشاءاللہ... اس نے بے یقینی سے ہونٹوں پر بے جان سی مسکراہٹ پھیلائی

انشاءاللہ...

اووں...

کرن...؟ وہ آہستہ سے بولے

جی...

میں نے سوچا تھا۔ کہ خوب دھوم دھام سے اپنے پوتے یا پوتی کا عقیقہ کروں گا۔ آخر ارمان کے بعد ہمارے گھر کی یہ پہلی خوشی ہو گی

...

ماحول میں خاموشی تھی

بیٹی مجھے معاف کر دو... مجھے معاف کر دو۔ تمھارا گناہ گار ہوں میں... خدارا مجھے معاف کر دو۔... وہ ہاتھ جوڑے یکدم گڑگڑانے لگے...

... نہیں تایا ابا.. اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں... خدارا ہاتھ جوڑ کر شرمندہ نہ کریں مجھے... کرن ہاتھ پکڑ کر چومتے ہوئے بولی

میں جانتا تھا... کہ صفری ثریا کو نہیں سمجھتی.... شروع دن سے اُسے بیر ہے تمھاری ماں سے... میں جانتا تھا کہ وہ غلط ہے... پھر بھی اپنے مفاد کے لیے میں نے ارمان سے تمھاری شادی کر دی... میں نے تمھارے بارے میں بالکل نہیں سوچا... مجھے معاف کر دو بیٹی مجھے معاف کر دو۔.....

... کیسا مفاد؟ میری شادی سے آپ کو کیا مفاد ہو سکتا ہے بھلا

میں چاہتا تھا کہ میرے اور راشد کا رشتہ اور بھی مضبوط ہو جائے.. اور ارمان کی نظروں میں تمھارے لیے اپنائیت دیکھ کر میں نے تمھاری زبردستی منگنی کر دی... میں نے تم سے ایک دفع بھی تمھاری مرضی نہیں پوچھی.... میں ہی مجرم ہوں تمھارا... ہاں میں ہی مجرم ہوں... بس میں ہی... ان کی آواز میں شدت آرہی تھی..

..نہیں تایا ابا..کچھ نہیں ہوا... آپ پلیز مت روئیں....وہ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دبائے مسلسل چوم رہی تھی۔

کچھ دیر میں ماحول کچھ ٹھنڈا ہوا تو کرن کو صفری اور ثریا کے شروع دن کے بیر کا تجسس ہوا

تایا ابا... تائی امی کو کیوں میری اماں اچھی نہیں لگتی۔؟؟

کیا تمھاری ماں نے کبھی نہیں بتایا؟

..نہیں...میں نے جب بھی پوچھا انھوں نے یہ کہہ کے ٹال دیا کہ بس ویسے ہی تمھاری تائی اماں غصے کی تیز ہیں

ثریا بہت اچھی ہے....صغری کی اتنی زیادتی کا کبھی اُلٹا جواب نہیں دیا اس نے... لیکن اس دنیا میں صبر کرنے والوں پر ظلم کرنے ...والے کبھی رحم نہیں کھاتے..اُن کی آخری سانس کی آخری آہ تک بھی نہیں

کیا ظلم کرنے والوں کے پاس کوئی وجہ ہوتی ہے؟ یا وہ عادتاً ایسے ہوتے ہیں تایا ابا؟

وجہ صرف انا ہے۔اور خود کو تسکین دینے والی وہ ضد ہے جو خود پورا ہوتے ہوتے سب نگل لیتی ہے۔

کیا تائی اماں کی کوئی ضد پوری نہیں کی تھی اماں نے؟ وہ بچوں کی طرح سوال پہ سوال پوچھے جارہی تھی۔

...ہاں...لیکن وہ ثریا کے بس سے اوپر کی ضد تھی۔عزیز و جان تعلق کے عوض اس کے قہر سے خلاصی کی ضد

مطلب...؟

ہماری شادی کے بعد سے ہی صغری کی خواہش تھی کہ راشد کی شادی اس کی چھوٹی بہن مریم سے ہو۔شادی کے بعد دو سال تک اس نے راشد کی خوب آؤ بھگت کی..بھابی دیور میں بہت پیار تھا۔پھر اک دن جب صفری نے مریم کو اس کی بیوی بنانے کی خواہش کا اظہار کیا تو راشد صاف مکر گیا...وہ یکدم رک گئے

انھوں نے انکار کیوں کیا؟ اسے مزید تجسس ہوا

!...وہ ثریا کو پسند کرتا تھا

اماں سے کہاں ملے تھے وہ؟

یہ ان دنوں کو بات ہے جب میں اور الطاف زمینوں کا چارج سنبھالتے تھے، اور سائیڈ بزنس راشد کے زمے تھا۔ثریاراشد کے اک کاروباری دوست راناصاحب کی بیٹی تھی. کاروبار کی وجہ سے راشد کا ان کے گھر کافی آنا جانا تھارانا صاحب کی دو بیٹیاں تھی۔ ثریا اور ہاجرہ...ہاجرہ دماغی طور پر معذور تھی۔ راناصاحب کی زوجہ ہاجرہ کی پیدائش پر ہی اس جہانِ فانی سے کوچ کر چکی تھی۔ہاجرہ بھی کچھ عرصہ ہی جی سکی تھی۔ راناصاحب نے ثریا کی پرورش تن تنہا کی تھی۔۔وہ روانی سے بنا سانس لیے سب بتا رہے تھے

پھر؟ کیا ہوا تھا تایا ابا؟

جن دنوں صغری نے مریم کے رشتے کے بارے میں گھر میں ذکر کیا تھا۔انھی دنوں راناصاحب دل کے دورے کے باعث انتقال کر گئے...راشد کی بس یہی اک غلطی تھی۔ کہ اس نے بنا کسی کو بتائے راناصاحب کے قل کے بعد ثریا سے نکاح کر لیا اور اسے گھر لے آیا۔تب صرف تمھاری دادی زندہ تھی۔اماں سمیت ہم نے ثریا کو دل سے قبول کر لیا۔لیکن مسرت اور صغری کو ثریا اک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ ہمیں شک وشبہات میں ڈالنے کے لیے اُنھوں نے اک عورت کو من گھڑت کہانی رٹوا کر ہمارے سامنے پیش کیا۔ بقول اس کے ثریا کسی راناصاحب کی بیٹی نہیں تھی بلکہ وہ اک کوٹھے سے بھاگی ہوئی طوائف تھی۔وہ یہ کہہ کر چپ ہو گئے.

کیا؟ طوائف؟ وہ تلملائی

ہاں طوائف.. لیکن کچھ تحقیقات اور راشد کی دلیلوں کے بعد ہمارا یہ شک بھی دور ہو گیا۔اور راشد کے لاکھ کوشش کے باوجود مسرت اور صفری نے ثریا کو کبھی گھر میں اس کا اصل مقام نہیں دیا۔

انھوں نے نظریں پھیر لی۔

اتنا بڑا بہتان... کیا تائی اماں کو خوف نہیں آیا میری ماں پر جھوٹا الزام لگاتے ہوئے۔ان کی عزت اچھالتے ہوئے۔وہ کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی

مجید صاحب خاموش تھے۔

سب قسمت کے کھیل ہوتے ہیں۔اگر مریم آنٹی کے نصیب میں اس گھر کی بہو بننا نہیں لکھا تھا تو اس میں میری ماں کا کیا قصور؟؟ ماتھے پر پڑے بل اس کے غصے کی شدت کے باعث گہرے. ہو رہے تھے..

میں اور راشد ہمیشہ سے یہی چاہتے تھے۔ کہ اس بات کا پتہ بچوں کو نہ چلے۔ لیکن... صغری نے اپنی کم ظرفی کا مظاہرہ پھر سے کیا ہے۔ مجھے اس سے یہ اُمید نہیں تھی۔ وہ سائیڈ بیڈ کا سہارا لے کر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ کرن ابھی بھی ان کی طرف کمر کیے ناراض سی کھڑی کھڑکی سے لان میں دیکھ رہی تھی۔

کرن... ادھر آؤ بیٹی... ادھر بیٹھو... وہ کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔۔

وہ منہ بسورے پلٹی... اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔ کرسی تھوڑی پیچھے کی اور بیٹھ گئی۔

باہر تیز ہوا چلنے لگی، ممکنہ بارش ہونے والی تھی۔

میں نہیں جانتا کہ ارمان کے ذہن میں کیا گند بھر دیا ہے اس نے جو وہ یوں انجان ہو گیا ہے۔ لیکن بیٹی یہ سچ وہ یقیناً نہیں جانتا۔ اور یہ تمھاری ذمہ داری ہے کہ تم اسے اپنی محبت سے اپنی طرف پھر سے موڑو۔ اسے سچ بتاؤ میں جانتا ہوں وہ تمھاری بات ضرور سنے گا۔ جانتا ہوں یہ میرا فرض ہے کہ اس جھوٹے الزام تو سرِ عام رد کروں. اور میں کرتا بھی ہوں۔ اور تمھاری ماں اور تمھیں انصاف دلاؤں۔ لیکن میری جان! میرے پاؤں میں اتنی سکت باقی نہیں رہی۔ میں شرمندہ ہوں کہ میں کچھ نہیں کر سکا تمھارے لیے۔ انھوں نے آہ بھری

لیکن تم۔ تم نے ہمت نہیں ہارنی۔ تم لڑو گی۔ اپنے لیے اپنے بچے کے لیے۔

لیکن دو دفعہ طلاق دے چکا ہے ارمان مجھے۔ اگر میں زیادہ زبردستی کروں گی تو... وہ آنسو ضبط کیے ہوئے تھی۔

حاملہ حالت میں طلاق نہیں ہوتی شرط یہ ہے کہ پیدائش سے پہلے میاں بیوی رجوع کر لیں۔ مجھے یقین ہے ارمان تمھاری بات ضرور سنے گا۔

گاڑی کا ہارن بجا۔ اگلے ہی لمحے صغری بیگم شاپنگ بیگ سے لدی گاڑی سے باہر نکلی۔

اچھا میں چلتی ہوں... وہ بات ادھوری چھوڑ کر جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کرن بھی نظریں بچاتی سائیڈ سے گزر رہی تھی۔ لیکن صغری بیگم کی عقابی نظر سے بچنے میں ناکام ہو گئی...

بی بی تم کہاں سیر سپائے پر نکلی ہو؟ پیٹ سے ہو اب تو حیا کر لو تھوڑی سی۔ وہ بھنویں اچکائے اپنے روایتی انداز میں بول رہی تھی۔

کردار کشی کی یہ عادت بہت بھاری پڑے گی آپ کو صفری بیگم ... صبر کرنے والوں کو منہ تک آنے تک نہیں آزماتے ... وہ ہوا میں انگلی لہرا کر سارے لحاظ اور مروت بھولے صفری کو للکار کر باہر نکل گئی۔

گز بھر لمبی تو زبان ہے اس کی ... بے حیا ... بے غیرت ... پتہ نہیں کس کا گندہ خون ہے

اور یہ اسے اندر کس نے آنے دیا۔ وہ اس کے جانے کے بعد ملازموں پر چیخنے لگی۔

مجید صاحب نے باہر کا شور سنتے ہی بے زاری سے آنکھیں موندھ لی ...

********************

آخر آپ اس دن کیوں نہیں بولے۔ کیوں آپ نے امی کے بارے میں سچ نہیں بتایا؟ آپ نے کیوں تائی اماں کو جھوٹا ثابت نہیں کیا ؟ کیوں آپ نے ہم پر کیچڑ اچھالنے کی وجہ دی انھیں؟ کیوں بابا؟ کیوں؟ کرن لاؤنج میں داخل ہوتے ہی راشد اور ثریا پر جیسے حیرت کا پہاڑ توڑ دیا ہو۔ کرن کبھی اتنی شدت پسند نہ تھی۔ اس کی شدت سے دونوں کو خوف آیا۔

تم کدھر گئی تھی؟ مجھے لگا تم کمرے میں ہو۔ ثریا نے آگے ہو کر اسے بازو سے پکڑ کر صوفے پر بٹھا دیا۔

چھوڑیں ... مجھے ... آنسو کا ضبط ٹوٹا اور وہ یکدم رو پڑی۔

مجھے تایا ابا نے سب کچھ بتایا ہے آپ کے ماضی کے بارے میں۔ آپ کی شادی کے بارے میں۔ سب کچھ۔

تم اگر اس لیے غصہ ہو کہ میں اُس دن نہیں کیوں نہیں بولا ... صحیح بات یہ ہے کہ میں نہیں جانتا تھا کہ اس دن بند کمرے میں ارمان سے کیا کہا گیا ہے۔ اور رہی بات اس جھوٹے الزام کی تو میں نے اسے 23 سال سے کبھی قبول نہیں کیا۔ ہمیشہ تمھاری ماں کے کردار کی گواہی دی ہے۔

نقصان تو میرا ہوا ہے نہ بس .... میرا .... نقصان ... وہ بنا کچھ وضاحت سنے اُٹھی اور کمرے میں چلی گئی۔

********************

"گندہ خون... کیا کرن بھی؟.... تمھیں اپنی بیوی کا درجہ دے کر میں مزید اپنی تذلیل نہیں..." ارمان کے کہے گئے سارے جملے اس کے ذہن میں تازہ ہوئے، اُس نے پہلے تو یہ سوچا نہیں تھا۔ اُسے تو بس ارمان سے دور ہونے کا دکھ تھا جو اسے اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔

"معزز گھروں کی لڑکیاں گلیاں ناپتی اچھی نہیں لگتی" وہ تائی کے کہے گئے الفاظ

"یہ غیر معزز لڑکی نہایت عزیز ہے مجھے سمجھی تم!" وہ ارمان کی ہر بات پر حمایت—

کیا وہ صرف باتیں تھی؟ عملی طور پر کچھ نہیں تھا؟ یا عمل کی معیاد ختم ہو گئی تھی۔؟ محبت کا دعوی تو میری ذات سے کیا گیا تھا. مجھ ہی سے آغاز محبت ہوئی تھی۔ پھر میرے بیگ گراونڈ پر باندھے ہوئے جھوٹ پر کیسے ختم کیا جا سکتا ہے سب؟ کیسے؟ کیوں... آخر کیوں؟ مجھ کو میرا قصور نہیں بتایا گیا؟ مجھ سے میری صفائی نہیں مانگی گئی کیوں؟

عدالت بھی تو ملزم کو سب الزام ثابت ہونے مجرم قرار دے کر سزا سناتی ہے۔ مجھے کیوں سیدھا تختے پر لٹا دیا گیا؟

وہ سر کو گھٹنوں میں دبائے اندر کی جنگ لڑ رہی تھی۔

********************

بہت بوجھل صبح تھی آج.. خیر پچھلے کئی مہینوں سے چھوٹی حویلی میں پر صبح ایسی ہی شروع ہو رہی تھی۔ کھانے کی میز پر ناشتہ لگ چکا تھا۔ کرن لان میں ٹہل رہی تھی۔ جب ثریا نے اسے ناشتے کے لیے بلایا۔ ابھی وہ جانے کے لیے مڑی ہی تھی۔ کہ ملازم بھاگتا ہوا پھولے سانس کے ساتھ ثریا تک جا پہنچا۔

بی بی جی! بی بی جی۔ وہ...؟

کیا وہ..؟

وہ مجید صاحب...؟؟

کیا ہوا بھائی صاحب کو؟ ان کی دھڑکن ایک سیکنڈ کے لیے رک سی گئی؟

وہ... بی بی جی..

بولو کیا ہوا بھائی صاحب کو؟

وہ اللہ کو پیارے ہو گئے... رات سے ان کی طبیعت نازک تھی۔ اور ہسپتال میں داخل تھے۔ ابھی باہر ایمبولینس آئی ہے۔ بی بی صفری رو رہی ہیں۔ بین کر رہی ہیں۔

ہائے میرے اللہ... ان للہ وانا الیہ راجعون وہ خود کو سنبھالتی کرسی پر بیٹھ گئی۔

کرن انتقال کو خبر سن چکی تھی۔ دہلیز پر ساکت کھڑی کانوں میں پڑی اس بری خبر تو دماغ میں پراسس کر رہی تھی۔...

*********************

مجید صاحب کو فوت ہوئے آج دس دن بیت چکے تھے۔ کرن ان دنوں تھوڑی تم گم سم رہی تھی۔ گھر آتے جاتے کافی دفعہ ارمان سے اس کا ٹکراؤ ہوا تھا۔ یہ اور بات تھی۔ کہ ارمان نے ہر دفع نگاہیں پھیر لی تھی۔ لیکن کم از کم وہ ان دنوں اس کو نظر تو آیا تھا۔ وہ اسی بات میں خوش تھی۔

بابا چلیں؟ کرن دوپٹہ اوڑھتے ہوئے بولی۔ پچھلے دو دنوں سے اس نے یہ رٹ لگا رکھی تھی کہ ارمان کے سامنے سب سچ بیان کریں۔ راشد صاحب ان سب باتوں سے پردہ اٹھائیں۔ جو ماضی میں ہو چکی تھی جن سے ارمان لاعلم تھا۔ ثریا بیگم اور کرن کی ذات پر لگے ہر اس داغ کو مٹائیں. جن کو بنیاد بنا کر صغری بیگم اپنی انا کا قلعہ بنائے بیٹھی تھیں۔

لیکن مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ ثریا بیگم آہستہ سے ہاتھ میچے بولی

ڈرنے کی کیا بات۔ بس دعا کرو ارمان گھر پر مل جائے... آج فیصلہ ہو جائے گا بس۔ ہم سے اب اور اپنی اک ناکردا گناہ پر تذلیل برداشت نہیں ہوتی

راشد صاحب نے کرن کو چلنے کا اشارہ کیا اور لمبے لمبے قدم بھرتے لاونج سے باہر چلے لگے۔

موسم حسین تھا۔ ہلکے بادل سورج کے آگے چھائے ہوئے تھے جس کے باعث سردی معمول سے زیادہ لگ رہی تھی۔ کرن گھر سے نکلتے ہوئے آسمان کی طرف گاہے بگاہے دیکھ کر دل میں کوئی دعا مانگ رہی تھی۔ وہ پُر اُمید تھی۔ اُسے یقین تھا کہ اتنے عرصے کا صبر آج ختم ہونے کو ہے

*****************

بڑی حویلی کا دروازہ کھلا۔ سامنے لان میں جینا اور ارمان چائے کی میز پر بیٹھے باتیں کرتے قہقے لگا رہے تھے۔ کرن ناگوار ہوئی لیکن آج جینا سے اسے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایک بار ارمان کی بدگمانی ختم ہو جائے تو وہ اِس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

راشد صاحب اور کرن ان دونوں کی طرف ہو لیے۔

السلام علیکم چچا! ارمان اُٹھا مصافحہ کیا۔ اور کرن کو بنا دیکھے تھوڑا سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ کوئی اور بات شروع ہوتی مسرت پھپھو دوڑی ہوئی آئی اور راشد صاحب کو بہانے سے اندر لے گئیں۔

کیسی ہو جینا؟ کرن نے نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا حال پوچھ لیا۔

ٹھیک! وہ بے زاری سے بولی.

مجھے مردانے میں ایک کام ہے چلو جینا پھر ہو گی گپ شپ "وہ میز سے اپناوالٹ اُٹھاتے ہوئے بولا۔"

رکیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔کرن بازو پھیلائے اُس کے آگے کھڑی ہو گئی۔

جیناتم جاؤ مجھے اکیلے میں بات کرنی ہے۔

کیوں اب ایسی کونسی بات کرنی ہے تمھیں؟میرے سامنے بھی تو ہو سکتی ہے بات؟وہ آنکھوں میں آنکھ ڈالے ڈھٹائی سے بولی۔

میں نے کہانا مجھے اکیلے میں کرنی ہے بات۔اور ضروری نہیں ہر بات تمھارے سامنے کرنی والی ہو۔اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ تم ہر بات کو جانو۔کرن کا لہجہ تلخ تھا

ارمان نے اسے آنکھوں کے اشارے سے جانے کا کہا تو وہ ماتھے پر بل چڑھائے بڑبڑاتی اندر چلی گئی۔

جلدی بولو۔مجھے ضروری کام ہے "وہ کلائی پر بندھی گھڑی ٹھیک کی"

اتنے بھی کیا ضروری کام آن پڑے کہ تم اپنے فرائض بھی بھول گئے؟

ارمان نے بے زاری سے منہ پھیر لیا۔

ارمان آخر مسئلہ کیا ہے؟میں نے کیا ہی کیا ہے؟اتنے مہینے گزر گئے تم میری طرف دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہو۔

ادھر دیکھو!کرن نے اس کے بازو کو جھٹکا دیا اور اس کا رخ اپنی طرف موڑا

دیکھو مجھے!کیا ہے قصور میرا؟مجھے بتاؤ۔مجھ سے پوچھو؟پر کچھ تو بولو؟یہ چھوٹی چھوٹی غلط فہمیاں تو ہماری بیچ پہلے بھی آتی تھیں۔لیکن یوں......ہم میاں بیوی سے زیادہ اک دوسرے کے دوست ہیں ارمان... چھوٹی سی بد گمانی کیوں اتنی بڑی ہو گئی ارمان...؟تم نے مجھ سے بات کیوں نہیں کی؟میں نے کتنی بار تم سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن...ایسا لگتا تھا کہ کرن بس اب رو دے گی

تمھارا یہ قصور ہے کہ تم بنت ثریا ہو. آگئی سمجھ تمھیں۔وہ آنکھیں نکالتے ہوئے بولا۔

تو؟یہ تم پہلے نہیں جانتے تھے کیا؟

ہوں...کاش میں یہ کہہ سکتا۔

...سراسر الزام لگایا ہے تائی نے اماں پر...مجھے تایا ابا نے بتایا تھا سب...ایسا کچھ نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو ارمان

کیا تمھیں مجھ پر یقین نہیں ارمان؟ محبت تو بھروسے کا دوسرا نام ہوتی، تم تو کہتے تھے کہ تمھیں مجھ سے محبت ہے...ارمان...اس نے ...بے بسی سے اُسکا نام پکارا

تم جانتے ہو نہ کہ مجھے محبت کے معنی تم نے سکھائے ہیں. پھر یہ تمھاری مجھ سے ہی بے زاری کیونکر؟

محبت, محبت, محبت تنگ آ گیا ہوں میں...مجھے کوئی محبت نہیں ہے تم سے...وہ بھڑکا

...بادل گھنے ہو رہے تھے سردی بڑھنے لگی تھی

میں جب کالج میں تھا. تو ہوسٹل میں رہتا تھا۔ جانتی ہو نہ تم...ارمان نے کرن کی کلائی موڑتے ہوئے کہا

وہاں ساتھ گرلز ہاسٹل بھی تھا۔ لڑکیوں کا یوں لڑکوں کے ساتھ سرعام عزتیں نیلام کرنا مجھے سخت غصہ دلاتا تھا۔ اماں نے صاف کر رکھا تھا. کہ میری شادی خاندان میں کسی لڑکی سے ہو گی۔ اپنی ہم عمر سب لڑکیوں میں مجھے تم شریف اور مہذب لگی تھی.

خاموشی

سو تم مجھے اس لیے محض دلکش لگتی تھی۔ محبت اور دلکشی میں فرق ہوتا ہے...مس کرن! لہجہ خطرناک حد تک سرد

تو کیا واقعی وہ دلکشی تھی؟ وہ بے ساختہ بولی

...ہاں! اور اب اس کی مدت بھی تمام ہوئی... تنفر بھری آواز میں وہ غرایا

اور کیا کہا تم نے.....؟ اوہ یعنی تمھیں اک ان چھوئی لڑکی چاہیے تھی یہی مطلب ہے نہ تمھارا؟

کرن خود کو قابو کرتے ہوئے بولی

ہاں اک ان چھوئی لڑکی... اور اس میں برا بھی کیا ہے۔ ہر غیرت مند مرد یہی چاہتا ہے... کہ اُسے اک نیک باحیا ہمسفر ملے۔ اور تم معذرت مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی تم کو سمجھنے میں... وہ بے زاری سے بولا....

...کرن مسلسل رویوں کے اُتار چڑھاؤ کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

ارمان جاتے ہوئے یکدم مڑا

....اور ہاں ایک اور بات

دوبارہ مجھے تم اس گھر میں نظر نہ آؤ... ویسے بھی کچھ دنوں میں میری شادی ہونے والی ہے... میں نے تمھیں آزاد کر دیا ہے... جو چاہے مرضی کرنا... بچے کی پیدائش کے فوراً بعد تمھیں طلاق کے کاغذات مل جائیں گے اور جہاں تک رہی بات بچے کی کفالت کی۔ تو مجھے لگتا ہے چچا جان ایک اور بے سہارا کو سہارا تو دے ہی سکتے... وہ جاتے جاتے رک کر کرن پر اتنا بوجھ لاد گیا جسے اٹھا کر اُسے چلنا بھی ...تھا اور ستم یہ کہ جینا بھی تھا

بارش شروع ہو چکی تھی... کرن کئی منٹ سکتے میں کھڑی اپنی کرچیاں سنبھالتی رہی۔

"مرد محبت نہیں کرتا.. وہ عورت پر توجہ کی اک بوند پھینکتا ہے اور پھر ساری عمر دور بیٹھ کر اسکی بے بسی کا تماشہ دیکھتا ہے"

کچھ سال پہلے رسالے سے پڑھا ہوا یہ جملہ اُسے آج سمجھ میں آیا تھا۔

جب قرآن نے واضح کر دیا ہے کہ

"مومن مردوں کے لیے مومن عورتیں ہیں"

تو کیوں مرد اپنا آپ جھٹلا کر اک باحیا لڑکی کی تلاش میں رہتے ہیں؟؟ وہ کیوں خود تو اس قابل نہیں بناتے؟ وہ کیوں اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ اگر وہ نیک ہیں تو ان کو نیک بیویوں عطا کی جائیں گی اور اگر بد ہیں تو بد ہی ان کی ہمسفر بنیں گی؟ کیونکہ اللہ کو تو خوب وعدہ وفا کرنا آتا ہے

سینکڑوں سوال تھے, سینکڑوں گلے تھے جو اسے آج ارمان سے کرنے تھے۔ لیکن "دلکشی اور محبت میں فرق ہوتا ہے" یہ دو حرف ...ان تمام سوالوں کو اس کے ذہن میں مار چکے تھے

*******************

ہائے اللہ! کب سے بچی رو رہی ہے! ہاتھ میں فیڈر پکڑے ثریا بیگم کمرے میں داخل ہوئیں۔

کرن کمرے کے پیچھے لان میں کھڑی ہاتھ میں گلاب کی پتیں مسل رہی تھی۔ کھلے بے ڈھنگے کپڑے, نیند سے بھری آنکھیں,

بال بکھیرے وہ بہت خستہ حال لگ رہی تھی۔ شمع کو پیدا ہوئے ایک مہینہ گزر گیا تھا لیکن کرن نے اسے اپنی گود میں نہیں لیا تھا۔ شمع کو شروع دن سے ثریا بیگم سنبھال رہی تھی.. کرن کی اس بے رخی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شمع کی صورت ارمان سے بہت ملتی تھی۔ مجید صاحب کے دسویں کے کچھ دن کے بعد کرن کی حالت کو دیکھتے ہوئے راشد صاحب اپنی آدھی زمینیں بیچ کر بنا کسی کو بتائے دوسرے شہر آبسے تھے۔ اپنی بیٹی کے ذہنی سکون کی خاطر وہ خاندان سے رابطہ تقریباً منطقع ہو چکے تھے۔

منہ میں فیڈر دیئے, بازوں میں پھیلائے ثریا بیگم شمع کو لے کر لان کی کرسی پر آ کر بیٹھ گئی...

اب تم اپنے بدلے اس ننھی جان سے لو گی۔؟ وہ بے بسی سے ساکت کھڑی کرن کو دیکھ رہی تھیں۔..

کرن یہ مر جائے گی... تمھیں اس پر ترس نہیں آتا؟

میری ہی کوک سے جنم لیا ہے اس نے... اپنی ماں جیسی ہی ہے.... ڈھیٹھ... نہیں مرے گی...

ٹھکرائے ہوئے لوگ بہت سخت جان ہوتے ہیں اماں۔

کرن نے بے رحمی سے جواب دیا تو ثریا بیگم بھی خاموش ہو گئیں... وہ جانتی تھیں کہ بحث بے معنی ہے...

کرن ایسی بے حس تو کبھی نہ تھی. لیکن شاید جب کوئی بھروسے کو یوں قریب سے توڑتا ہے تو اس سے جڑی ہر شے (چاہے وہ آپ کو کتنی ہی عزیز کیوں نہ ہو) سے دستبردار ہونے میں تکلیف نہیں ہوتی... کرن بھی شاید شمع سے دستبردار ہو رہی تھی...

********************

گھر کے پاس اک چھوٹا سا پارک تھا۔ جہاں روز شام کو ثریا اور راشد شمع کے ساتھ آتے تھے۔ اسی بہانے وہ شمع کے ساتھ کھیل بھی لیتے اور چہل قدمی بھی ہو جاتی... شمع کرن کے بر عکس بہت دوستانہ تھی۔ وہ اپنی شرارتوں سے بڑوں بچوں کو جلد ہی اپنا گرویدہ کر لیتی تھی...

کرن... کرن... گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے وہ کرن گرم جوشی سے بھاگتی ہوئی اسے آوازيں دے رہی تھی۔

کرن جو کچن میں کھڑی ملازمہ سے کھانا بنوا رہی تھی آواز سنتے ہی باہر آئی

جی میری جان! لاونج میں اس کے قریب پہنچ کر وہ گھٹنوں پر بیٹھتے ہوئے بولی

آج میں نے پارک میں ایک لڑکی دیکھی تھی وہ بہت پیاری تھی....

اچھا... تو پھر.. کرن مسکرائی

تمھیں پتہ ہے اس کی آئیز مانو بلی جیسی تھی...

واؤ.... کرن بے تکی ہنسی

ہنوں... مجھے تو نہیں دیکھائی آپ نے مانو بلی والی آئیز ؟ راشد صاحب نے اس کو کمر سے پکڑا اور ہوا میں جھولنے لگے....

سات سالہ شمع کو راشد صاحب کا یہ انداز اتنا پسند تھا کہ وہ خوشی سے میرے بابا میرے بابا کہتے ہوئے چینخیں مارنے لگ جاتی...

شمع کرن کی اپنائیت سے دو سال تک محروم رہی... جب سے وہ بولنا شروع ہوئی تو ثریا کو ہی ماما کہتی تھی۔ اور کرن کو اس کے نام سے پکارتی تھی۔

ان سات سالوں میں کئی بار راشد اور ثریا نے کوشش کی کہ کرن ارمان سے خلع لے لے لیکن کرن نے ہر بار انکار کر دیا۔اس کا کہنا تھا۔کہ ارمان اسے خود دے گا طلاق... لیکن وہ دوسرے شہر آتے ہوئے کسی کو گھر کا پتہ دے کر نہیں آئے تھے۔اور نہ ہی ان سات سالوں میں کسی رشتہ دار سے کوئی رابطہ ہوا تھا ان کا...

********************

کرن شمع کے سکول پڑھاتی بھی تھی...یوں اس کا ٹائم بھی اچھے سے گزر جاتا اور شمع کے آنے جانے فکر بھی نہ ہوتی تھی کیونکہ وہ اسے اپنے ساتھ لاتی لے جاتی تھی۔

وہ دونوں گاڑی سے اُتر کر سکول کی راہداری سے گزر رہی تھی جب شمع نے دوبارہ اُس لڑکی کا ذکر کیا

کرن...اس کے کپڑے گندے تھے... شمع بے ساختہ بولی

کس کے ؟

وہ مانو کی آئیز والی...وہ جو پارک میں تھی...

ہووں...

کرن....اس کے ہیر بھی...وہ اپنے بالوں کا ہاتھ لگاتے ہوئے بولی...

کیا پتہ وہ نہائی نہ ہو...کرن نے لاپرواہی سے جواب دیا

کرن...اس کے پاس جوتے بھی نہیں تھے.... شمع نے رک کر زور سے کرن کا ہاتھ ہلایا...

وہ پارک میں کھیلنے آئی تھی نہ کیا پتہ اس لیے اس نے جوتے اُتارے ہوئے ہوں...

نہیں نہ....اس کے پاس نہیں ہیں...تم اس کو نئے جوتے لے کر دو گی...وہ ضد کرنے لگی...



Urdu Novels Ghar

اسی وقت اسمبلی کے لیے گھنٹی بجی

اچھابابا...لے دوں گی چلو تم اپنے اپنی رو( row)میں.. کرن نے اس کی بازو پکڑ کر اسمبلی رو میں کھڑا کیا...اور خود اسٹاف کی طرف چل دی...

کرن....غالباً شمع نے اسے پھر سے آواز دی تھی....جس پر وہ پلٹی تو شمع دائیں ہاتھ کی پہلی انگلی کو بائیں ہاتھ کی پہلی انگلی میں جکڑے نیم آنکھیں موندھے ثبات میں سر ہلا رہی تھی...یہ اس کے پر امس کرنے کا اسٹائل تھا...جس کو جواباً کاپی کرنا کرن پر فرض تھا۔سو اُس نے ایسا ہی کیا اور مسکرا دی...

******************

گرمیوں کی تپتی دوپہر تھی...کرن سکول سے واپس آئی سب نے کھانا کھایا...کھانے کے بعد شمع کو ثریا نے کمرے میں سلا دیا تھا...ثریا اور کرن لاونج میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھنے لگی۔....

کرن...سات سال ہو گئے...کب تک یوں اکیلی رہو گی

کرن یکدم ایسے سوال پر چونکی

میں اکیلی کہاں ہوں آپ ہیں بابا ہیں شمع ہے...اس نے کندھ اچکائے

ہاں ہم تو ہیں ہی لیکن بیٹا...میں یہ بات نہیں کر رہی

تو پھر اور کونسی بات آ رہی ہیں...؟؟

وہ...میں...کہہ رہی تھی....کہ...تم

میں کیا..؟؟ کھل کے بولیں اماں

وہ میں کہہ رہی تھی کہ تم شادی کر لو اب... تمھارے ابا مجھے بہت پریشان... ابھی ثریا کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ کرن نے بات کاٹی...

اماں شاید آپ بھول رہی ہیں کہ میری شادی ہو چکی ہے اور میری ایک عدد بیٹی بھی ہے...

مسز ریاض آئی تھیں آج... ان کا بیٹا کینیڈا ہوتا ہے... وہ دو تین دفعہ پہلے بھی تمھارا رشتہ مانگ چکی ہیں... ثریا نے کرن کی بات کو نظر انداز کر کے اپنی بات آگے بڑھائی

تو؟ آپ نے میرے بارے میں بتایا نہیں ان کو؟؟ اماں کیا آپ نہیں جانتی کہ میں ابھی بھی ارمان کے نکاح میں ہوں... وہ تلملائی

کیسا نکاح؟؟ وہ تمھارے لیے دو دفعہ طلاق کے الفاظ استعمال کر چکا ہے اور اس کے گواہ ہیں ہم سب...

ہاں تو طلاق تین دفعہ دی جائے تو طلاق ہوتی ہے... ویسے بھی وہ الفاظ میرے حمل کے دوران استعمال کیے تھے اس نے...

سات سال ہو چکے دوبارہ رجوع کیا اُس نے؟؟ ثریا کو اب کرن پر غصہ آیا

ہم کسی کو بغیر بتائے آئے تھے... کیا پتہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہو لیکن وہ مجھے ڈھونڈ نہ پایا ہو... کرن نے پر اعتمادی سے کہا حالانکہ کہ اس کی آنکھوں میں بے یقینی واضح تھی۔

کیا اس خوش گمانی میں جی رہی ہو آج تک؟؟

میں کسی خوش گمانی میں نہیں ہوں اماں...

اُس نے شادی کر لی تھی... تمھیں بتا دوں اگر تم بھول چکی ہو تو....

کرن نے جب تھوڑی دیر تک کوئی رد عمل نہ دیا تو ثریا کو احساس ہوا کہ شاید اس نے جان بوجھ کر اس کا دل دکھا دیا ہو وہ کرسی سے اٹھ کر اس کے پاس آ کر بیٹھ گئیں...

بیٹا تم اک ایسے شخص کے لیے اپنی خوشیاں, اپنا سکون کیوں برباد کر رہی ہو جس کو تمھاری فکر نہیں؟ ایک ایسے شخص کے لیے جس نے چھوٹی سی غلط فہمی کو پہاڑ بنا کر تمھیں اپنے سر سے کسی بوجھ کی طرح اتار دیا...

کرن کی آنکھوں میں ٹھری نمی بہہ گئی

مت رو میری بیٹی... ثریا نے اس کا سر اپنے کندھے سے لگا لیا..

کیوں ایسے شخص کے لیے تم آنسو بہا رہی ہو جس نے تمھاری قدر نہیں کی.. تم پر یقین نہیں کیا... جو جھوٹ اور سچ میں فرق نہ کر سکا... یہ آنسو یہ اذیتیں جو تم نے برداشت کیں ارمان کے سامنے اس کی کوئی وکت نہیں ہے بیٹا... جن کے پاس متبادل موجود ہوں انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ ٹوٹ گئے ہیں یا بکھر گئے ہیں یا مر گئے ہیں ان کے پاس آپ کی کمی پوری کرنے کو بہت سے لوگ موجود ہیں...

ثریا بیگم نے ہلکے سے اسکا سر تھپتھپایا...

تو اماں آپ کیا چاہتی ہیں میری پھر سے ناقدری کی جائے؟؟ اس نے سر اٹھایا آنسو پونچھے اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی..

اللہ نہ کرے.... میں تو چاہتی ہوں کہ تم ہمیشہ خوش رہو... ہنستی رہو... اپنے تلخ ماضی کو بھلا دو... اپنی زندگی کا نیا سفر شروع کرو...

مجھے نہیں کرنا نیا سفر شروع.... وہ بے زاری سے بولی

کیوں؟

بعض اوقات کوئی ایک شخص آپ کو زندگی میں ایسا سبق سکھا دیتا ہے کہ کچھ اور سیکھنے کی تمنا نہیں رہتی... کرن نے بے ساختہ اس کیوں کا جواب دیا جس کا جواب وہ کبھی سوچ کر بھی نہیں دے سکتی تھی

*******************

معمول کے مطابق آج شام بھی راشد اور ثریا شمع کے ساتھ پارک میں ٹہلنے آئے تھے.... باغ میں داخل ہوتے ہی شمع نے راشد صاحب سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور جھولے کی طرف بھاگتی ہوئی چلی گئی...

ثریا بیگم دائیں جانب بینچ پر بیٹھ گئیں جہاں سے شمع جھولے کی طرف بھاگتی بالکل سامنے نظر آ رہی تھی...وہ پریشان دیکھائی دے رہی تھیں....انھوں نے راشد صاحب کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا....

یہ کپڑے کا کاروبار تو راس نہیں آ رہا مجھے...مجھے گھاٹے پر گھاٹا ہو رہا ہے آج کل...اور اوپر سے پٹھان کمیونٹی سے نبھٹنا بھی کوئی خالہ جی کا گھر نہیں...اللہ اللہ...بہت سر کھپائی کرتے ہیں...وہ معمول کے مطابق ثریا کو دن کی روداد سنانے شروع ہو گئے

میں سوچ رہا ہوں ان پورٹ مارکیٹ میں انویسمنٹ شروع کر دوں..میرے ایک دوست کا کافی تجربہ ہے اس طرح کے کاروبار میں...کیا کہتی ہو؟مطلوبِ رائے وہ سیدھے ہوئے مجھے یقین ہے کرن بہت خوش رہے گی وہاں...

کہاں؟راشد صاحب حیرانی سے بولے

مسز ریاض بہت اچھی ہیں...

کون مسز ریاض؟اور کہاں جا رہی ہے کرن...میں کیا پوچھ رہا ہوں اور تم جانے کن سوچوں میں گم ہو..راشد صاحب نیم برہم انداز میں بولے

مسز ریاض وہ....میں نے بتایا تھا نہ آپ کو...ہمارے بغل میں ہی ان کا گھر ہے...وہ دو تین دفعہ کرن کا رشتہ مانگ چکی ہیں...وہ ہڑبڑا کر بول رہی تھیں...

اچھا ٹھیک ہے...آرام سے...کیا ہو گیا ہے؟لمبی سانس لو پہلے...انھوں نے ثریا بیگم کا کندھا تھپتھپایا

ہاں مجھے بتایا تھا تم نے اور میں نے تمھیں کہا تھا کہ کرن کبھی نہیں مانے گی...ہیں نا؟وہ یاد کرتے ہوئے بولے

آپ بات کریں نہ...وہ آپکی بات نہیں ٹالتی...مسز ریاض بہت اچھی ہیں...

اور ان کا بیٹا؟اُس کے بارے میں کیا جانتی ہو؟وہ کیسا ہے؟

وہ بھی اچھا ہی ہو گا...پڑھا لکھا ہے...اُس کی ماں اچھی ہے تربیت بھی یقیناً اچھی ہی کی ہو گی اس نے...اور ویسے بھی پچھلے تجربے سے تو یہی نصیحت ملی ہے کہ یہاں لڑکے کی ماں کا اچھا ہونا زیادہ ضروری ہے...وہ بے زاری سے بولی...

تو یعنی تم اُس پر اک اور تجربہ کرنا چاہتی ہے؟؟ انھوں نے بھنویں اُچکائے..

میں صرف اس کی خوشی چاہتی ہوں...

اچھا! تو پڑھا لکھا بھی ہے... ٹھیک... پڑھا لکھا تو ارمان بھی تھا ویسے؟ کیوں...

تعلیم ہی تھی بس اُس کے پاس, شعور نہیں تھا۔ اور ویسے بھی راشد صاحب آپ مانیں یا نہ مانیں یہ بات سچ ہے کہ "تعلیم کی کمی کو تربیت ڈھانپ لیتی ہے, لیکن تربیت کی کمی کو تعلیم کبھی بھی پورا نہیں کر سکتی..." ثریا بیگم نے یہ کہہ کر منہ پھیر لیا...

اچھا تو چلو مان لی آپ کی بات لیکن کینیڈا والے صاحب کی تربیت کی کیا گارنٹی ہے آپ کے پاس؟؟ انھوں نے جتایا

"میرے پاس صرف اللہ کی رحمت کی گارنٹی ہے" یہ کہتے ہوئے ثریا بیگم کی آنکھیں نم ہوئی...

بابا.. بابا... شمع آوازیں دیتی بھاگتی ہوئی آ رہی تھی.. جس پر راشد صاحب کھڑے ہو گئے

بابا... وہ...... وہ... مانو.. مانو کی آئیز والی وہ لڑکھڑاتی آواز میں جھولے کی طرف اشارہ کر رہی تھی..

کہاں؟ راشد صاحب متجسس ہوئے

وہاں... اُس نے پھر جھولے کی طرف اشارہ کیا تھا

بابا وہ رو رہی ہے... میں نے کرن کو بتایا تھا نہ اُس کے کپڑے پھٹے ہیں... بابا وہ اِس لیے رو رہی ہے..

راشد صاحب اس کی انگلی پکڑے جھولے کی طرف چلے گئے

میلے نیلے اور سفید کپڑے، کندھے تک گرے سنہری بال, سفید رنگت جو منہ پہ لگی مٹی سے بھی نہیں چھپ رہی تھی,, چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے آنسو صاف کرتی تقریباً یہ کوئی بارہ سال کی لڑکی تھی... شمع نے پاس پہنچتے ہی اپنا ہاتھ چھڑایا اور گھٹنوں کے بل اس لڑکی کے پاس جا بیٹھی...

نہیں رو... مانو... نہیں رو.. میرے بابا.. اُس نے ہاتھ بڑھائے راشد صاحب کی طرف اشارہ کیا..

راشد صاحب نے ہاتھ آگے بڑھا کر لڑکی کو کھڑا کیا

کیاہوا ہے آپ کو؟ وہ اس کے آنسو صاف کر رہے تھے

کھانا...وہ اک لفظ بولی اور پھر سے رو دی

بھوک لگی ہے؟

"جی" اس نے ثبات میں سر ہلایا

اچھا! آپ کس کے ساتھ یہاں آئی ہو؟؟

"اکیلی"

آپ کا نام کیا ہے؟

"نور"

آپ کو اپنے گھر کا پتہ ہے؟؟

"وہ ہم خالہ گھر آئے تھے"

کس کے ساتھ؟ آپ کس کے ساتھ آئی تھی؟؟

"اماں ساتھ" وہ کہتے ہوئے اور زور سے رونے لگی

اور آپ کی اماں کہاں ہیں؟؟ وہ نیم پریشان اس لڑکی سے سارے سوال پوچھ رہے تھے

"وہ خون.... گر گئی" یہ کہتے ہوئے وہ دھڑم سے زمین پر گر گئی

راشد صاحب نے اُسے فوراً بازوں پر اٹھایا ثریا بھی ان کے پاس پہنچ چکی تھی...دونوں پریشان حال گھر کی طرف دوڑے...

کل شام کو شمع نے اُسے اسی پارک دیکھا تھا غالباً وہ دو دن سے بھوکی تھی جس کے باعث اس کی یہ حالت ہوئی

Urdu Novels Ghar

********************

کھانا کھلانے کے کچھ دیر بعد جب نور کے حواس بحال ہوئے تو اس نے بتایا کہ کچھ مہینے پہلے اس کے باپ کی وفات ہوئی تھی... ددھیال میں جب کوئی آسرا نہ ملا تو اس کی ماں اس کو لے کر دوسرے شہر اپنی بہن کے پاس آ رہی تھی کہ راستے میں سڑک پر چلتے ہوئے کسی کار نے ٹکر ماری جس کے باعث اس کی ماں کافی زخمی ہو گئی تھی...اُس کا باپ بھی سڑک کے حادثے میں فوت ہوا تھا جس کے باعث وہ خون دیکھ کر ڈر جاتی تھی...جب نور نے ماں کا یوں بہتا خون دیکھا تو وہاں سے بھاگ آئی یوں بھاگتے بھاگتے وہ ان کے قریبی پارک پہنچی تھی..

.....

صبح ہوئی, کرن شمع کو سکول کے لیے تیار کر رہی تھی..

کرن...نور چلی جائے گی؟ شمع جب سے اٹھی تھی طوطے کی طرح ہر پانچ منٹ کے بعد ایک ہی سوال پوچھے جا رہی تھی... لیکن کرن کے پاس اس کا جواب نہیں تھا سو ہر بار سوال پر اس نے کوئی جواب نہ دیا...شاید وہ اماں کی کل کی بات سے پریشان تھی

تم ہو ہی بری...خود نہ کھیلتی ہو...نہ کسی کو گھر رہنے دیتی ہو... شمع بھڑک

"کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا" وہ منہ بسورے یہ کہتے ہوئے صوفے پر جا بیٹھی تھی...

شمع تنگ نہیں کرو میں ماروں گی.

کیوں مارو گی؟ میں بھی ماروں گی... تم کون ہو؟ وہ غصے سے آنکھیں دکھانے لگی...

یہ الفاظ لاونج میں داخل ہوئے راشد صاحب کے کان میں پڑے تھے..."تم کون ہو؟"

یہ سن کر سکتے میں کھڑی کرن کی آنکھیں نم ہوئیں تھی وہ بنا کچھ کہے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی...

صوفے کی سائیڈ پر رکھے بازوؤں میں اپنا منہ چھپا کر جھک گئی

راشد صاحب جاتی کرن کو کچھ دیر دیکھتے رہے اور پھر شمع کی طرف متوجہ ہوئے

کیا ہوا ہے بلبل کو؟؟

راشد صاحب نے اُسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیا..

نور یہاں رہے گی نہ بابا؟

اچھا بتاؤ کہ تم اپنی امی کے بغیر رہ سکتی ہو؟

اونہوں...اس نے نفی میں سر ہلایا

تو نور بھی تو نہیں رہ سکتی اپنی اماں نے بغیر...

"وہ رہ لے گی"

وہ کیسے؟

"میرے ساتھ" وہ بازو پھیلائے شوخ ہوئی تو راشد صاحب بھی مسکرا دیے

"ویسے بھی اُس کی اماں تو مر کے گم بھی گئی"

"ارے ایسے نہیں کہتے" راشد صاحب برہم ہوئے

جب وہ خود بتا رہی تھی کہ اس کی اماں کا خون نکلا تھا۔ تو میں چھپ چھپ کر سن رہی تھی....

بابا جب خون نکلتا ہے تو انسان مر جاتا ہے نہ... آپ کو نہیں پتہ ہے بابا... میں آپ کو بتا رہی ہوں نہ... کہ خون نکلتا ہے تو پھر ایسے سانس نہیں آتی" وہ منہ کھول کر انگلی کے اشارے سے سمجھا رہی تھی

"اور جب سانس نہیں آتی تو آئیز بند ہو جاتی ہیں اور انسان دھڑم سے گرتا ہے اور مر جاتا ہے"

راشد صاحب حیرانگی سے اُس کی باتیں سنتے رہے

آپکو پتہ ہے نور بھی گری تھی نہ...وہ کل..پارک میں

ہاں!راشد صاحب نے سر ہلایا

"لیکن وہ نہیں مری پتہ ہے کیوں؟"

کیوں؟

بابا آپ اتنے بڑے ہیں آپکو ابھی یہ بھی نہیں پتہ..وہ زور سے ہنسی

کیونکہ اس کا خون نہیں نکلا...وہ پھر سے ہنسی

اچھا جی!وہ نرمی سے اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہے تھے...

"کچھ لوگ خون نکلے بغیر بھی مر جاتے ہیں...سانس آر پار ہوتے ہوئے بھی ان کا دم گھٹا ہوتا ہے... حرف مار دیتے ہیں انھیں... کبھی اپنائیت سے بھرے حرف اور کبھی اجنبیت میں لپٹے حرف"

شمع مسلسل بولے جارہی تھی...راشد صاحب بے خبر کرن کے کمرے کی طرف دیکھ رہے تھے

*******************

چائے کی میز پر بیٹھے ثریا اور راشد اپنی معمول کی باتوں میں مصروف تھے..کرن کتاب پر گردن جھکائے کچھ پڑھ رہی تھی...

"نور کے آنے سے کافی رونق ہو گئی ہے"راشد صاحب لان میں فٹ بال سے کھیلتی نور اور شمع کو دیکھ کر بولے

ہاں جی!شمع تو بہت خوش ہے لیکن نور کبھی کبھی پریشان دیکھائی دیتی ہے اُسے اپنی ماں بہت یاد آتی ہے"ثریا نے بات بڑھائی

Urdu Novels Ghar

میں نے تو آس پڑوس سے بہت پتہ کیا لیکن اس کی خالہ کا بھی پتہ نہیں چلا... پھر جو میرے خدا کی مرضی...راشد صاحب نے کندھے اچکائے

کرن پھر کیا سوچا تم نے؟ ثریا یکدم کرن سے مخاطب ہوئی تو کرن چونک گئی

ہون... کسی بارے میں؟

مسز ریاض کل پھر آئی تھی..

تو کیا آپ نے اُن کو منع نہیں کیا ابھی تک؟

میرے پاس منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے میری جان!

"میں نہیں کرنا چاہتی شادی... اماں.. کیا اتنی وجہ کافی نہیں؟"

"یہ ڈھٹائی ہے,وجہ نہیں ہے" ثریا بیگم نے بھنویں اُچکائے

خاموشی چھا گئی

کرن کتاب بند کیے اپنی انگلیوں کو مسلنے لگی

بیٹا تمہاری ماں ٹھیک کہہ رہی ہے... تمہیں بھی خوش رہنے کا حق ہے... کیوں خود کو اذیت دیتی ہو؟

کرن کے ہونٹوں پر مسلسل چپ تھی..

آخر خرج کیا ہے اس میں...؟ خود کو تنہا تکلیف میں رکھنا کہاں کی سمجھداری ہے؟ ثریا بیگم بے بسی سے بولی

مجھے کسی سے بھی سمجھداری کے سرٹیفیکیٹ نہیں چاہیے! میں خوش ہوں.. اور تنہا تو بالکل نہیں ہوں...

کیا تمھیں ابھی بھی اُس کے پلٹ آنے کی اُمید ہے؟

"نہیں"

"تو پھر؟"

"جب کوئی شے آنسو میں بہادی جائے وہ دوبارہ کبھی آنکھوں کی زینت نہیں بن سکتی۔خواہ وہ آنکھ میں لگا کا جل ہو,وہ محبت ہو,توجہ ہو,کوئی رشتہ ہو یا کوئی انسان".

میرے پاس آپ کے پھر کا کوئی جواب نہیں ہے اماں،اس نے اٹھنے کے لیے کرسی پیچھے سر کائی

"بیٹھ جاؤ کرن "راشد صاحب نے نرمی سے کہا تو کرن سیدھی ہو گئی

بیٹا تم مسز ریاض کے بیٹے سے اک دفعہ مل لو پھر جو بھی فیصلہ تم کرو گی ہمیں قبول ہو گا..

بابا مل کر بھی میں یہی کہوں گی کہ مجھے دوبارہ شادی نہیں کرنی...

آپ لوگوں کو کیوں سمجھ نہیں آتا کہ مجھے نہیں آتے رشتے نبھانے...اور اب کسی اور مرد کے ساتھ میں وہی غلط تجربہ نہیں دہرا سکتی بابا..کیونکہ دنیا کے سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں فطرت میں بھی اور خصلت میں بھی..

"بیٹا تم ایک ترازو پر دنیا کے تمام مردوں کو نہیں تول سکتی۔مرد بھی صاحب ظرف اور،اچھے کردار کے حامل ہوتے ہیں۔ان کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہوتا تبھی ان کو نبوت اور امامت بھی ملی۔"

اماں کہاں کی بات کہاں لے جاتی آپ

"اور تمہارے بابا بھی تو ایک مرد ہیں۔تم اپنے مستقبل کے بارے میں اچھا گمان کیوں نہیں رکھتی؟"

بیٹا ہم آج ہیں کل نہیں ہیں...کسے معلوم؟

تم اور شمع کیسے رہو گی اکیلی..اور اب تو نور بھی ذمہ داری ہے ہم پر...

راشد اور ثریا اس کے منانے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے اور

کرن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ بالکل چپ۔

"مرد محافظ ہوتے ہیں بیٹا"ثریا بیگم لاچار سی بولی

"خدا سے بڑھ کر کوئی محافظ نہیں.... مجھے ان چھوٹے موٹے محافظوں کا سہارا نہیں لینا" کرن اُٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے لاونج کی طرف ہولی۔

ثریا اور راشد اُس کو خوشی دینے کے چکر میں ہمیشہ اداس کر دیتے۔ اور آج بھی وہی ہوا۔ ان کی بیٹی حساس تھی اور بہت حساس اور حساس لوگ زندگی کا زیادہ تر حصہ اذیت میں گزارتے ہیں کبھی کسی کے الفاظ سے پہنچی ہوئی اذیت اور کبھی دوسروں کے لہجوں کی اذیت... کبھی دوسروں سے لگائی توقعات کی اذیت میں... تو کبھی خود پر بے جا ضبط کی اذیت... خوش رہنے کے لیے بے رحم ہونا پڑتا ہے۔...

راشد صاحب آج کی بحث سے یہ بات جان چکے تھے کہ کرن کبھی بھی دوسری شادی کے لیے نہیں مانے گی اور اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اسے ارمان کا انتظار تھا۔ بلکہ یہ تھی کہ "شاید وہ دنیاوی طرز میں رشتے نبھانے میں کمزور تھی۔ اُسے نئے رشتے بنانے نہیں آتے۔ اُسے بنے رشتوں سے ترک تعلق نہیں آتا۔ اسے کسی سے اپنا آپ چھیننا نہیں آتا۔ اُسے کسی کو جیتنا نہیں آتا... وہ اک دفعہ کسی کو قریب کر لیتی تو اس کے دور جانے پر صبر کرنا نہیں آتا اور شاید یہ بے رخی اور اذیت اسی سبب تھی"

کرن کے جانے کے بعد راشد صاحب کرن کے آنسوؤں کے سبب ثریا پر.. بہت برہم ہوئے

********************

اُس شام کی بحث کے بعد کرن ثریا اور راشد سے زیادہ اُلجھی نہیں تھی...

یہ کرن ہے... سٹڈی روم کے باہر سے گزرتے ہوئے کرن کو شمع کی آواز سنائی دی تو اُس نے جھانکا... البم پر چھوٹی چھوٹی انگلیاں مارتے ہوئے وہ نور کو سب سے متعارف کروا رہی تھی...

اور یہ ہیں بابا... مونچھوں والے... اُس نے شرارت سے ناک کے نیچے انگلی پھیرتے ہوئے کہا تو نور بھی ہنس دی...

کرن دہلیز پر کھڑی دونوں کو بغور دیکھنے لگی..

اور یہ عینک والا کون ہے؟؟نور نے انگلی بڑھائی...

یہ...ہمم...یہ...سوچتے ہوئے شمع کے لفظ لڑکھڑائے تو نور نے ایک اور سوال اُس کے سامنے رکھ دیا

کرن تمھاری کیا لگتی ہے شمع؟

وہ...تو...کرن ہے...

کرن تو اُس کا نام ہے نہ....وہ تمھاری کیا لگتی ہے؟

وہ....وہ میری کرن ہے بس...اور بابا کی بھی کرن اور اماں کی بھی کرن... شمع ہاتھوں کو گھماتے ہوئے بے تکے سے جواب دے رہی تھی...

شاید وہ چھوٹی تھی یا کیا وجہ تھی... اتنی حاضر دماغ اور متجسس بچی نے یہ سوال کبھی نہیں پوچھا تھا..

شمع کے اس جواب پر نور خاموش ہو گئی

نور کی بات سن کرن کو عجیب خفگی ہوئی تھی...وہ بے زاری سے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے کچھ بڑبڑا رہی تھی...

جانے بابا کو بھی کیا سوجھی تھی۔اس بچی کو گھر رکھنے کی؟یہ بچی ہے؟اب یہ سوال کرے گی کہ یہاں کون کس کا کیا لگتا؟

بعض اوقات اندر کی ویرانی انسان پر اتنی غالب آجاتی ہے کہ اسے باہر حرکت کرتا,کچھ پوچھتا یہاں تک کہ سوچ ظاہر کرتا انسان بھی زہر لگتا ہے...

نور کا سوال نہ تو بُرا تھا نہ عجیب...پر نا جانے کیوں کرن کو اُس کا سوال بہت چبھا تھا...شاید وہ چاہتی ہی نہیں تھی کہ شمع کو یہ حقیقت کبھی معلوم ہو....وہ نہیں چاہتی تھی کہ شمع کو یہ محسوس ہو کہ اُس کا باپ اس کی پیدائش سے پہلے اس کے حق سے دستبردار ہو چکا تھا ...کیونکہ اگر شمع کو پتہ چلتا کہ کرن اُس کی ماں ہے تو اگلا سوال یقیناً یہ ہوتا کہ "میرا باپ کون ہے؟"

نور کو دیکھ کر کرن کو ہمیشہ ارمان کی وہ آخری بات یاد آتی تھی "چچا جان ایک اور بے سہارا کو سہارا تو دے ہی سکتے ہیں"

*********************

پریڈ ختم ہوتے ہی کرن سکول کے بڑے گراونڈ کے سب سے بائیں طرف کے بینچ پر جا کر بیٹھ گئی...

آج وہ عجیب سی تھکاوٹ سے دوچار تھی جیسے میلوں چلی ہو امنوں وزن اُٹھا کر...

گراونڈ بالکل خالی تھا...سائیڈ پر لگے درختوں پر بیٹھے پرندوں کی چہچہاہٹ کے علاوہ کوئی شور نہیں تھا...

بھورا بیگ اور کتاب سائیڈ پر رکھے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ پچھلے پندرہ منٹ سے ہاتھوں کی تلیوں کو مسلسل گھور رہی تھی....پھر ناجانے یکدم اُسے کیا ہوا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی....

کوئی چپکے سے اُس کے ساتھ آکر بیٹھا تھا...اس بات کا احساس اُسے کچھ دیر بعد ہوا جب وہ رو کر دل ہلکا کر چکی تھی....وہ چونکی...

"سوری مس..."وہ ٹانگیں سیدھی کر کے بیٹھ گئی...ساتھ بیٹھی وہ مس رقیہ تھیں جو سکول کی سینیر ٹیچر میں سے ایک تھیں...

"کوئی بات نہیں...بلکہ سوری تو مجھے بولنا چاہیے۔میں بغیر اجازت یہاں بیٹھ گئی"مس رقیہ نے نظریں جھکائی

ہمم...کرن ابھی تک شرمندہ تھی...اس نے اٹھنا چاہا...

"میں تم سے یہ نہیں پوچھوں گی کہ تم کیوں رو رہی تھی...کیونکہ جیسے تم رو رہی تھی مجھے تمھاری کیفیت سمجھ آگئی تھی"وہ پُر اعتمادی سے بولی

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تمھارے حالات سمجھ گئی میں"

آنکھ کا پانی بنجر دل کو سیراب کرنے کا ہی اک ذریعہ ہے اور عموماًیہ ذریعہ ہم بُرے حالات سے تھک ہار کر ہی استعمال کرتے ہیں...

اگر آپ کو میرے آنسو کی وجہ بھی بُرے حالات ہی لگے تو کیا مجھے واقعی تعجب ہونا چاہیے؟وہ تنظریہ مسکرائی تھی....

"جانتی ہو؟بُرے حالات دو قسم کے ہوتے ہیں...اک وہ جنہیں بے دلی قبول کر لیا جاتا ہے...اور دوسرے جو خوش دلی سے قبول ہو کر بھی دماغ اور دل کی مزاحمت کے درمیان جھولتے رہتے ہیں" مس رقیہ نے کرن پر ٹیڑھی سی نگاہ جمائی...

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کرن نے آہ بھری

کیا اس مزاحمت کا کوئی علاج ہے؟

"اطمینان" مس آمنہ یکدم بولی

"کیا قبول کر لینا ہی مطمئین ہو جانا نہیں ہوتا؟"

مزاحمت کو ہموار جگہ دینا قبول کرنا ہوتا ہے جبکہ مطمئن ہونے کے لیے دلی سکون ہونا اول شرط ہے...

"اور دلی سکون؟"

"اور دلوں کا سکون تو بس اللہ کے ذکر میں ہے"

ہنوں...وہ ہلکا سا نظریہ مسکرائی...جیسے مس رقیہ کے بہت فلسفانہ بات کی ہو...

یہ تو سب ہی جانتے ہیں وہ بڑبڑائی

" صحیح کہا جانتے ہیں سب...بس مانتا کوئی نہیں" وہ نظریں جمائے کرن کی آنکھیں پڑھتے ہوئے بولی تو کرن خفگی سے اپنی چیزیں سمیٹنے لگی

سورۃ الضحیٰ پڑھا کرو...دل اور دماغ میں صلح ہو جائے گی...یہ کہتے ہوئے میں رقیہ گیٹ کی طرف چل گئی...

کرن ان کو دور جاتا دیکھ رہی تھی...

"سورۃ الضحیٰ" اس نے ذہن میں دہرایا....

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

گاؤں کے باہر اک پرانا سا درخت تھا... جس پر لگا جھولا اُسے دور سے نظر آیا... قریب آئی تو جھولے کی رسی سرخ پھولوں سے یوں لدی تھی گویا رسی نہیں پھولوں سے بھری بیل ہو... کرن اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور پُرجوش ہو کر جھولے پر بیٹھ گئی... جھولا لیتے اسے محسوس ہوا کہ کوئی جھلا رہا ہے اسے... اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا... لیکن جھلانے والے ہاتھ اُسے ہوا میں اڑا رہے تھے وہ شاید کوئی من پسند شخص تھا... جس میں تاثیر سکون تھا... جھولا آہستہ آہستہ تیز ہوتا گیا.... وہ جھولے پر آنکھیں بند کیے بیٹھی ہر شے سے بے خبر بہت محظوظ ہو رہی تھی...

کچھ دیر بعد اُسے لگا کہ جھولا رک گیا... اس نے ہلکی سے آنکھ کھولی... وہ منظر دیکھ کر بد حواس ہوئی... وہاں کوئی درخت نہیں تھا دور دور تک صحرا میں صرف ریت کے ٹیلے نظر آ رہے تھے... کوئی جھولا زمین پر گرا پڑا تھا... اُس کی رسی بوسیدہ ہو چکی تھی... کرن جب جھولے پر اٹکا اپنا دوپٹہ چھڑانے کے لیے جھکی تو اسے ایک بچی کے رونے کی آواز آئی... وہ دوپٹہ وہی چھوڑ کر آواز کے تعاقب میں میں ادھر اُدھر دوڑی... اسے وہاں کوئی دیکھائی نہیں دے رہا تھا.... سانس پھولنے پر وہ گھٹنے کے بل جھکی تو ریت میں پاؤں دھنسنے کے باعث وہ منہ کے بل گر پڑی.... عجیب منظر تھا....

وہ گرم ریت پر ٹانگیں پھیلائے بیٹھی اپنی آنکھوں سے ریت جھاڑنے لگی اچانک اسے کندھے پر تھپکی محسوس ہوئی...

"پانی...پانی..."

پیاس سے نڈھال کندھا تھپکنے والی وہ وہی بچی تھی جس کی آواز پر وہ بھٹک رہی تھی... وہ اوندھے منہ کرن کی گود میں گری تو اسے احساس ہوا وہ کوئی اور نہیں... وہ شمع تھی... ہاں... وہ شمع تھی .... شمع.... کرن اور ارمان کے بیٹی...

کرن اس کا منہ اپنی گود میں رکھے بلک بلک کر رونے لگی....

"واستعینو بالصبر والصلاۃ"

کوئی صحرا میں صدا لگا رہا تھا....

"مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۝"

اور تمھارے رب نے نہ تمھیں چھوڑا ہے نہ وہ تم سے بیزار ہوا ہے"

وہ یکدم اُٹھ کر بیٹھ گئی.. وہ پسینے سے شرابور تھی... اُس نے دیکھا کہ خوف کے مارے اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے...

"یہ خواب تھا... بہت بھیانک خواب"

سائیڈ ٹیبل پر جگ سے پانی گلاس میں ڈال کر وہ پینے لگی... کچھ اعصاب درست ہوئے تو اسے شمع کا خیال آیا وہ جلدی سے اٹھ کر شمع کے کمرے میں گئی... شمع نور کے ساتھ سو رہی تھی... کافی دیر تک وہ اُسکے پاس بیٹھے اس کے بال سہلاتی رہی.... دل کو کچھ سکون ہوا تو وہ مدخوش سی اُٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی رات کا پچھلا پہر تھا...

صحرا میں گونجتی صدا ابھی بھی اُسے سنائی دے رہی تھی...

"واستعینو بالصبر والصلاۃ"

اُسے ابھی بھی ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے وہ بار بار ماتھا صاف کرتی... کچھ دیر آنکھیں موندھ کر لیٹتی پھر اگلے لمحے گھبرا کر اُٹھ بیٹھتی... دھیان بٹھانے کے لیے اس نے پاس پڑے ریموٹ سے ٹی وی آن کیا

ٹی وی پر کوئی اسلامی چینل کھلا ہوا تھا... جس پر باترجمہ تلاوت جاری تھی... ایک آیت کی ترجمے پر وہ ایک دم چونکی... جیسے قرآن اُسی سے مخاطب ہو

"کیا ہو گیا ہے؟؟ یہ کیسی تجویزیں کرتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے.. جس میں یہ پڑھتے ہو کہ جو چیز تم پسند کرو گے وہ تم کو ضرور ملے گی... یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں؟ جو قیامت کے دن تک چلی جائیں گی کہ جو کچھ تم طے کر لو گے وہ تمہارا ہو گا"

کچھ دیر وہ مبہوت سامنے لگے شیشے میں خود کو شرمندہ نگاہوں سے تکتی رہی..

اس نے اُٹھ کر وضو کیا.... جائے نماز پر کھڑے وہ کافی دیر کچھ سوچتی رہی.... پھر نفل ادا کیے...

سجدے میں پڑے وہ بہت دیر روتی رہی.... دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے...پنا کچھ مانگے وہ بس ہاتھ پھیلائے بیٹھی تھی...اُسے کوئی شے نہیں چاہیے تھی.... آج اُس کے دل میں کوئی شکایت نہیں تھی...وہ آج صرف سکون کی طلب گار تھی....دلی اطمینان کی چاہ تھی اُسے...

آٹھ سال بعد وہ اللہ کے سامنے یوں عاجز کھڑی ہوئی تھی...

جائے نماز سے اُٹھ کر وہ بستر پر جا بیٹھی اور فجر تک سورۃ ضحیٰ کی تلاوت کرتی رہی....

*******************

کرن نے نور کا داخلہ بھی اپنے سکول میں کروا دیا تھا... آج کل سکول میں چھٹیاں چل رہی تھی...راشد صاحب چاہتے تھے سب کو کہیں گھومنے لے جایا جائے...چونکہ گرمی تھی تو سب کی خواہش تھی کہ کسی سرد علاقے میں جایا جائے...

یہ پہلی دفعہ تھا کہ کرن اتنی خوش تھی...ورنہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ کرن گھر سے باہر جانے کے لیے یوں پر جوش ہو...راشد صاحب مری میں ایک ہفتہ رہنے کے تمام انتظامات کر چکے تھے... کرن نے رات کو سب کی پیکنگ مکمل کی... صبح ناشتے کے بعد انہیں نکلنا تھا...

نور اور شمع آدھی رات تک وہاں کھیلنے کے پلان بناتی رہی.. شمع بھی اپنی دس سالہ عمر میں پہلی دفعہ شہر سے باہر جا رہی تھی...اس لیے ضرورت سے زیادہ خوش تھی.....اور کرن دونوں کی باتیں سن پر خوش ہوتی رہی.... تقریباً دو سال ہو چکے تھے اس خواب کے بعد کرن نے شمع کو خود سے اک پل بھی دور نہ کیا تھا....لہذا شمع کی ضد پر نور بھی ان کے ساتھ ہی سویا کرتی تھی...

صبح ہوئی...سب نے ناشتہ کیا.... کرن نے شمع اور نور کو تیار کیا...تیار ہو کر وہ دونوں گیٹ کے باہر کھڑی گاڑی کی طرف لپکی....
کچھ دیر بعد کرن اور ثریا باہر نکلی...ثریا راشد صاحب کے پاس رک گئیں اور کرن باہر گاڑی کی طرف آ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا تو

شمع اور نور گاڑی کی پچھلی سیٹ پر دائیں اور بائیں جانب درمیانی سیٹ پر سنیکس گھیرے بیٹھی تھی... کرن نہیں دیکھ کر ہنس دی اور پھر دروازہ بند کر کے راشد اور ثریا کو بلانے لگی....

راشد صاحب رات سے پریشان دیکھائی دے رہے تھے... ابھی بھی وہ لان میں کھڑے بار بار فون کو دیکھ رہے تھے۔ اور ثریا ان کے سامنے کھڑی کچھ پوچھ رہی تھی...

"بابا... کیا ہوا؟" کرن باہر سے لان میں آئی

"کچھ نہیں بیٹا.. گاؤں میں زمینوں کا تھوڑا مسئلہ ہے" وہ بے زاری اور پریشانی کی مبہم کیفیت میں فون کو تکتے ہوئے ٹہلنے لگے..

زمینوں کا مسئلہ؟ وہ چونکی تھی

"لیکن بابا آپ نے تو کہا تھا کہ آپ نے سب زمینیں بیچ دی ہیں؟"

"ہاں... وہ... کچھ ہیں ابھی باقی... کچھ جو ہم نے بعد میں خریدی تھی... اور کچھ اور" انھوں نے ٹوٹا پھوٹا جواب دیا

اتنی دیر میں فون کی گھنٹی بجی... راشد صاحب نے جھٹ سے فون اٹھایا...

"ہاں... ہاں.. چلو اچھا ہے" وہ فون پر بات سنتے ہی وہ قدرے مطمئین لگے

کرن اور ثریا کھڑی ایک دوسرے کا منہ تک رہی تھی

"چلو تم باہمی مشاورت سے چلاؤ کام... کچھ دن بعد میں چکر لگاؤں گا" یہ کہتے ہوئے راشد صاحب نے فون بند کر دیا..

اس دوران کرن سوالیہ نظروں سے راشد صاحب کو تکتی رہی

"وہ کچھ لوگ میری زمین کے کچھ حصے پر ناجائز قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں... تو اس لیے تھوڑا مسئلہ ہوا تھا... لیکن امید ہے اب سب ٹھیک ہے میں نے کچھ لے دے کر بات ٹالنے کا کہا ہے اب دیکھو کیا ہوتا ہے" وہ باہر کی طرف جاتے ہوئے کرن کو بتا رہے تھے...

گاڑی کے پاس پہنچتے ہی راشد صاحب پر پچھلا دروازہ کھولا

"میری گڑیا بیٹھ گئی" انھوں نے دروازے سے جھکتے ہوئے اندر بیٹھی شمع کے گال نرمی سے کھینچے... بوسہ دیا... ہلکی سی گدگدی کی اور ہنستے ہوئے سیدھے ہوئے...

شمع جان بوجھ ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی...

"کرن سارا سامان رکھ لیا ہے نہ یاد سے؟ کچھ گرم کپڑے بھی رکھنے تھے وہاں ٹھنڈ ہو گی... بچیاں بیمار نہ ہو جائیں!"

"امی اور بابا نے شمع کو اتنا پیار دیا ہے کہ کوئی خواہش اور لاڈ اُٹھانے میں کبھی کسر نہیں چھوڑی...

میں کتنی پاگل تھی جو یہ سوچتی تھی کہ شمع سے باپ کی شفقت اور پیار کا حق چھن گیا ہے... ہاں میں واقعی پاگل تھی جو اک شخص سے اس چیز کے نہ دینے پر غصہ تھی جو اس کے پاس تھی ہی نہیں..." کرن گاڑی کے کھڑکی سے باہر دیکھتی سوچ رہی تھی...

ملازموں کو کچھ ہدایت دے کر ثریا گاڑی کی اگلی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی راشد صاحب ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے انھی کا انتظار کر رہے تھے... ثریا بیگم کے بیٹھتے ہی گاڑی سٹارٹ کی اور وہ روانہ ہو گئے

آج گاؤں کا نام سنتے ہی اسے پھر ارمان یاد آیا تھا.... ورنہ کافی عرصہ سے وہ ماضی کی طرف جانے والی بات کے خیال کو بھی دور سے جھٹک دیتی تھی...

انسان چھوڑنے پر آئے تو کیا نہیں چھوڑ سکتا؟ اور بھولنے پر آئے تو کیا نہیں بھول سکتا؟

کبھی کبھی اُسے خیال آتا تھا کہ اگر وہ اس دن سکول گراونڈ میں بیٹھ کر نہ روئی ہوتی تو شاید آج بھی وہ یوں بے چین اور سب سے بے زار ہوتی... یوں ہی اک شخص کی خاطر اپنی دستیاب خوشیوں سے منہ موڑے بیٹھی ہوتی... اس رات کے خواب نے اسے کھویا ہوا سکون قلب... جینے کا مقصد اور زندگی کا اک نیا رخ دے دیا تھا..."

انھیں گاڑی میں بیٹھے تقریباً ایک گھنٹہ ہوا تھا... نور اور شمع سنیکس کھاتے کھاتے سو چکی تھی... کرن بھی نیند سے بھری آنکھوں سے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی...

اچانک فون کی گھنٹی بجی... گاؤں سے کسی ملازم کا فون آیا تھا جس کو سنتے ہی راشد صاحب نے منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے فون بند کیا اور گاؤں کی طرف راستہ موڑ لیا...

کرن اور ثریا وہاں نہیں جانا چاہتی تھی لیکن راشد صاحب کو یوں غصے حالت میں دیکھ کر وہ دونوں خاموش رہی...

******************

کچھ ہی گھنٹوں میں گاڑی چھوٹی حویلی کے سامنے آکر رک گئی..

"ثریا تم لوگ نیچے اُتر کر اندر چلو میں تھوڑی دیر میں کام نبٹا کر آتا ہوں"

"آپ اپنا کام کر آئیں ہم یہاں انتظار کرتے ہیں اندر جانے کی کیا ضرورت ہے؟" ثریا بیگم نے ڈرتے ڈرتے بولا حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ یہاں رکنا بھی مناسب نہیں

"نہیں تم لوگ جاؤ" رعب دار آواز آئی...

ثریا بیگم ناگواری میں گاڑی سے نیچے اُتری تھی... کرن بھی بے دلی سے شمع کا ہاتھ پکڑے نیچے اتر رہی تھی...

حویلی کا دروازہ کھلا دیکھ کر کرن کو حیرت ہوئی... اندر داخل ہوئی تو سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا وہ دس سال پہلے چھوڑ کر گئی تھی....

"یہاں کی صفائی؟" وہ ثریا کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تھی

"ہاں...وہ... تمھارے بابا کرواتے تھے ہر ماہ کے بعد" ثریا بیگم نظریں چراتے ہوئے بولی اور لمبے قدم لیتے ہوئے آگے چلی گئیں...

"میرے سامنے تو کبھی کسی نے نام نہیں لیا" کرن کو یقیناً حیرت ہوئی تھی...

نور اور شمع ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اندر داخل ہو رہی تھی...

کرن پورچ میں آکر رک گئی...

"کرن... یہ مری ہے؟" شمع نے معصومیت سے پوچھا



Urdu Novels Ghar

"کیا ہمیں آتے آتے مری میں بھی گرمی ہو گئی؟" نور سوال میں اپنا حصہ شامل کرتے ہوئے بولی

"نہیں بھئی... یہ مری نہیں ہے یہ ہمارا پرانا گھر ہے" کرن کو ساکت کھڑا دیکھ کر ثریا بیگم بولی تھی

"جب کرن آپ جتنی تھی تو وہ اس گھر میں رہتی تھی"

شمع ادھر ادھر چیزوں کا جائزہ لے رہی تھی... اچانک اسے کونے میں درخت پر لٹکا جھولا نظر آیا

"وہ دیکھو جھولا" وہ بھاگتے ہوئے اس کی طرف چلی گئی...

کرن لاونج کی طرف بڑھی اور پرانی ملازموں سے سلام دعا کرنے لگی... اور ثریا بیگم بھی گاڑی سے سامان نکلوانے کی تگ و دو میں لگ گئی....

*******************

چھوٹی حویلی میں آئے انہیں دو دن ہو چکے تھے بڑی حویلی سے ابھی تک کوئی نہیں آیا تھا۔ خیر انہیں اب وہاں سے کسی کے آنے کا انتظار بھی نہیں تھا... لیکن حیرت کو بات تھی کہ کسی محلے دار نے بھی تائی صفری کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی.. راشد صاحب زمین کی بھاگ دوڑ میں لگے رہے.... ثریا بیگم گھر کے معاملات میں مصرف تھی اور کرن بچیوں کے ساتھ کھیل اور اپنی پڑھائی میں...

وہ فارغ وقت میں معلوماتی کتابیں پڑھا کرتی تھی یہ عادت اسے بچپن سے تھی... راشد صاحب نے کرن کے لیے سٹڈی روم بنا رکھا تھا.. جس میں وہ اپنے پسند کی کتابیں جمع کر کے رکھتی تھی... یہاں آ کر سب سے زیادہ خوشی اسے سٹڈی روم میں آ کر ملی تھی... وہاں پر موجود ہر کتاب بچپن سے لے کر شادی تک کی کسی نہ کسی یاد سے وابستہ تھی...

تقریباً 12 بجے کے قریب کا وقت تھا کرن بیڈ پر بیٹھی نور کے بال بنا رہی تھی... شمع کی چٹیا بن چکی تھی... وہ برا سا منہ بنا کر کبھی صوفے پر اکتاہٹ سے گرتی کبھی اٹھ کر بیڈ پر...

"کرن ہم مری کب جائیں گے؟؟"وہ اس کے منہ کے سامنے آکر بولی تھی...

"میری جان مجھے نہیں پتہ"

"ہم پہلی بار سیر کرنے جارہے تھے...بابا نے مجھے hurt کیا ہے...وہ روز اپنے دوستوں سے ملنے چلے جاتے ہیں"وہ آنکھیں ملتے اور منہ بسورتے ہوئے بول رہی تھی۔

"اوہو روکیوں رہی ہو؟پاگل لڑکی"کرن نے شمع کو بازو سے پکڑا اور اس کا سر اپنے کندھے سے لگالیا

"چھوٹی بی بی یہ لفافہ آیا تھا ایک"سفینہ جو ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھی..کرن کو کچھ تھماتے ہوئے بولی

جب آپ چلی گئی تھی تو ایک ڈاکیا آیا تھا۔وہ کہہ رہا تھا کہ کرن بی بی کے لیے یہ نوٹس ہے....بعد میں آپ یہاں آئی نہیں تو...میں نے یہ سنبھال کر رکھا تھا۔مجھے کل یاد آیا اس لیے میں یہ لے آئی"

"اچھا!شکریہ سفینہ"

"نہیں بی بی جی شکریہ کو کیا بات"وہ نرمی سے بولتے ہوئے مسکرائی اور باہر چلی گئی

شمع کو پیچھے کر کے وہ لفافہ دیکھنے لگی

"Court official notice from ch Arman"

لفافے کے پچھلی سائیڈ پر ارمان کا نام درج تھا...

اس کا دل زور سے دھڑکا تھا...اس نے مزید کھولنا چاہا لیکن پھر نہ جانے کیوں رک گئی...اس نے لفافہ تکیے کے نیچے رکھ دیا اور پھر سے کتاب پڑھنے لگی...

"کرن میں بور ہو رہی ہوں"شمع نے کتاب کو جھٹکا دے کر کرن کے ہاتھ سے بیڈ پر گرایا تھا...

اور مانو بھی...ہیں نا مانو؟

"ہوں"نور نے ہلکا سا سر ہلایا

"یہاں کوئی ونٹر لینڈ بھی نہیں ہے؟میری ٹیچر کہتی ہیں وہاں بھی برف پڑتی ہے" وہ شاید متبادل تلاش کر رہی تھی....

تمھارا گھر مجھے پسند نہیں آیا کرن... یہاں کچھ نہیں ہے... بس ایک ہی جھولا ہے... شمع خود ہی سوال خود ہی جواب دیئے جا رہی تھی

اچھا نور تم اسے لے کر جاؤ باہر...

میں بابا سے بات کرتی ہوں.. ہم کل ضرور جائیں گے.. ابھی جاؤ آپ باہر...

پرامس کرو پہلے کہ ہم کل جائیں گے؟ شمع نے ہتھیلی آگے بڑھائی

"اچھا بھئی پرامس"

شمع کچھ مطمئن ہوئی تو نور کے ساتھ باہر لان میں چلی گئی

کرن نے لمبی سانس بھری

تکیہ اُٹھایا

اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے لفافہ کھولا

پڑھنے کے بعد وہ کچھ دیر لفافے کو بت بنے دیکھتی رہی..

پھر اٹھی...

اپنا بیگ کھولا... اور لفافہ اس میں رکھ دیا

****************

شام کا وقت تھا... کرن اپنے کمرے سے باہر آئی تو اسے ڈرائنگ روم سے کچھ جانی پہچانی آوازیں آئی... اس کے جھانکا

"ارے کرن...! آ جاؤ؟؟ اُٹھ گئی ہو؟" وہ پھپھو مسرت تھی

"میں بھابھی سے ابھی تمھارا ہی پوچھ رہی تھی..."

السلام علیکم! کرن نے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو مسرت نے اسے گلے لگا لیا... جس پر اسے خاصی حیرانی ہوئی

مصنوعی سا مسکراتی ہوئی کرن ثریا کے برابر صوفے پر بیٹھ گئی

اور سناؤ کیسی ہو؟

لاونج میں بال سے کھیلتے ہوئے شمع کا بال ڈرائنگ روم میں آیا

"کتنی پیاری بچی ہے ماشاءاللہ... یہ ارمان کی ہی بیٹی ہے نہ؟" صوفے کے پاؤں کے قریب گری بال اُٹھاتے ہوئے شمع مسرت نے بازو سے پکڑا تھا

"نہیں میں راشد صاحب کی بیٹی ہوں... آپ کون ہیں؟"

میں... راشد صاحب کی بہن..... اور آپ کی دادی... وہ کرن کو دیکھ کر تنظریہ مسکرائی

"او... تو پھپھو ہوئی نہ" اس نے جملے کو کھینچا

اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتی اسے باہر سے نور کی آواز آئی اور وہ باہر چلی گئی..

"یہ کیا؟ بچی کو بتایا نہیں اس کے باپ کا"

ثریا اور کرن کو چپ دیکھ کر انھوں نے مدعا بدل لیا

آپ کے جانے کے بعد بہت فون کیا میں نے بھائی صاحب کو لیکن کوئی اتہ پتہ نہ ملا...

"آپ کے پیچھے اتنا کچھ ہو گیا...

ہمم...

سمع اور ثریا نے جب کوئی دلچسپی نہ دیکھائی تو مرت عادت سے مجبور خود ہی اگلی داستان سنانے لگیں

"ارمان ملک سے باہر چلا گیا صغری بھابھی تنہائی کے باعث نیم پاگل سی ہو گئی تھی....

یہ پچھلے مہینے ہی ارمان واپس آیا ہے...."

ہوں...ثریا اور کرن کا رویہ غیر جانبدار تھا...

اچھا آپ کو اچانک کیا ہوا تھا؟جو یوں چلی گئی

بس کیا بتاؤں مسرت...بس اچانک کرن کی حالت خراب ہوئی..بڑے ہسپتال لے جانا پڑا...کافی مہینے بعد اس کی حالت سنبھلی تھی ...پھر راشد صاحب کا کاروبار بھی ختم ہو چکا تھا۔انھوں نے شہر میں نئے کاروبار کے بارے میں سوچا اور پھر بس...جو خدا کو منظور تھا ...

"لیکن بھابھی خونی رشتوں کو ایسے تو نہیں چھوڑتے جیسے آپ لوگ بے خبر ہو گئے تھے سب سے"

"خونی رشتے"کرن کو ان کی اس بات بے اختیار ہنسی آئی تھی لیکن اس نے پھر بھی ضبط کیا

آپ سنائیں کیسی ہیں عمامہ اور عالیہ...عمامہ بڑی ہو گئی ہو گی ماشاءاللہ....ثریا نے بات بدلی

"میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں"کرن بہانہ بنا کر فرار ہونے میں کامیاب ہوتے ہوئے کچن میں چلی آئی

عالیہ کی شادی کر دی تھی تین سال ہو گئے...ایک سال پہلے طلاق ہو گئی اسے

"اوہو!"ثریا بیگم کو دھچکا لگا

بس بھابھی لوگوں کو خوف نہیں آتا...اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے لوگ...یوں منہ کھولتے ہیں اور زندگیاں تباہ کر دیتے ہیں"

اللہ اللہ کر کے شام تک مسرت پھپھو راشد صاحب سے مل کر روانہ ہوئی...

شمع اور نور کو ضد کے باعث راشد صاحب نے انھیں کرن اور ڈرائیور کے ساتھ آؤٹنگ کے لیے نزدیکی شاپنگ مال میں بھیج دیا تھا... تب جا کر انھیں کچھ حوصلہ ہوا تھا...

*********************

کرن بکھری چیزیں سمیٹ رہی تھی...انہیں آج گھر جانا تھا...وہ لاونج سے شمع کی چیزیں ہاتھ میں پکڑے کمرے میں داخل ہوئی جب اس نے بیڈ پر بیٹھی شمع کو ہاتھ پر کچھ پہنے ہوئے دیکھا...وہ شوخ انداز میں ہاتھوں کو گھمار ہی تھی...کرن اس کو دیکھ کر مسکرائی اور ...چیزیں بیگ میں رکھنے لگی

کرن یہ اچھا ہے نا" شمع نے پیکنگ میں مگن کرن کے سامنے بازو پھیلایا"

ہنوں....اس نے دیکھے بغیر سرسری سا جواب دیا

لیکن یہ میرے ہاتھ میں پورا نہیں آرہا...وہ اداس ہوئی"

کرن ابھی بھی بیگ میں چیزیں سیٹ کر رہی تھی اس نے شمع کی طرف دیکھے بغیر سر ہلایا

...تم پہنو نہ اسے" کرن کیا بھٹکی توجہ دیکھ کر اب اس نے کرن کا بازو کھینچا"

یہ وہی چاندی کی پائل تھی" کلائی پر رکھتے ہوئے اس نے پہچان لی"

یہ وہ پائل تھی جو شادی کی پہلی رات ارمان نے اسے منہ دیکھائی میں دی تھی...ارمان کو اس پائل سے خاصہ لگاؤ تھا وہ اکثر اسے پہنے رکھنے کی فرمائش کرتا جبکہ کرن کو اسے پہنے ہوئے صغری بیگم کی کھا جانے والی نظروں کی وجہ اسے پہننا زیادہ پسند نہیں تھا....کرن نے اسے اس دن بھی پہنا ہوا تھا جب وہ آخری بار ارمان سے ملنے گئی تھی...وہ کیسے اسے بھول سکتی تھی

شمع بغور اسے پائل کلائی میں پہنا رہی تھی

یہ تمھیں کہاں سے ملی؟؟؟

کیا؟ یہ بریسلیٹ؟

ہاں؟

یہ....تو مجھے یہاں سے ملا...اس نے پیچھے ہو کر سائیڈ ٹیبل کے دراز کو ہاتھ لگایا

یہ تمھارا تھا کرن؟؟ جب تم چھوٹی تھی؟

...ہنوں" کرن نے خفگی سے منہ موڑا تھا"

تو یہ ابھی بھی تمھیں کھلا کیوں ہے...؟

کرن خاموشی سے بیگ میں کچھ کپڑے رکھنے لگی

بولو نا؟

...کیونکہ میں جب چھوٹی تھی تو میں بہت موٹی تھی

..کرن کو اس کے سوال کا اور کوئی جواب نہیں آیا تھا...اور بغیر جواب لیے شمع خاموش ہونے والوں میں سے نہیں تھی

اسی رو میں نور اور اپنے کپڑے ہاتھوں میں لیے کمرے میں داخل ہوئی

"باجی یہ بھی رکھ لیں...اماں کہہ رہی کہ انھوں نے بیگ میں کچھ اور سامان رکھا ہے ان کے بیگ میں جگہ نہیں ہے"

نور کپڑے تھماتے ہوئی بولی

مانو تمھیں پتہ ہے کرن بھی تمھاری طرح موٹی تھی... شمع کی بے تکی معلومات میں ایک اور اضافہ ہوا تھا...جس پر وہ فضول میں قہقہ لگا رہی تھی

کرن نے بیگ کی زپ بند کی اور لاونج سے ہوتی ہوئی پورچ میں داخل ہو گئی...پورچ میں لان کی طرف ایک کونے میں کوڑادان پڑا تھا...وہ اس کے پاس رکی...ہاتھ سے پائل اتاری...اور پھینک دی...لمحے بھر کو بھی اس نے کچھ نہ سوچا تھا...اور نہ وہ آج کسی ...ماضی کی یاد سے افسردہ ہوئی تھی

...ہر جذبے کی ایک معینہ مدت ہوتی ہے...خواہ وہ محبت ہو نفرت ہو یا پچھتاوا....دیکھا جائے تو پچھتاوا بھی ایک قسم کا جذبہ ہے ...مخصوص طور پر اس وقت جب وہ کسی سے امید توقع یا اعتماد رکھنے کا ہو

ارمان سے منسلک کرن کا ہر جذبہ اپنی معینہ مدت پوری کر چکا تھا...اس ٹوٹی پھوٹی محبت و عزت کے جذبے کا بھی جس کا یقین اسے ...ارمان نے دلایا تھا

کچن میں کھڑی سفینہ کو اس نے کوڑادان صاف کرنے کا بولا تھا..وہ دوبارہ اس کے خیال سے گریز کرنا چاہتی تھی خواہ وہ اب اس سے ناگوار بھی نہ ہوئی ہو

********************

السلام علیکم؟"چھوٹی حویلی سے واپس آنے سے تقریباً ایک ہفتے بعد کرن صبح صبح سکول جانے کے لیے تیاری کر رہی تھی جب" لاونج سے اس کے کمرے کی طرف منہ کر کے کالی شلوار قمیض پہنے کھڑا اک شخص اس سے مخاطب ہوا تھا...وہ ارمان تھا

...کرن یوں اچانک اتنے سال بعد اسے اپنے سامنے دیکھ کر بالوں کو کنگھی کرتی ساکت ہو گئی

...کچھ سیکنڈ تک یونہی بغیر آنکھیں جھپکے وہ اُسے دیکھتی رہی

...وعلیکم السلام"وہ سر پر دوپٹہ اوڑھتے ہوئی دھیمی سے آواز میں بولی"

میں ابا کو بلاتی ہوں!"وہ غیر جانبدار سی دوسرے کمرے کی طرف مڑی تو ارمان نے اسے روکنے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا"

"نہیں!نہیں رکو!مجھے تم سے بات کرنی ہے"

کیا.....مجھ سے؟"کرن بے اختیار ہاتھ کا رخ اپنی طرف موڑے تعجب سے بولی"

کیوں کیا نہیں کر سکتا؟"اس نے سوال پر سوال باندھا"

....اصولاً تو اس کا جواب نفی ہونا چاہیے تھا لیکن وہ کرن تھی...ہمیشہ کی طرح نرم

"جو بھی بات کرنی ہے جلدی کریں مجھے سکول سے دیر ہو رہی ہے"

کیا بیٹھنے کا بھی نہیں بولو گی؟ کرن کی جھکی ہوئی نظریں دیکھ کر اس نے گردن ٹیڑھی کی اور مسکرا دیا

کرن کو اب اس کی ڈھٹائی پر غصہ آیا وہ یوں بات کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا نہ ہو... جیسے صغری تائی کے رویے سے میرا موڈ خراب ہو یا اپنی کسی چاہ کے نہ پورا ہونے پر روٹھ کر میں اماں کے گھر آئی ہوں.... اور وہ مجھے منا رہا ہو.... آخر 10 سال پہلے میری ذات کی یوں تذلیل کر کے وہ مجھ سے کیا توقع رکھتا ہے؟ جس کا احساس اسے آج تک نہ ہوا تھا...وہ اس عرصے میں مجھ سے رابطہ بھی تو کر سکتا تھا لیکن وہ کیوں کرتا اس نے تو شمع کی پیدائش پر ہی... خیر

کہنا مجھے جلدی ہے "اٹھی نظروں میں بس ارمان کے لیے نفرت تھی"

ابھی 7:00 بجے ہیں... تمھارا اسکول تقریباً 8:30 تک کھلتا ہے... اور تم گھر سے 8:15 کے قریب نکلتی ہو..." وہ اپنی کلائی پر بندھی" گھڑی کو دیکھ کر نہایت پر اعتمادی سے کہہ رہا تھا

...کرن نے تھوک نگلی

جب تم گاؤں آئی تھی... اتنے دن میں ہمت باندھتا رہا کہ تم سے بات کروں... لیکن میں نہیں کر سکا... پھر جب تم لوگ شہر کے" لیے روانہ ہوئے تو تمھارے گھر تک تعاقب کیا میں نے... پھر یہاں پاس میں فلیٹ کرائے پر لیا اور ایک ہفتہ سے تمھارے اور باقی ..سب کے گھر سے نکلنے سے گھر واپس آنے تک تمام اوقات ازبر ہیں" وہ ایسے بتا رہا تھا جیسے بہت ہی بڑے کسی کارنامے کی داستان ہو ...لیکن کرن بالکل بھی حیران نہیں ہوئی اس کے تاثرات کی پوٹلی خالی تھی

...کرن نے لاونج میں پڑے صوفے کی طرف اشارہ کیا یقیناً وہ اسے بیٹھنے کے لیے کہہ رہی تھی

ارمان سمجھ گیا تھا

میں جانتا ہوں اس وقت چاچا چچی پارک میں ہوتے ہیں... تم صرف اس وقت اکیلی ہوتی ہو اور میں تم سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا تھا"
"

..جی فرمائیں!" وہ اس کے مقابل صوفے پر دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے بیٹھی تھی"

تم جانتی ہو کرن لان میں کھلے سورج مکھی کے پھول اور میں تمہاری ان باتوں کو بہت مس کرتے ہیں جب تم انہیں پاتی دیتی تھی اور" میں ساتھ کرسی پر بیٹھا چائے پی رہا ہوتا تھا" وہ لاونج سے لان کی طرف دیکھتے ہوئے نم آنکھوں سے ہلکا سا مسکرایا

پانی کی زیادتی سے اسی لیے وہ پودے مر گئے اس نے خود سے سرگوشی کی

کچھ کہا تم نے.... کرن؟

مدعے پر آئیں... مسٹر ارمان!" وہ دوٹوک بولی"

مجھے معاف کر دو کرن...! میں تمہارا گناہ گار ہوں... میں نے تم پر لگے بہتان کو بنا تصدیق کیا مان لیا..! میں نے محبت میں خیانت کی" میں تمہارا مجرم ہوں... مجھے معاف کر دو... پلیز" ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹپکا...

فکر مت کرو تم نے کوئی خیانت نہیں کی... جسے تم سمجھتے تھے وہ بقول تمھارے محبت نہیں کشش تھی... اور کشش میں کوئی خیانت نہیں ہوتی... اس نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا

میرا یقین کرو... میں بے بس تھا.... جب تم اپنی امی گھر چلی گئی تھی دس دن تک میں اس بات سے انکار کرتا رہا میرے سامنے اماں" اور پھپھو ثبوت پیش کرتی رہی... پھر اس دن وہ گواہ لائی تھی... بعد میں پتہ چلا کہ وہ ایک خریدی ہوئی گواہ تھی..."

"بعد میں یقین آ گیا تھا؟"

ارمان نے نظریں جھکالی...

"میں نے دو سال تک تمھیں بہت ڈھونڈا پھر جب ہمت ہار گیا تو میں بیرون ملک چلا گیا... آٹھ سال بعد واپس آیا ہوں"

یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ کرن کا لہجہ سرد تھا

مجھے معاف کر دو کرن میں نے تمھارا بہت دل دکھایا ہے..."

میں تو چچی سے بھی معافی مانگنا چاہتا ہوں..."وہ گڑگڑا رہا تھا

کرن کو گمان ہوا...کیا یہ وہی ارمان ہے جو 10 سال پہلے بڑی حویلی کے لان میں اسے اس کی نظروں میں گرا کر اس کا وجود روندھ گیا تھا

"...میرا دل میرا ضمیر مجھے ۱۰ سال سے ملامت کر رہا ہے...مجھے 10 سال سے سکون کی رات نصیب نہیں ہوئی کرن"

میں نے تمھیں معاف کیا" اسے یوں تڑپتا دیکھ کر وہ یکدم بولی...حالانکہ وہ جانتی تھی کہ ذہنی اذیتوں کی کوئی معافی نہیں ہوتی لیکن"
...وہ اذیت سے اب باہر آچکی تھی

...وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی

...تو ہم کب جا رہے ؟" آنکھیں رگڑتا وہ بھی کھڑا ہوا تھا"

"...ہم نہیں آپ !اور آپ ابھی جا رہے"

"کیا تم نے مجھے دل سے معاف نہیں کیا؟"

"کر دیا"

تو پھر میرے ساتھ اپنے گھر کیوں نہیں جاؤ گی ؟

میرا گھر یہی ہے

کرن تمھارا اصل گھر تو میرا گھر ہے نا

کرن کو اس کے بلاوجہ بے خبری سے کوفت ہوئی

دیکھو مجھے تم سے مزید کوئی بحث نہیں کرنی اور نہ ہی مجھے تمھاری بلاوجہ کی تمہید میں کوئی دلچسپی ہے...ہمارا رشتہ اب ختم ہو چکا ہے"
"تم نے مجھے چھوڑا اور میں نے تمھیں معاف کر دیا...میرا تمھارا حساب تمام...اب تم جا سکتے ہو....

"کس نے کیا رشتہ ختم؟"

آہ" کرن نے غصے سے پاؤں زمین پر مارا اور بڑبڑاتی کمرے میں چلی گئی... اور الماری میں پڑے اپنے شولڈر بیگ سے کچھ ڈھونڈنے" لگی...

یہ رہا اک بے نام رشتے کے ٹوٹنے کا ثبوت" کرن نے لفافہ اس کے سامنے بڑھایا"

یہ پکڑو! اور خدا کا واسطہ ہے مجھے اور میری بچی کو جینے دو" کرن اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی"

طلاق نامہ "لفافے میں موجود کاغذ کو کھولتے ہی سب سے اوپر بڑے الفاظ میں لکھا تھا... جس کو دیکھ کر ارمان کے اوسان خطا" ہو گئے...

کاغذ کے آخر پر ارمان کے دستخط اس چیز کے گواہ تھے کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہی

!... جھوٹ ہے "یہ.... یہ... میں نے نہیں کیا... کرن یہ جھوٹ ہے"

میں شادی کر رہا ہوں اور تمھیں بچے کی پیدائش کے بعد طلاق کے کاغذات مل جائیں گے... اس پیپر پر موجود تاریخ تمھاری اس" پیپر کی سچائی صاف ظاہر کر رہے ہیں" وہ بھڑک اٹھی

... طلاق نامہ پر شمع کی پیدائش سے دو ماہ بعد کی تاریخ تھی

"کرن میں نے کوئی شادی نہیں کی... میرا یقین کرو یہ جھوٹ ہے"

"مجھے مزید تم سے کوئی بات نہیں کرنی اور نہ ہی تمھاری کوئی جھوٹی صفائی سننی ہے... بس تم جاؤ یہاں سے"

کرن...." اُس نے بے بس سا اس کا نام پکارا"

... جاؤ... اس سے پہلے شمع اُٹھے... چلے جاؤ یہاں سے

... اچھا میں چلا جاؤں گا... مجھے ایک بار اپنی بیٹی سے ملنے دو مجھے میری شمع سے ملا دو.... کرن پلیز

... وہ صرف میری بیٹی ہے.... تم اسے بیٹی کہنے کا حق خود چھین چکے ہو

جاؤ چلے جاؤ.... اور... دوبارہ مت آنا..." کرن نے دروازے کی طرف انگلی کرتے ہوئے بازو پھیلایا"

وہ کچھ دیر یونہی کھڑا اسے لاچار سا دیکھتا رہا پھر اگلے لمحے طلاق کے کاغذات پکڑے لاونج سے باہر چلا گیا...وہ باہر گیٹ کے پاس دوبارہ رکا... پیچھے مڑا.. کرن وہی بے حس کھڑی تھی

اسے اب ارمان کے معاملے میں بے حس ہونا تھا کیونکہ وہ اب خوش رہنا چاہتی تھی

...کچھ دیر بعد جب ارمان چلا گیا تو کرن اپنے کمرے میں آئی...وہ اردگرد سے بے خبر کافی دیر ساکت صوفے پر بیٹھی رہی

یہ لو پانی "گلاس اس کے ہاتھ میں تھمایا جس پر وہ چونکی"

... کیا تھکتی نہیں ہو ہر کسی سے لڑتے لڑتے ؟؟" شمع بنا جواب سنے باتھ روم میں چلی گئی"

... کرن ہاتھ میں گلاس تھامے حواس باختہ اسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی

یہ کب اُٹھی ؟

*******************

آمنہ نے فٹ بال کو ٹھوکر لگائی جو کہ شمع کے سر پر لگی تھی اور جھٹکے سے اس کی عینک نیچے گر گئی...

یار تمھیں چین نہیں ہے ؟ کرن نیچے سے عینک اُٹھاتے ہوئے بولی

ہاں تو تمھیں کسی نے کہا ہے کہ پچ گراونڈ میں آ کر بیٹھو

"میرے خیال سے یہ بینچ گراونڈ کے سائیڈ پر پڑا ہے جہاں میں براجمان ہوں "اب وہ بے زاری سے بولی تھی

کیا ہوا ہے میری دوست کو... تپی ہوئی کیوں ہو؟ آمنہ نے اس کے گال کھینچتے ہوئے برابر میں بیٹھ گئی...

کچھ نہیں ہوا...میں تو کوئی نہیں تپی ہوئی

اچھا بتاؤ نہ کیا ہوا ہے؟؟

کچھ نہیں یار کیا ہونا ہے مجھے...

میں نے ویسے جان بوجھ کر تم پر بال پھینکی تھی...مجھے تم گم سم لگی تھی...

ہونہہ "اس نے گھور کر آنکھیں موڑ لی

ویسے ایک بات پوچھوں شمع...؟

ہاں پوچھو

6ماہ ہو گئے ہمیں کالج ساتھ پڑھتے ہوئے...کیوں؟

ہاں شاید....تو؟

جتنا میں تمھیں جانتی ہوں تمھیں کوئی پریشانی نہیں ہے...مطلب تمھارے گھر میں....

ہونہہ...وہ سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی..

مطلب ظاہری طور پر...میری بات سمجھ رہی ہو نا؟

ہاں...ہاں.... آگے تو بولو؟

تم اداس کیوں رہتی ہو؟

"میں؟"شمع کچھ لمحے خاموشی کے وقفے کے بعد زوردار ہنسی تھی...

ہاں تم ہی...ابھی بھی دیکھو...نا جانے تم کن سوچوں میں گم بیٹھی تھی...جو بال کے آنے کا پتہ بھی نہیں چلا تمھیں"

کیونکہ مجھ پر بال اچانک ارادی طور پر پھینکا گیا تھا...اب مجھے الہام تو ہونے سے رہے....

اچھانا...بتاؤنا کچھ ہوا ہے اداس کیوں رہتی ہو؟ آمنہ بضد ہوئی

سیونگ موڈ پر ہوتی ہوں... تاکہ گھر جاکر کھل کے ہنس سکوں...اس نے پھر قہقہ لگایا

مطلب؟

"کہا تو ہے کچھ نہیں"

"یار ایک ہی دوست ہوں میں تمھاری... مجھ پر تو کھل جایا کرو....یا یقین نہیں ہے مجھ پر" آمنہ نے خفگی سے منہ موڑا

ارے نہیں... تم پر ہی تو یقین ہے... کیسی باتیں کرتی ہو...مجھے سچ میں کچھ نہیں ہوا.. تمھیں ویسے وہم ہو رہا... شمع نے اسے مطمئین کرنے کی پوری کوشش کی

ہاں ویسے میں بھی کتنی پاگل ہوں... تمھیں بھلا کیا مسئلہ ہو سکتا ہے...امیر بندی ہو تم بھئی... گاڑیوں میں آتی جاتی ہو... مسئلے تو ہم جیسوں کو ہوتے ہیں...مڈل کلاس لوگ تھرڈ کلاس مسئلے...

کیا...پھر نانو سے لڑائی ہوئی ہے"

نہیں یار مجھے سمجھ نہیں آتی نانو کو مسئلہ کیا ہے میرے ساتھ.... آمنہ کو بس بہانہ چاہیے ہوتا ہے اپنی دکھ بھری کہانی سنانے کا...سو وہ شمع دے چکی تھی

اب تم ہی بتاؤ جب مجھے پتہ ہے کہ میں نے ہی یونیفارم دھونا ہے تو شام کو دھوں یا رات کو دھوں...یا دھوں ہی نا... کسی کو کیا فرق ہے؟؟ لیکن نہیں....میری ہر اتوار کی صبح یوں ہی منحوس کرنا فرض ہے نانو پر... صبح صبح ڈانٹنا شروع کر دیتی ہیں...اور پھر اس منحوسیت کا اثر سوموار کی شام تک تو رہتا ہی ہے....وہ غصے سے بینچ پر بیٹھی بال زمین پر مارتے ہوئے بول رہی تھی

"تو تم دھو لیا کرو ٹائم سے... تم نانو کو ڈانٹنے کا موقع ہی کیوں دیتی ہو"

"یار تم نہیں سمجھو گی نا...بندے کا موڈ نہیں بھی ہو تا کام کرنے کا"

ہونہہ...6 ماہ سے وہ آمنہ کا یہ راگ ہزار دفعہ سنا چکی تھی جو کہ اُسے ابھی بھی سننا ہی تھا سو وہ بنا مزاحمت سر ہلا رہی تھی...

کاش ابا اتنے امیر ہوتے... کہ مجھے پڑھا سکتے...یا کاش ہمارا گھر بھی شہر میں ہوتا... تو مجھے یوں نانو اور ممانی کے آسرے پر نہ رہنا پڑتا اور میرے شب و روز بھی چین سے گزرتے...

ہائے!! آمنہ نے مصنوعی اور ازلی آہ بھری

اللہ کرے تم لوگ امیر ہو جاؤ اور پھر تم دفع ہو جاؤ اپنے گھر... اور میرے کانوں کو بھی سکھ کی داستان نصیب ہو...

شمع نے اسے چڑایا

تمہیں سنتے ہوئے کتنی تکلیف ہوتی ہے تو سوچو مجھ پر تو بیتتی ہے... آمنہ جتا رہی تھی

"جی جی... میں دعا کروں گی کہ تمہارا یونیفارم غیبی امداد سے دھل جایا کرے تا کہ تمہاری زندگانی کو تکلیفوں میں کمی واقع ہو... آمین "وہ آمنہ کے لیے دعائے خیر کرتے ہوئے منہ بھینچے ہنسی تھی...

ہاں ہاں اڑالو مذاق... تم بھی مذاق اُڑالو... تمہارا بنتا ہے بھئی... آفٹر آل.... خوش قسمتی سے امیر باپ کی اکلوتی اولاد ہو... وہ کندھے اچکاتی منہ کے زاویے بناتی اُٹھی بال کو ٹھوکر مارتے دور چلی گئی...

خوش قسمت....! شمع کو نہ جانے کیوں اس حرف پر حیرت سی ہوئی

ہر چیز کا ایک ہی معیار ہوتا ہے.... ہیں نا؟ پھر خوش قسمتی کا معیار؟

ہر انسان کے نقطہ نظر سے خوش قسمتی کا معیار مختلف ہوتا ہے... وہ اپنے وجود کی محرومیوں کو جب دوسرے انسان میں دیکھتا ہے تو اس کی محرومیاں جانے بغیر اس کو خوش قسمت تصور کرنے لگتا ہے...

گھنٹی بجی...

ہاتھ میں چشمہ پکڑے شمع ابھی بھی بینچ پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھی تھی



Urdu Novels Ghar

او چشمش... چشمہ پہنو اور چلیں.... کلاس کا ٹائم ہو گیا

آپ کے دھندلے سپنوں کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے.... آمنہ نے اس کو جھٹکا دے کر اُٹھایا تھا...

*******************

راشد, ثریا اور کرن شام کی چائے کے لیے میز پر بیٹھے ہوئے تھے... ثریا با معمول ساتھ ساتھ سبزی بنا رہی تھی کرن کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی اور راشد صاحب اخبار کے صفحے بے دلی سے اِدھر اُدھر کر رہے تھے

..اوہاں مجھے یاد آیا.. الطاف کا فون آیا تھا" وہ اخبار کو تہہ کرتے ہوئے بولے تھے "

...الطاف بھائی؟؟؟ آپ کے بھائی

چچا الطاف؟؟؟؟

کرن اور ثریا کو یک وقت حیرانی ہوئی تھی۔

ارے ہاں میرا ہی بھائی... اس میں حیرانگی کی کیا بات؟

ہاہاہا... حیرانی تو نہیں البتہ پریشانی کی بات ضرور ہے" نیم سی آواز میں کرن ہنستے ہنستے بولی

.. نہیں نہیں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے... ہاں میرا بھائی زرا کم ربط ہے لیکن رشتے بھولتا نہیں ہے

بتا رہا تھا کہ وہ دونوں بیٹوں کی شادیوں کے فرض ادا کر چکا ہے... ایک بیٹی رہ گئی ہے بس

ہمم... کوئی ردعمل نہیں آیا

.. کہہ رہا تھا کہ بیٹی کی شادی کے بعد گاؤں شفٹ ہو جائے گا

ہو نہہ ؟

گاؤں ؟؟ کیا غازی آباد ؟؟ ثریا بیگم کو پھر سے خاصی حیرانی ہوئی تھی

ہاں بھئی ...غازی آباد ہی ... ثریا کی دوبارہ یوں حیرانگی پر راشد صاحب دانت پیستے ہوئے بولے

... کہہ رہا تھا کہ باقی کی زندگی سکون سے گزارنا چاہتا ہے ..بہت کرلی شہر کی نوکریاں

کیا صاعقہ چچی کا بھی یہی ارادہ ہے ... کرن کتاب سے نظریں ہٹائی اور سیدھی ہوئی

رکو ... میں کہہ رہی ہوں ... شمع رک جاؤ

نہ رکی تو کیا کرلو گی ؟؟ شمع تیزی سے بھاگتے ہوئے راشد صاحب کی کرسی کی طرف بھاگی

ارے ارے کیا ہو گیا ...راشد صاحب نے بازو پیچھے کی طرف موڑ کر شمع کا ہاتھ پکڑا ...اونچی پونی ٹیل کیے وہ معصوم سامنہ بنائے ڈرتی ہوئی آگے ہوئی

بابا آج آپ بیچ میں نہیں آئیں گے پلیز ...نور ہاتھ میں پینٹ برش پکڑے غصے سے بولی

... میں نے کچھ نہیں کیا بابا ... یہ مانو کی بچی ویسے ہی ہر وقت مجھے اپنے خونخوار ناخن دیکھاتی رہتی ہے

... اچھا ادھر آؤ نور ... ادھر بیٹھو آرام سے بتاؤ کیا ہوا ہے ؟؟ راشد صاحب نے اسے اپنے بائیں طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا

بابا میں 5 سال بڑی ہوں اس سے ... بیٹھتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے

ارے تو بڑی ہو تو اس میں رونے کی کیا بات ہے ؟

بابا .... میں اس لیے نہیں رو رہی ...نور نے اپنے گال صاف کیے

... شمع منہ میں ہنسی دبائے دائیں جانب کرسی پر بیٹھ گئی

یہ مجھے بہت تنگ کرتی ہے ...بابا ... میں کمرے میں پینٹنگ کر رہی تھی اس نے میرے کینوس پر پانی چھینک دیا ... میری ساری پینٹنگ

... خراب ہو گئی بابا ... میں آج نہیں چھوڑوں گی ..وہ غرائی وہ شمع کو مارنے کے لیے اٹھی تو راشد صاحب نے جھٹکے سے اسے پھر بیٹھا لیا

میں ہوں نہ یہاں...میں ابھی اس کا دماغ سیٹ کر لیتا ہوں کیوں شمع؟؟ یہ کہتے ہوئے وہ شمع کی طرف مڑے تو یکدم شمع نے انھیں دیکھتے ہی قہقہ لگایا جس پر راشد صاحب کی بھی ہنسی چھوٹ گئی..

...دیکھا آپ نے کچھ نہیں کہنا اسے...نور منہ بسور کر دوسری جانب دیکھنے لگی

...اچھا بھئی

...چلو شمع وہ سامنے ڈسٹ بن کے پاس جاؤ

...میں؟؟ شمع نے معصومیت سے پوچھا

...ہاں...ہاں...تم ہی... شمع تمھارا ہی نام ہے نہ

نہیں مجھے سب بلبل کہتے ہیں... شمع ڈھٹائی سے آنکھیں بے ترتیب جھپکتے ہوئے بولی

جاؤ شاباش "وہ سنجیدہ انداز میں بازو سیدھا کرتے ہوئے بولے "

لیکن بابا؟؟

....جاؤ...جب دوبارہ قدرے سخت لہجے میں بولے تو شمع اُٹھ کر ڈسٹ بن کے پاس چلی گئی

جی بتائیں اب کیا حکم ہے چوہدری صاحب؟؟

...وہ ڈسٹ بن کے پاس کھڑی ایک بازو پیچھے کمر پر باندھے سر کو ہلکا سا جھکاتے ہوئے بولی

..کرن اور ثریا خاموش سارا واقعہ دیکھتے ہوئے اچانک لفظ "چوہدری صاحب" پر ہونٹ بھینچے مسکرائی تھی

...چلو اب دونوں بازو اوپر اٹھاؤ اور ایک ٹانگ پر کھڑی ہو جاؤ

...کیا ایک ٹانگ پر؟؟ شمع نے تصدیق کی

...جی ہاں...ایک ٹانگ پر ہی

اور بابا اس کو کہیں کہ جب تک ایک ٹانگ پر کھڑی ہو کر ساتھ ساتھ "آئی ایم سوری باجی نور دوبارہ ایسا نہیں ہو گا" یہ الفاظ بھی دہرائے تب معافی ملے گی... نور نے بڑے ذوق سے شمع کی سزا کے قواعد بتائے

...تم چپ رہو مانو بلی

باجی... باجی کہلوانے کا اتنا شوق ہے تو بچوں کو ٹیوشن دیا کرو.... باجی کے لقب کے ساتھ چار پیسے بھی آ جائیں گے... شمع نے قہقہہ لگایا

خاموشی سے کھڑی ہو جاؤ جیسا بابا نے کہا ہے... اب کی بار کرن بولی تھی

لیں جی... ٹیچر جی بھی مانو کی طرفدار نکلی.... ہم سے تو کوئی پیار ہی نہیں کرتا... یہ کہتے ہوئے شمع دونوں بازو اوپر کیے بائیں ٹانگ اوپر اُٹھائے منہ بسورے ہلکا سے گنگنانے لگی...

...بہت لمبی زبان ہے اس لڑکی کی "ثریا بیگم کہتے ہوئے پھر سے سبزی کاٹنے میں مصروف ہو گئی"

اچھا تو میں کہہ رہا تھا کہ الطاف کا فون آیا تھا... اصل بات تو بتانا یاد ہی نہیں رہی... کہ ارحمہ کی شادی ہے... اور اس نے بہت اسرار کیا ہے کہ ہم سب ضرور شرکت کریں...

تو آپ نے کیا کہا؟؟ سبزی کاٹتے یکدم ثریا بیگم کرن کی طرف دیکھتے ہوئے بولی... کرن بھی آنکھیں پھاڑے راشد صاحب کو سوالیہ انداز میں دیکھ رہی تھی

کیا کہنا تھا...؟؟ وہ اتنا اسرار کر رہا تھا... میرا ایک ہی بھائی حیات ہے اب ثریا بیگم... اس کے گھر کی خوشی ہے... اس کی بیٹی کی شادی ہے میں کیسے منع کر سکتا تھا....

ارے واہ کیا کسی کی شادی ہے؟ ڈسٹ بن کے پاس سے باقاعدہ جھلانگیں لگاتی شمع راشد صاحب سے تقریباً ٹکراتے ہوئے بولی

ہاں.... وہ بھی مثبت رویے سے شمع کی طرف پلٹے

کیا میں اُسے جانتی ہوں؟ اس نے اگلا سوال سامنے رکھا

...نہیں...میرے بھائی کی بیٹی کی شادی ہے... گاؤں...غازی آباد یاد ہے تمھیں جب ہم گئے تھے...جب تم 10 سال کی تھی شاید

...وہ اندازِ اُسے یاد کروا رہے تھے

...وہ جس گھر جو کسی پرانے قلعے جیسا تھا...ہاں ہاں یاد آیا وہ جہاں بس ایک ہی جھولا تھا...وہ یہ کہتے ہوئے کرسی پر براجمان ہو گئی

بابا...یہ دیکھیں زرا...اس کو.... کتنی چالاکی سے آ کر بیٹھ گئی ہے... چلو بی بی جاؤ جا کر ایک ٹانگ پر کھڑی ہوا بھی تمھیں معافی نہیں ملی... چلو اُٹھو....,نور اسے بازو سے پکڑے کرسی سے اٹھا رہی تھی

شمع نے اپنے بازو کے گرد نور کے ہاتھوں کے حصار کو گھورا... پھر باری باری راشد صاحب، کرن اور ثریا کی طرف نظر دہرائی

اچھا میرا بازو چھوڑو... شمع نے اپنا آپ آزاد کروانا چاہا

... نہیں تم بھاگ جاؤ گی

لڑکیو!!!ثریا بیگم نے دونوں کو آنکھیں دیکھائی

نور نے اپنے ہاتھ کی گرفت ابھی ڈھیلی ہی کی تھی کہ اگلے لمحے شمع نے میز پر پڑا پانی کا گلاس نور کے منہ پر انڈھیلا اور کھلکھلاتی ہوئی لاونج کی طرف بھاگی....

...میں تمھارا چشمہ توڑ دوں گی.... چشمش... تم بس بچو اب مجھ سے... نور پیچھے چینختی ہوئی کمرے میں چلی گئی

ہاہاہا...راشد صاحب ساری کاروائی سے محظوظ ہو رہے تھے

بس آپ کی ہی ڈھیل نے اس لڑکی کو اتنا بگاڑ رکھا ہے جو ہر دم ادھم مچائے رکھتی ہے یہ....ثریا بیگم تلملائی

ارے خدا اسے ایسے ہی ہنستا کھیلتا رکھے... میری جان بستی ہے اس میں... میری بلبل...راشد صاحب پر ثریا کی کسی تنقید کا اثر نہیں ہوا تھا...

بابا... کیا آپ نے واقعی شادی میں شرکت کے لیے خامی بھر لی ہے... کرن ابھی بھی اسی کشمکش میں تھی

...ہاں

...لیکن میں نہیں جاؤں گی

وجہ؟

جانتے ہیں آپ...کرن کا جواب صاف تھا

سال ہو گئے...بس کر دو بیٹا...اور ویسے بھی ارمان بیرون ملک ہوتا ہے اور صفری بھابھی کی صحت ان کو گھر سے نکلنے کی اجازت 17 نہیں دیتی...

...ان سے کوئی ڈر نہیں مجھے

تو پھر؟ کس سے چھپتی ہو؟

...مجھے دوبارہ انہی لوگوں کا سامنا نہیں کرنا

کیا قبول نہیں کی ابھی تک حقیقت تم نے...راشد صاحب کا لہجہ سخت ہوا

بہت دیر ہو گئی قبول کیے...کرن نظریں جھکائے معقول انداز میں بولی

...تو؟ جب حقیقت قبول کر لی...تو سامنا کرنا مشکل کیوں ہو گیا ہوا تمھارا لیے

...میں نہیں جانتی

...مگر تم یہ جان لو بیٹا...کہ اب میں اپنے آبائی گھر اور اپنے خاندان سے مزید دور نہیں رہ سکتا

لیکن...ثریا بیگم نے کرن کو خاموش دیکھ کر مزاحمت کی کوشش کی

لیکن ویکن کچھ نہیں...راشد صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے

...ہم کچھ دنوں میں غازی آباد جا رہے ہیں....اور ہم سے مراد گھر کے سارے افراد ہیں...تم لوگ یہ سمجھ لو

خاموشی

*******************

...آج شمع کا آخری پیپر تھا وہ سکول کے گیٹ کے قریب بینچ پر بیٹھی کرن کا انتظار کر رہی تھی

ارے! تم گئی نہیں ابھی تک "کنٹین سے نکلتی ہوئی آمنہ نے اُسے دیکھتے ہی یک دم کہا"

گئی تو تم بھی نہیں "وہ نرمی سے بولی"

...میں تو لیٹ ہی جاتی ہوں... تمہیں بتایا تو تھا چاکلیٹ بوائے لیٹ آتا ہے "وہ چپس کا پیکٹ کھولتے ہوئے اس کے برابر آکر بیٹھ گئی"

کون چاکلیٹ؟؟؟

ارے وہ میرے رکشے والا

!تمھاری بھی چھچھوری حرکتیں....اف توبہ

چلو!!اس میں چھچھورا کیا تھا؟

رکشے والے کو تو چھوڑ دو... شمع نے بھنویں اچکائے

ارے... ارے... تم غلط سمجھ رہی ہو... چاکلیٹ بوائے اس لیے کہ وہ نہ ذرا.... ذرا نہیں تھوڑا سا زیادہ کالا ہے... اور گھولو سا بھی ہے تو مجھے... چاکلیٹ سا لگتا... زور دار قہقہ

...شمع نے اس کی بات پر زیادہ دھیان نہیں دیا تھا... وہ مسلسل گیٹ کی طرف دیکھ رہی تھی

فون کر لو.... چلیں ریسیپشن پہ؟" آمنہ نے اسے بے چین دیکھتے ہوئے مشورہ دیا"

...نہیں...کرن لینے آئے گی...ڈرائیور تو بابا ساتھ گاؤں گیا ہوا

اچھا...تو تم بھی چلی جاؤ گی آج گاؤں؟

...ہاں

کتنے دن کے لیے؟؟

،تقریباً ایک ہفتہ لگ جائے گا

...ایک ہفتہ...یعنی سات دن... آمنہ نے الفاظ کو بے ضرورت کھینچا

ہاں بھئی...شادی ہے تو اتنے دن تو لگ ہی جائیں گے... شمع نے اپنی بات پر تائید کی

یار... کمبخت کالج والوں نے دسمبر ٹیسٹ کے بعد چھٹیاں بھی نہیں دی...تم بھی ایک ہفتہ نہیں آؤ گی میں تو اکیلی بور ہو جاؤں گی"
...تم مت جاؤ نہ..." چپس سائیڈ پر رکھ کر اس نے لاڈ سے شمع کو اپنے بازوؤں میں گھیرا تھا.....

"نہیں یار کرن کی آخری کزن کی شادی ہے....جانا تو پڑے گا نہ"

تو؟ کرن کی کزن ہے نہ تم کیوں جاری ہو؟

میری ماں سب جا رہے ہیں میں کہاں رہوں..؟

میرے پاس آ جاؤ تم...ہیں...کیسا!؟

...نہیں جی...مجھے تمھاری نانو کی ڈانٹ نہیں سننی" شمع نے قہقہ لگایا تو آمنہ چڑی اور اپنے بازو اس سے ہٹائے"

ہونہہ...

اچھا اب منہ مت بنالینا...اور بھی ناقابلِ قبول لگتی ہو

صحیح...ہم تو ہیں ہی غریب... تم امیر زادی کے لیے تو کسی صورت قابلِ قبول نہیں..."وہ منہ بسورے چپس کا پیکٹ دوبارہ پکڑ کا"
کھانے لگی

پاگل! تم خود کو ہر وقت نیچا کیوں دیکھاتی ہو میرے سامنے... شمع ناک سے چشمہ اوپر کرتے ہوئے بولی

...کرواتی ہو (feel) میں نیچا نہیں دیکھاتی تم مجھے یہ فیل

دل میں جس شے کا خوف ہو نہ... ہم ارد گرد کا ماحول سے اسی خوف کا ابھار محسوس کرتے ہیں... حالانکہ حقیقت اس کے بر عکس "...ہوتی ہے"

اتنی سی ہو تم... اور باتیں دیکھو" انگلی اور انگوٹھے کو قریب کرتے ہوئے آمنہ نے اسے مماثلت بتائی

شمع نا چاہتے ہوئے بھی مسکرائی

...ویسے تم نے کبھی بتایا نہیں... کرن کیا لگتی ہے تمھاری؟ آمنہ کے اس سوال سے شمع چونکی

...وہ... کرن... وہ اٹکتے ہوئے آخر رک گئی

ہاں... ہاں کرن.. کیا لگتی تمھاری...؟؟

میری ماں...." وہ بے ساختہ بولی"

کیا؟؟؟ آمنہ کو خاصی حیرانی ہوئی

...ہاں یہ سچ ہے... شمع یہ کہتے ہوئے اُٹھی اور دروازے سے باہر چلی گئی

یہ مزاق نہیں تھا شمع کے رویے سے پتہ چل گیا تھا لیکن یہ سن کر آمنہ کو بہت بڑا شاک لگا

..کچھ دیر بعد وہ لوٹی... تو ابھی تک آمنہ حیرانی سے وہی بیٹھی اُسے ہی دیکھ رہی تھی

یار نہیں... مطلب... اچھا میں نے مان لیا کہ وہ تمھاری ماں ہے تو تم اسے کرن کیوں کہتی ہو؟ آمنہ نے مزید صفائی چاہی

کیونکہ... اُس نے کبھی کہا ہی نہیں کہ میں اسے ماں کہوں... یا شاید وہ چاہتی ہی نہیں کہ میں اس کو اپنی ماں سمجھوں... یا وہ مجھے بیٹی "تسلیم ہی نہیں کرتی... پتہ نہیں"

...یہ کیسے ہو سکتا؟ آمنہ بے یقینی کی حالت میں شمع کو ٹک کر دیکھ رہی تھی

"...کیوں اس بات میں ایسا کیا ہے جو نہیں ہو سکتا"

تم...ادھر منہ کرو زرا... آمنہ نے اسے کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف رخ موڑا

اتنے آرام سے یہ کیسے بات کر سکتی ہو...؟

اچھا کیا اس نے تمھیں خود بتایا کہ وہ تمھاری ماں ہے؟؟ اور جو تمھاری اماں ہیں وہ پھر کون ہیں نانی ہیں یا... آمنہ کا سوال ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ شمع بول پڑی

...نانی ہیں وہ میری...مجھے کبھی کسی نے نہیں بتایا کہ وہ کرن میری ماں ہے... میں نے خود سنا تھا

کسی سے؟

....اپنے باپ کے منہ سے

...یعنی...اچھا جو کرن کو طلاق ہوئی ہے...اچھا...وہ تمھارے بابا ہیں...!! آمنہ معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی

...ہمم... شمع نے رخ موڑا اور پھر سے دروازے پر نظریں ٹکالی

...پوری بات تو بتاؤ یار....یہ کیا مطلب

سال پہلے میرا باپ آیا تھا...وہ کرن سے بات کر رہا تھا... میں اور مانو سو رہے تھے اچانک جب بات کرتے ہوئے ان کی آوازیں بلند 7 ...ہوئی تو میری آنکھ کھل گئی...اس دن مجھے اپنی ذات,...وہ کہتے ہوئے اچانک رک گئی

..آگے؟؟ کیا....؟ آمنہ نے ایک آنسو آنکھ سے نکلتا ہوا اس کی گال پر چمکتا دیکھا تو رک گئی

..اچھا آئی ایم سوری... آمنہ نے آگے بڑھ کا اس کا ہاتھ نرمی سے تھاما

جانتی ہو...تم مجھے بہت خوش نصیب لگتی ہو.... تمھارے پاس تمھاری ماں ہے بابا ہیں بہن بھائی ہیں...وہ تمھیں اپنا مانتے ہیں...تمھارا ...ہر رشتہ اپنی حثیت میں قائم ہے

ایسی بات نہیں ہے یار... تمھیں بھی تو اماں بابا کتنا پیار کرتے ہیں...اور کرن بھی تو....تم ایسا کیوں سوچ رہی ہو؟؟

ہاں سب پیار کرتے ہیں مجھ سے..میں جانتی ہوں... لیکن یار...وہ مجھے سچ بتا بھی تو سکتے تھے... کیوں چھپایا؟

تم ہی تو مجھے کہتی تھی کہ محبت معنی رکھتی ہے... چیزیں نہیں پھر؟ سب تمھیں پیار کرتے ہیں کیا فرق پڑتا ہے... کہ تم پر تمھارے رشتے عیاں بھی ہو یا نہیں آمنہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے کیسے سمجھائے

جیسے انسان کی نام کے بغیر کوئی انفرادیت نہیں.... ویسے بھی ہر رشتہ ہر تعلق بھی شاید نام کا محتاج ہے... شمع نے اس کی کوشش کو ناکام کر دیا

....بالکل بھی نہیں

ایسا ہی ہے..." شمع بینچ سے اٹھی اور بیگ پہننے لگی"

...گارڈ انکل نے اس کا نام پکارا تھا

...لیکن....میری بات.... سنو آمنہ نے کچھ کہنا چاہا... مگر خدا حافظ کہہ کر شمع تیز تیز چلتی گیٹ کی طرف چلی گئی

شاید وہ اس لیے ہی گم سم رہتی ہے لیکن... ویسے عجیب بات ہے...اس کا باپ...اس نے کیوں چھوڑا؟ اور کرن نے ملنے کیوں نہیں دیا... لیکن شمع... آمنہ کے ذہن میں ہزار سوال آرہے تھے

خیر جب آئے گی تو پوچھوں گی..."کندھے اچکاتی وہ لان کی طرف چلی گئی"

********************

...کرن اور شمع گھر پہنچی..انھیں صرف کپڑے تبدیل کرکے غازی پور کی طرف ہی نکلنا تھا...باقی سارا سامان ثریا بیگم لے گئی تھی

...شمع نے جلدی سے کپڑے تبدیل کیے

...آج رات کو مہندی کی تقریب تھی

کرن زبردستی راشد صاحب کے کہنے پر جاری تھی...چونکہ ابھی راشد صاحب یہاں موجود نہ تھے...اس لیے اس کا ارادہ تھا کہ جتنی دیر سے جایا جائے اتنا اچھا ہے... لیکن راشد صاحب کی نواسی نے جلدی جانے کی رٹ لگا رکھی تھی... جس کی وجہ سے کرن کو مجبوراً جلدی جانا پڑا...

شہر سے غازی آباد کا سفر تقریباً دو گھنٹے کا تھا....

سفر معمول کے مطابق شمع نے سو کر اور کرن نے گاڑی ڈرائیو کر کے گزارا...

چھوٹی حویلی پہنچتے ہی شمع گاڑی سے اُتر کر بھاگتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور نور سے ایسے ملی جیسے بچھڑے ہوئے کئی برس بیتے ہوں حالانکہ وہ دو دن پہلے ہی چھوٹی حویلی آئی تھی...

شادی میں شرکت کے لیے شمع اور نور دونوں ہی بہت پرجوش تھی...غالباً یہ ان کی کسی قریبی رشتے دار کی پہلی شادی میں شرکت تھی...

الطاف صاحب کا گھر چونکہ زیر تعمیر تھا تو مہندی کی تقریب کا سارا انتظام چھوٹی حویلی میں کیا گیا...

شام ہوتے ہی لوگوں کی آمد شروع ہو گئی... سفید اور پیلے گلابوں سے سجا اسٹیج سب کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا تھا... تازہ پھولوں اور لائٹوں سے چھوٹی حویلی کا کونہ کونہ سجا ہوا تھا.... سب مہمانوں کے بیچ نور اور شمع ایسے گھلی ملی تھی کہ کرن اور ثریا بیگم کو یقین نہیں آرہا تھا کہ ان کا خاندان سے یہ پہلا تعارف تھا...

دلہن کو اسٹیج پر بٹھایا گیا اور رسمیں شروع ہوئی.... کرن رشتہ داروں سے ملنے میں مصروف تھی اسٹیج کو دیکھتے ہی اسے بہت سے پرانے منظر یاد آئے...

اپنی آنکھوں میں قمر جھانک کر کیسے دیکھوں"

مجھ سے دیکھے ہوئے منظر نہیں دیکھے جاتے"(خلیل الرحمان قمر

...اسٹیج پر جب کرن مہندی کی رسم ادا کرنے گئی تو دلہن کے ہاتھوں پر مہندی لگاتے ہوئے اُسے آواز آئی

"...یہ تو وہی ہے نہ راشد صاحب کی بیٹی"

"اچھا وہ جس کو شادی کے ایک سال بعد ہی طلاق ہو گئی تھی.. مجید صاحب کی اکلوتی بہو

"ارے بہن کیا فائدہ اکلوتے پن کا.. جب چاندی دو دن کی ہو

دو محلے کی عورتیں آپس میں باتیں کر رہی تھی

کرن کا دل تو چاہا کہ ان کا منہ توڑے لیکن وہ کسی کی خوشی میں ہوں تماشہ لگانا نہیں چاہتی تھی... سو وہ اُٹھی اور خاموشی سے ...اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

...فنکشن رات گئے تک چلتا رہا

مجھے تو یقین نہیں آرہا تھا بابا یہ وہی قلعہ ہے.. بہت پیاری سجاوٹ کروائی تھی الطاف چاچا نے..." شمع ہاتھ میں سینڈل پکڑے دھڑم ..سے راشد صاحب کے برابر صوفے پر آکر بیٹھ گئی

"مزا آیا نہ؟؟"

...جی بابا...بہت مزا آیا

...ہر کسی کو تنگ بھی کیا اس نے...بچوں کی طرح مہندی کے تھال پکڑے...ادھر ادھر گھوم رہی تھی...اور اس نے پتہ کیا کیا بابا ...نور کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی

ہاں جی... تمھاری طرح تو نہیں...بابا یہ سارے فنکشن وہ سرخ بالوں والی آنٹی کے پاس چپک کے بیٹھی رہی..میں نے اسے دو تین دفعہ بلایا لیکن یہ نہیں آئی...تو میں نے پھر بچوں کے ساتھ ہی کھیلنا تھا نہ...!! شمع کھڑی ہوئے ہاتھ کے اشاروں سے بڑے پرجوش لہجے میں بتا رہی تھی

میں کب بیٹھی تھی..وہ تو انھوں نے مجھے خود پاس بلایا تھا...وہ ہلکا سا شرمائی تھی



Urdu Novels Ghar

ہاں ہاں... انھوں نے" شمع نے لفظ دبائے"

"...ہاں تو؟ تمھیں کیا تم کیوں جل رہی ہو"

ہر بار کو طرح نور اور شمع راشد صاحب کو چغلیاں کم اور آپس میں بحث زیادہ کر رہی تھی... راشد صاحب دو طرفہ مکمل ٹاکرے کے جوابات سن کر محظوظ ہو رہے تھے

... بھئی میں کیوں جلنے لگی... میں بتا رہی ہوں بابا جس طرح وہ آنٹی اس پر واری جا رہی تھی... اور جواباً جیسے یہ مانو بلی شرما رہی تھی" جلد ہی اس کے ہاتھ پیلے کرنے کا خرچہ بھی. آپ پر آنے والا ہے" شمع جانتی تھی کہ یہ سننے کے بعد جوابی فائرنگ تھوڑی شدید ہو گئی اس لیے وہ یہ کہتے ہی بھاگتی ہاتھ روم میں چلی گئی....

تم نکلو باہر..."نور اس کے پیچھے باتھ روم کا دروازہ کھٹکھٹانے لگی"

"بابا"

ثریا بیگم نے باہر سے شور سنا تو اندر آئیں راشد صاحب کو یوں قہقہ لگاتے ہوئے دیکھ کر وہ سمجھ گئی

یہاں بھی ان لڑکیوں کو شرم نہیں... کیسے بچوں کی طرح لڑتی ہیں اور آپ.... آپ ان کو سمجھانے کو بجائے ہنس رہے ہیں... حد ہے ویسے" وہ تلملائی

اماں دیکھیں"نور التجائیہ انداز میں کچھ بتانے لگی تھی کہ ثریا بیگم بول پڑی"

...چپ... خبردار اب تم دونوں لڑی..."وہ انگلی اور آنکھیں دیکھاتی باہر نکل گئی۔"

*******************

بارات آچکی تھی..زیادہ لوگوں کے باعث انتظام حویلی سے باہر کھلے میدان میں کیا گیا تھا...



Urdu Novels Ghar

کرن سیڑھیاں چڑھتی اوپر آئی کمرے کا دروازہ کھولا...

ہلکے سبز کلر کا گھاگھرا پہنے شمع نے سائیڈ کی مانگ پر چپٹی سی چٹیا بنائے پیچھے کے سیاہ سلکی بال کھول رکھے تھے.... ایک کان میں جھمکا پہنے وہ ڈریسنگ ٹیبل پر دوسرا جھمکا ڈھونڈنے میں مصروف تھی... ہلکے سے میک اپ میں وہ نہایت ڈیسنٹ اور پیاری لگ رہی تھی... کرن کچھ دیر ساکت اسے قربان جانے والی نظروں سے دیکھتی رہی...

"ارے لڑکیو! تم لوگ ابھی تیار نہیں ہوئی بارات آگئی ہے اور تم کرن میں نے تمھیں انھیں لانے تو بولا تھا... تم بھی ان کے ساتھ آ کر کھڑی ہو گئی... جلدی کرو" ثریا بیگم معمول کے مطابق ہر کسی کو ایک سانس میں سب سنا کر نیچے چلی گئی...

کرن بھی کچھ دیر بعد نور اور شمع کو لیے شادی ہال میں پہنچی...

ہر طرف خوشی کا سماں تھا... راشد صاحب کی فیملی کرن شادی کے بعد پہلی خاندان کی شادی میں شریک ہوئے تھے...

مہندی کی رات کرن کی ملاقات جینا سے ہوئی تھی جینا چچا الطاف کی چھوٹی بہو بنی تھی... یہ سن کر کرن کو حیرانی ہوئی تھی... ان دونوں کے درمیاں سلام دعا کے علاوہ کوئی خاص بات نہ ہوئی...

جینا کو یوں سب کی جی حضوری کرتے دیکھ کر کرن کافی متاثر ہوئی تھی...

ایک بات عجیب لگی...اس نے مہندی پر مسرت پھپھو کو نہیں دیکھا تھا نہ ہی ان کی بیٹیوں کو اور نہ وہ اسے آج نظر آئی...اُس سے بھی حیرت کی بات یہ تھی کہ کسی نے ان کا ذکر بھی نہیں کیا تھا....وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ سامنے سے صاعقہ چچی آتی ہوئی نظر آئی ...

"اور کرن سناؤ...ماشاءاللہ تمھاری بیٹی بہت بڑی ہو گئی ہے..."وہ اس کے روبرو آکر رک گئی

"جی ماشاءاللہ "وہ ہلکا سا مسکرائی...

"اور کھانا کھالیا؟؟"

جی..جی...

"بس اللہ کا شکر ہے آج آخری فرض بھی ادا ہو گیا...الحمد اللہ "

"جی....شکر ہے اللہ کا..اللہ نصیب اچھے کرے آمین...!"کرن انگلیاں مسلتے ہوئے بولی

"ہاں جی..آمین..."

"وہ...چچی....پھپھو نظر نہیں آرہی...وہ...میں...میں کل بھی سوچ رہی تھی"وہ پوچھتے ہوئے نہ جانے کیوں کنفیوژ ہو رہی تھی

"کیوں تمھیں نہیں پتہ؟؟"صاعقہ کے انداز سے حیرانگی صاف ظاہر ہوئی

"کیا...نہیں پتہ؟؟"کرن کا تجسس بڑھا

"ارے...تم بھی نہ کرن...بے خبر ہی رہنا ساری زندگی... تبھی تو زندگی خراب کر دی تم نے اپنی"

یہ سن کر کرن نے شرمندگی سے رخ پھیر لیا..

ارے میرا یہ مطلب نہیں... تم بُرا نہیں ماننا پلیز... ادھر آؤ... چچی نے کرن کی کلائی پکڑی اور کونے میں پڑی کرسی کی طرف چل دی

"یہاں بیٹھو..." وہ یہ کہتے ہوئے برابر کی کرسی پر بیٹھ گئی.. صاعقہ چچی نے ابھی بھی کرن کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا

"میں زیادہ بات نہیں کروں گی... میں جانتی ہوں ثریا نے تمھیں کچھ نہیں بتایا ہو گا... کیونکہ اسے بھی جب پتہ چلا تھا تب بہت دیر ہو چکی تھی... اور جس قرب اور تکلیف میں تم اتنے سال رہی ہو... ثریا کی جگہ میں بھی ہوتی تو میں بھی اپنی بیٹی کے دوبارہ یوں پرانے زخم کھرچنے پر آمادہ نہ ہوتی"

صاعقہ چچی کی بات اسکے پلے نہیں پڑی تھی...

"مطلب؟ میں سمجھی نہیں"

"جب تمھارے لیے ارمان نے غصے میں طلاق کا لفظ استعمال کیا تھا... ہمیں پتہ چلا تھا کہ وہ ایک محض غلط فہمی تھی... اور اس کا ثبوت ہمیں تب ملا جب بھائی صاحب کی وفات کے بعد تم لوگ گاؤں سے جا چکے تھے... تقریباً کچھ ماہ بعد ہمیں پتہ چلا تھا... کہ ارمان سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیرون ملک چلا گیا ہے... ارمان کے جانے کے بعد صغری بھابھی کو ذہنی دباؤ کے باعث دماغی دورے پڑنے شروع ہو گئے تھے... ایک دن الطاف صاحب اور میں صغری بھابھی کی تیمارداری کو یہاں آئے تو پتہ چلا کہ سب کچھ کیا کرایا تمھاری پھپھو کا ہے... تم پر بدکرداری کے الزام سے لے کر تمھیں گھر سے نکلوانے تک ایک سوچی سمجھی سیاست لڑائی گئی تھی..

"چچی مجھے نہیں سننا کچھ بھی..." کرن ہاتھ جھڑواتے ہوئے کھڑی ہوئی

"کیوں؟؟ بعض اوقات سچ جاننا بہت ضروری ہوتا ہے..." صاعقہ چچی نے اسے جھٹکے سے پھر بٹھالیا

"چچی جب بات ہی ختم ہو چکی ہو تو میں سچ کا کیا کروں؟؟" وہ بے زاری سے بولی

"ختم نہیں ہوئی تھی.. تم پیچھے ہٹ گئی تھی... یوں دیکھو تباہ کر لی زندگی اپنی بھی اور اپنی اولاد کی بھی"

"بزدل مرد سے منسوب عورتیں اکثر تباہ ہو جاتی ہیں" وہ تباہی والی بات پر متفق ہوئی تھی

"اچھا چھوڑو... اللہ خوب جانتا ہے سب کی چالوں کو اور پھر ان چالوں کا جواب بھی اُس کے پاس خوب ہی ہوتا ہے.... جس دن عالیہ اور ارمان کا نکاح تھا... نہ جانے کیسے... سارا سچ ارمان پر افشاں ہو گیا... سنا تھا وہی جس نے تمھاری ماں کے بارے میں جھوٹی گواہی دی تھی اُسی کا ضمیر جاگا تھا... اب خدا جانے... بس جب اللہ سچ دیکھانا چاہے"

"لیکن ارمان کی شادی تو جینا سے ؟؟؟" کرن نے نہ چاہتے ہوئے بھی پوچھ لیا

ارے نہیں... بس جہاں مسرت بیگم کے پیر موجود ہوں وہ کہاں کسی اور کو کھڑا ہونے دیتی ہے... تمھارے جاتے ہی اس نے ارمان کو شیشے میں اتار لیا... اور جینا کو سائیڈ پر کر دیا... میں بھی تو اسی لیے الطاف صاحب کو ساتھ لے کر شہر جا بسی تھی... مجھے اس کی خصلت شادی کے پہلے سال ہی پتہ چل گئی تھی...

خیر پھر نکاح پر تمھاری پھپھو اور ان کی بیٹی انتظار کرتی رہی لیکن ارمان گھر نہ آیا... وہ ایک دو ہفتے بعد گھر آیا اور اپنا پاسپورٹ اور ضروری سامان لے کر چلا گیا.... صفری بیگم اسے واسطے دیتی رہ گئی لیکن وہ نہیں رکا" چچی صاعقہ کا ایک ایک لفظ اس کے کانوں سے ہوتا ہو دماغ کی نسیں پھاڑ رہا تھا

وہ بنا پلکیں جھپکے غصے سے فل فارم میں بولتی ہوئی صاعقہ چچی کو دیکھ رہی تھی...

ارے تمھاری ماں تو لحاظ میں ماری گئی ہے... بڑا ظرف ہے اس کا...

"آنٹی... سجاد بلا رہے ہیں... وہ اسٹیج پر ہیں" جینا بوکھلائی ہوئی بولی...

"اچھا تم جاؤ میں آتی ہوں" صاعقہ چچی نے لاپرواہی سے جواب دیا

جینا نے ایک نظر کرن پر ڈالی اور اسی پاؤں پر واپس چلی گئی

"اب تم سوچ رہی ہوگی میں نے اس کو اپنی بہو کیسے بنالیا..." بنا پوچھے وہ کرن کے سوال بھی خود ہی کر رہی تھی.. کرن تو بت بنے ساری باتیں قبول کرنے کی کوشش کر رہی تھی

"کچھ سال یہ بھی ارمان کے آسرے پر بیٹھی رہی... پھر جب اس کی کوئی خیر خبر نہ آئی اور عالیہ کی طلاق ہونے کے بعد اس کی ماں کو جب خاندان کے باہر کوئی رشتہ نہ ملا تو الطاف صاحب کی منت سماجت کرنے روز ہمارے گھر آجاتی تھی... پھر ہمیں بھابھی کے بھرم میں رشتہ قبول کرنا پڑا... اسی لیے تو نظریں نہیں ملتی اس کی... ورنہ اس کی زبان تو قابو میں نہیں تھی" وہ منہ چڑھاتے ہوئے بولی

"اچھا بیٹا خوش رہو... میں زرا سجاد کو دیکھ آؤں"

وہ کرن کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی وہ اگلے لمحے سارے بم پھوڑ پر جا چکی تھیں..

*******************

وہ کچھ دیر کرسی پر بیٹھے صاعقہ چچی کی باتوں اور اس کے متعلق پیدا ہونے والے سوالوں میں الجھی رہی...پھر انہیں فضول سمجھتے ہوئے وہ بے نیازی سے اُٹھی اور ہجوم کے بیچ شمع کو دیکھنے لگی

"کرن" کسی مردانہ آواز پر وہ چونکی...اس نے مڑ کر دیکھا

"کیسی ہو؟" وہ ارمان تھا

"اوہ! چچی تو کہہ رہی تھی کہ یہ بیرون ملک ہوتا ہے اور کئی سالوں سے آیا نہیں..اب یہ...اللہ جی....کیوں آجاتا ہے یہ میرے سامنے..." وہ ارمان پر نظری ٹکائے بنا آواز کے خود سے باتیں کر رہی تھی

کچھ جواب نہ آنے پر ارمان نے کندھے اُچکائے...

"میں ٹھیک ہوں....اچھی لگ رہی ہو ہمیشہ کی طرح...بہت سادہ...بہت حسین" وہ مسکرایا

کتنی عجیب بات ہے نا...انسان بھی وہی ہیں اور الفاظ بھی وہی...لیکن مطلب بدل گئے ہیں...وقت تھا جب یہ الفاظ سنتے میری ڈھرکنیں بے ترتیب ہو جاتی تھی اور آج تو بس کانوں کو زحمت ہوئی ہے...

"شکریہ" وہ یہ کہتے ہوئے جانے کو مڑی

"اب اتنا برا ابھی نہیں لگ رہا کہ میرے ساتھ دو گھڑی کھڑی نہ ہو سکو تم" وہ کوٹ کا بٹن ٹھیک کرتا تنظریہ بولا

کرن اک لمحہ تکلفاً بات سننے کو رکی اور پھر بنا کچھ بولے وہاں سے جانے کے لیے قدم بڑھایا تو ارمان نے جھٹکے سے اسکا بازو پکڑا اور اسے دھکیلتا ہال کے سائیڈ پر لے گیا

"کیا زبردستی ہے چھوڑو میرا ہاتھ "کرن غصے سے چینخی

"کوئی زبردستی نہیں ہے...بیوی ہو تم میری..پکڑ سکتا ہوں ہاتھ میں..." وہ بھی برابر چینخا

"یار میں تم سے بات کر رہا ہوں اور تم...بس بھی کرو نکھرے دیکھانے...ایک تو اتنی مشکل سے ملتی ہو...ارجنٹ ٹکٹ کروا کے آنا پڑا مجھے..."وہ ناراضگی سے بولا

"کونسی بیوی...مسٹر ارمان شاید آپ بھول رہے ہیں...مجھے طلاق دے چکے ہیں"کرن کو اس کی غیر ضروری لاعلمی دیکھانے پر غصہ آیا

ارے یار...میں نہیں مانتا...اس طلاق کو...وہ پیپرز میں نے نہیں بھیجے تھے...وہ تو عالیہ اور پھپھو نے...وہ کچھ کہتا ہوا رکا

"بس کر دو" کرن نے نم آنکھوں کے ساتھ بے بسی سے اس کے آگے ہاتھ جوڑے...

"خدا کی قسم کرن...وہ جعلی کاغذات تھے...م...میں آیا تھا تمھارے پاس ثبوت لے کر...ل...لیکن تم نے گھر بدل لیا...کرن میرا یقین کرو..."وہ گڑگڑایا

"کیا پھپھو؟؟؟ نہیں... نہیں...اپنی بزدلی کا الزام دوسروں پر لگانا بند کر دو....پلیز"

"میں جھوٹا نہیں ہوں کرن...تم تو جانتی تھی نا مجھے...ت.. تم میرا یقین کرو....میں بزدل نہیں ہوں میں بس بھٹک گیا تھا...تم یقین کرو میرا..."وہ بے بس ہوا

"سہی...چلو میں مان لیتی ہوں نہ تم بزدل تھے نہ تم جھوٹے" کرن ثبات میں سر ہلا رہی تھی

"تو پھر؟؟ اچھا.....تو پھر موقع کی تلاش میں تھے شاید...؟؟ مل گیا نہ موقع؟؟ تم نے موقع کا فائدہ بھی اٹھا لیا تم کامیاب بھی ہو گئے ...اب کیا چاہیے تمھیں مجھ سے؟؟؟"وہ کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی

"میں محبت کرتا ہوں تم سے...کرن تم بھول گئی..."

"محبت کا نام نہ لو...."وہ ارمان کے منہ کی طرف انگلی لہراتے ہوئے بولی تھی

وہ اتنی بے دھڑک تو کبھی بھی نہیں تھی...

"اچھا چلو وفاداری ہی سمجھ لو... دیکھو... میں نے تمھارے بعد کسی کو اپنی زندگی میں آنے کی اجازت نہیں دی" وہ واقعی بے بس تھا

وہ دونوں ارد گرد سے بے خبر ایک دوسرے مگن خود پر چینخ رہے تھے

"کسی کو" کرن یہ کہتے ہوئے قہقے دار ہنسی

وفاداری کے دعوے کرتے ہوئے صرف وہ اچھے لگتے ہیں مسٹر ارمان... جو بے وفائی کا ہر موقع گنوا دیں...

جی "ہر موقع" کرن نے یہ لفظ کھینچتے ہوئے دہرایا تھا...

"میں اُس غلطی کی معافی مانگ چکا ہوں... اور کتنی سزا دو گی؟؟" وہ بے زاری سے بولا

ہمم... ہو گئی بات؟؟ جاؤں میں؟؟؟ کرن کا لہجہ تنظریہ تھا.

دیکھو بس آخری دفعہ... ہم کسی... کسی عالم دین کے پاس جاتے ہیں.. ک... کوئی تو حل ہو گانا... مطلب میں نے بس دو دفع منہ سے طلاق کے الفاظ دہرائے ہیں... ک... کوئی تو حل ہو گا نہ ہماری واپسی کا... ہم... ہمارے دوبارہ ایک ہونے کا... مطلب کوئی تو؟؟ وہ گڑبڑایا ہوا بس بولے جا رہا تھا

"ہم ایک ہوئے تھے... اور بس... اب نہیں ہو سکتے... دوبارہ میرے راستے میں نہ آنا" وہ آنکھیں پھاڑتے ہوئے غرائی

"کرن... ت... تم یہاں ہو" شمع بوکھلائی سے بولی

"وہ... کرن"

کرن کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سمو جائے... کیا شمع نے سب سنا ہو گا؟؟ اس ڈر سے اس کا دل زور زور سے دھڑکا

کیا یہ آپ سے پھر لڑ رہی تھی؟؟ شمع کرن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارمان سے مخاطب ہوئی

"آ..." ارمان نے کرن کو نظریں چراتے ہوئے دیکھا

"ہیلو مائے سیلف شمع اینڈ یو؟؟" شمع نے بے تکلفی سے ہاتھ آگے بڑھایا

"م...میں.... آ...ارمان" ارمان نے بازو آگے بڑھاتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لیا...ارمان کو یوں محسوس ہوا جیسے 17 برس کی تھکن اتر گئی ہو...خوشی سے اس کی آنکھ میں اک آنسو چھلکا

"چلو شمع" کرن نے شمع کا ہاتھ پکڑ کر اسے ارمان سے الگ کیا

"رکو" شمع نے کرن سے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور پھر ارمان سے مخاطب ہوئی

"آپ؟؟؟ مجھے لگ رہا میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہوا.... آ...کیا آپ ہمارے رشتہ دار ہیں"

"وہ میں" ارمان بوکھلا گیا تھا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اپنا کیا تعارف کروائے

اس سے پہلے کہ ارمان کچھ کہتا

وہ وہیل چیئر پر آنٹی دیکھ رہی ہو...کرن نے سامنے بیٹھی فالج زدہ صغری بیگم کی طرف اشارہ کیا

"یہ ان کے بیٹے ہیں" چلو اب" کرن نے دوبارہ شمع کی کلائی پکڑی تیزی سے قدم اُٹھاتی اور اسے ہال سے باہر لے گئی..

کرن ڈر گئی تھی...وہ شمع کے لیے اس کے باپ سے ڈر گئی؟؟اس کا ڈرنا بنتا بھی تھا...میں نے کیا حال کر دیا نہ اُس کا...اُسے تو محبت پر اعتبار نہیں تھا..میں نے پہلے اُسے یقین دلایا اور پھر دھوکا دیا....وہ روتی رہی... سسکتی رہی...اپنی بے گناہی کا یقین دلاتی رہی لیکن میں نہیں مانا... کسی نے سچ کہا ہے کہ محبت کرنے والی عورت آپ کو آسانی سے نہیں چھورتی... لیکن جب چھوڑ دیتی ہے تو مسلسل چھوڑ دیتی ہے...پھر چاہے آپ اس کے پاؤں بھی پڑ لیں...وہ دوبارہ ذلیل ہونے کو میسر نہیں ہوتی...

اُس نے مبی آہ بھری

کرن سچ کہتی ہے...میں ایک بزدل مرد ہوں... نہیں بلکہ صرف بزدل...مرد تو بالکل بھی نہیں ہوں..."ارمان نے گال پر موجود آنسو صاف کیے..اور سر پر ہاتھ رکھے کونے میں پڑی کرسی پر بیٹھ گیا

*******************

نور ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی دبادب ٹوسٹ کھا رہی تھی جب باہر سے آتی ثریا نے اسے ٹوکا...

کیا تم اکیلی کھا رہی ہو... شمع کدھر ہے؟کرن... شمع کو ہوش آیا؟؟اس کا بخار ٹھیک ہوا؟ثریا بیگم چونکہ مارننگ واک کے بعد پارک سے آرہی تھی تو ان کا سانس پھولا ہوا تھا...

ادھر بیٹھیں اماں...کرن نے ڈائننگ ٹیبل کی کرسی ان کے سامنے دھلیکتے ہوئے کہا

جی وہ ٹھیک ہے...کالج چلی گئی....

کیا؟کالج چلی گئی؟؟وہ بوکھلائی تھی

ارے رات کو میں نے خود دیکھا میری بچی بخار میں تپ رہی تھی....ت...تم نے جانے کیوں دیا...وہ کرن پر چلائی تھی...

اماں صبح اس کی طبیعت ٹھیک تھی...بہت ضد کر رہی تھی کہہ رہی تھی دو ہفتے ہو گئے کالج نہیں گئی...

تو؟بچی نے ضد کی اور تم نے بھیج دیا...ارے میری پھول سے بچی....شادی میں بہت پیاری لگ رہی تھی...مجھے لگتا نظر لگا دی کسی حاسد نے...وہ بیٹھی ہاتھ گھٹنوں پر مارتی ہوئی بول رہی تھی...

نور کی طرف سے زوردار قہقہ

اماں نہ ہوں پریشان...میں نے اس لیے آج سکول سے چھٹی لے لی تھی...بریک میں اسے لے آوں گی...یہ لیں ناشتہ کریں آپ ...بابا نہیں آئے؟

ہاں...وہ کسی کام سے چلے گئے...

اچھا چلیں کھا لیں اماں...ویسے میری تو ایسے کبھی فکر نہیں آپ نے...نور ناراضگی سے منہ ٹوسٹ میں دبائے بولی تھی

"ہونہہ..."ثریا نے نور کو لاپرواہی سے دیکھا پھر فرائی انڈے کی پلیٹ اپنی طرف بڑھائی اور چپ چاپ ناشتہ کرنے لگی

اچھا اماں....وہ...میں سوچ رہی تھی کہ آنئی خالدہ کو بلا لیں پھر اس اتوار کو...کرن نے موضوع بدلا تھا

خالدہ کون؟؟وہ لاعلمی سے بولی

وہی صاعقہ چچی کی خالہ...وہ شادی پر ملی تھی نہ آپ کو...بھول گئی...؟؟کرن نے انھیں یاد دلایا

اچھا وہ...جو نور کے رشتے کے لیے آنا چاہ رہی تھی...ثریا بیگم بے اختیار بولی...

"آہ"کرن نے اک نظر نور پر ڈالی اور اک ثریا پر...ثریا بیگم اتنی کھلی تو کبھی نہ تھی...کرن کو ان کی بے اختیاری پر حیرانگی ہوئی پھر اس کے آنکھ کے اشارے سے نور کو اندر جانے کے لیے کہا....جو خود ثریا بیگم کی بات پر چونکی تھی...

نور نے چائے کا مگ پکڑا اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی...

اماں کچھ تو خیال کرتی...بچی کے سامنے ہی شروع ہو گئی...

کیا شروع ہوئی؟؟ خود تم نے بات شروع کی تھی...میں نے تو بس یہی پوچھا کونسی خالدہ...انھوں نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے

اچھا بتائیں پھر اتوار کو بلالیں...میں نے صاعقہ چچی سے ان کے بارے میں تفتیش کی تھی...جواب مثبت تھے...کرن نے مزید بحث کی بجائے اصل بات بڑھائی

اچھا بلالینا...تم ایسا کرو شمع کے کالج فون کرو...اس کا حال پوچھو...میرا دل بیٹھ رہا ہے...وہ ڈائنگ ٹیبل سے اٹھتے ہوئے بولی تھی..

********************

اتوار کی شام تھی...صاعقہ چچی کی خالہ خالدہ آنٹی اپنی جانب سے رشتہ داری بڑھانے کی ابتدائی رسم ادا کر گئی. باوجود اس کے کہ ثریا بیگم نے سوچنے کے لیے ان سے بار بار مزید وقت کا مطالبہ کیا تھا...

لاونج میں سب بیٹھے ٹی وی دیکھتے میں مصروف تھے... شمع وقفے وقفے سے کھانس رہی تھی...وہ ابھی پوری طرح صحت یاب نہیں ہوئی تھی

"ہائے! ہماری مانو پرائی ہو گئی.." شمع نے شرارتاً قدرے مصنوعی آہ بھری آواز میں کہا...جس پر کرن اور راشد صاحب کی ہنسی چھوٹ گئی...

نور ٹی وی سیریل دیکھنے میں اتنی مگن تھی کہ اسے شمع کی بات سمجھ نہیں آئی تھی...وہ کرن اور راشد صاحب کے ہنسنے پر ان کو تعجب بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی تو یکدم شمع نے اسے صوفے پر بیٹھے ہوئے پیچھے سے گلے لگایا..

"ویسے میں سوچ رہی تھی کہ تم تو شادی پر بھی آنٹی خالدہ کی گود میں بیٹھ کر مجھے منہ نہیں لگا رہی تھی.... اگر تمھاری شادی بھی ہو گئی وہاں تو پھر کیا کرو گی تم" شمع نے نہایت سنجیدہ لہجے میں نور سے سوال کیا تھا...

شمع کے بے دھڑک سوال پر نور دھڑک گئی... اس نے چاروں طرف سب پر چور سی نظر دہرائی تاکہ تاثرات جان سکے اور اگلے ہی لمحے وہ اُٹھی اور کمرے کی طرف بھاگ گئی...

"ارے سنو تو... میری مانو بلی... ساس کی بات پر اتنا شرما گئی تو سئیاں کی بات پر کیسے ریکیٹ کرو گی" شمع اسے پیچھے سے پکارتی ہوئی ہنس رہی تھی..

ہوں... حیا کرو لڑکی.... ثریا بیگم نے تیوری چڑھائی

اچھا جی... بخار میں کالج بھی میں جاؤں... چائے بھی میں بناؤں اور اب حیا بھی مجھے ہی کرنی ہے... واہ ثریا بیگم واہ... یعنی اب چھوٹی ہوں تو مجھے کچھ بھی کرنے کو کہیں گی... ہو نہہ... وہ منہ چڑھاتی ہوئی کمرے میں چلی گئی...

"دیکھو زرا اس لڑکی کو... کوئی مروت... کوئی لحاظ نہیں... زندگی میں پہلی دفعہ چائے بنانے کو آج ہم نے بول ہی دیا تو... تیور دیکھو اس لڑکی کے.... ثریا بیگم کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ شمع کس بات پر بھڑک کر گئی تھی حالانکہ وہ تو دن میں ہزار دفعہ اُسے کسی نا کسی شرارت یا غلطی پر ٹوکتی تھی...

"ہاں تم باپ بیٹی بس ہنستے ہی رہا کرو..." انھوں نے منہ موڑ کر کرن اور راشد صاحب پر باقی کا غصہ نکال دیا

کیوں ٹوکتی ہو میری گڑیا کو... مزاق کر رہی تھی بہن سے... اس میں بھڑکنے کی کیا بات ہے" راشد صاحب معصومیت سے بولے

ادب و آداب بھی کسی چیز کا نام ہے چوہدری صاحب... اور پھر اب وہ بڑی ہو رہی ہے... آج اگر نور کا رشتہ آیا ہے کل کو اس کا بھی وقت آئے گا... یونہی منہ پھٹ رہی تو... وہ کچھ کہتے کہتے رکی

اماں بس بھی کریں.. ایسا بھی کچھ نہیں کہا اس نے... اس کی طبعیت خراب ہے... آپ کو پتہ تو ہے... اس لیے وہ تھوڑی چڑچڑی ہو گئی ہے آج کل... کرن ناگواری سے بولی

میں اسے کھانسی کا شربت دیتی ہوں ابھی بھی ایسے کھانس رہی تھی... کرن یہ کہتے ہوئے اٹھی اور چلی گئی...

*******************

"ہیلو مس لالٹین" لیکچر ختم ہوتے ہی کتاب پر نظریں جمائے بیٹھی شمع کی کمر کسی نے پیچھے سے تھپتھپائی تھی...

"آمنہ کی بچی" شمع نے نظر اٹھائی اور جھٹ سے اس سے لپٹ گئی

"کہاں تھی اتنے دن؟؟ کوئی اتہ نہ پتہ...بندہ کسی کو بتا ہی دیتا ہے یار... تمھیں پتہ تو ہے کلاس میں میری کوئی اور دوست نہیں" شمع بغیر رکے بس بولتی گئی

"کیا مجھے یاد کیا تم نے؟؟؟" آمنہ کو قدرے حیرانگی ہوئی تھی

"ہاں... تم یاد تو نہیں آئی مجھے... مطلب.. کوئی تھا نہیں نہ میرے ساتھ...پہلے دو ہفتے میں بیمار رہی پھر تم بھی ایک ہفتہ ہو گیا نہیں آ رہی تھی... تو مجھے اکیلا اکیلا فیل ہو رہا تھا..."

"ہاں تو مان لو نہ کہ تم .مجھے یاد کر رہی تھی... مجھ سے ملنے کو تڑپ رہی تھی" آمنہ نے شرارتاً قہقہ لگایا تو شمع نے لاجواب سی نظریں چرا لی

کلاس میں دیر سے کیوں آئی؟؟

چھوڑنا.... آ تو گئی نہ...اب بتاؤ طبیعت کیسی؟؟؟ آؤ باہر چلتے ہیں... آمنہ نے اس کی کلائی پکڑی اور گراؤنڈ میں آ گئی

ہاں اچھی ہے طبعیت... تم کیوں آف پر تھی؟؟ شمع بینچ پر بیٹھتے ہوئے بولی

کچھ نہیں بس چھوٹے گھروں کے چھوٹے مسائل.... آمنہ نے اپنے ازلی لہجے میں آہ بھری

"کیوں؟؟ اب کیا مسئلہ ہو گیا... کہ نانو نے کسی کی شادی کے برتن دھونے تو نہیں بھیج دیا تھا" یہ کہتے ہوئے شمع کھل کے ہنسی تھی... بحر حال آمنہ کو بات ہلکی سی ناگوار لگی تھی لیکن اس نے نظر انداز کر دیا

چھوڑو سب مجھے بتاؤ کہ تم شادی پر گئی تھی... کیا آپ ڈیٹس ہیں... قسم سے میں نے یہ دو تین ہفتے بڑی مشکل سے گزارے"

"ہاں گئی تھی... کیوں ؟؟ کیسی اپ ڈیٹس ؟؟ کون سی مشکل میں رہی تم ؟؟" شمع کے لہجے میں لاعلمی تھی

"اب بنو نہ تم" آمنہ نے ہلکے ہاتھ سے اس کا منہ تھپتھپایا

'اچھا... ہاں یار... مانو کا رشتہ آیا.. بڑا امیر خاندان ہے... ایک ہی بھائی اس کی اماں بھی اچھی ہیں.... ہاں کر دی اماں نے... شادی بھی جلدی ہی ہو جانی... لڑکا جرمنی ہوتا شادی کے بعد مانو بھی چلی جائے گی" شمع کو پچھلے تین ہفتوں کی سب سے بڑی اپ ڈیٹ یہی لگی تھی...

"ارے کون سی مانو بلیوں کے رشتے کی باتیں کر رہی ہو" آمنہ کو یہ خبر سن کر چڑ سی ہوئی

"ارے مانو... نور یار... پیار سے اسے مانو کہتے سب" شمع نے درستگی کی

"اچھا یار بہت اچھی بات... تم وہ بتاؤ نہ... غازی آباد میں... وہ تمھارے..." آمنہ کہتے کہتے رکی

"ہمم... کچھ نہیں... اچھا تھا سب..." شمع نے بجھا سا جواب دیا

"یار... مطلب..." آمنہ کو اب الجھن ہوئی

شمع خاموش تھی

"مطلب... تم اپنے بابا سے ملی ؟؟" آمنہ نے ڈرتے ہوئے پوچھا

شمع کے منہ کے زاویے خوشگوار نہیں تھے... مگر آمنہ جاننے کا اسرار کر رہی تھی..

"ہاں یار ملی تھی..." کچھ دیر کی خاموشی کے بعد آخر شمع نے جواب دے دیا

"واؤ... پھر... کیسا لگا تمھیں ؟؟ کیسے ہیں تمھارے بابا"

"ایسا ہی لگا جیسا مجھے اپنے دوسرے رشتوں سے مل کر... ان کے ساتھ رہ کر لگتا ہے.... اجنبی سا... کچھ کمی ہو جیسے..."

"اچھا... انھوں نے خود اپنا تعارف کروایا اپنا... یا کرن نے ؟؟" متجسس آمنہ سوال پر سوال پوچھ رہی تھی

"ہاہاہاہا...کرن نے؟؟؟تم بھی نہ آمنہ کچھ بھی بول دیتی ہو...ہاہاہا...کرن نے" شمع یہ کہتے بے اختیار ہنسی...اور بینچ سے اُٹھ کر گراؤنڈ کی طرف چلنے لگی

"میں نے کوئی لطیفہ تو نہیں سنایا تھا..." آمنہ نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے...اور اس کے پیچھے چل دی

" آمنہ کے سوال میرے سوالوں سے کتنے مختلف ہیں..اُسے ہمارے تعارف کے بارے میں جاننا ہے اور مجھے؟؟؟مجھے جانے کس بات کا تجسس ہے؟؟

میں تو شاید اپنوں کی نظروں میں محض اپنا کھویا ہوا آپ تلاش کرتی ہوں...لیکن شاید....ویسے ان کی نظروں میں اپنائیت تو تھی...ہاں...یعنی مقام ہے میرا ان کی نظروں میں...لیکن ہمت؟؟ہمت کیوں نہیں ہے...کسی میں بھی تو نہیں ہے...کیا سب کو مجھے سچ بتانا کیوں مشکل لگتا ہے؟؟لیکن مجھ میں بھی تو ہمت نہیں ہے...شاید میں انھی کی آل ہوں اس لیے....

شمع تمھیں کوشش کرنی ہوگی...یہ ادھی ادھوری حقیقتیں تمھارے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہیں...ہاں میں کروں گی...کیا میں کر لوں گی؟؟لیکن میں کیا کروں گی؟؟"

گراؤنڈ سے لیکچر ہال تک پہنچتے خود سے اس کی جنگ جاری تھی...

اگلے لیکچر کی گھنٹی بج چکی تھی...اس نے کتابیں ہاتھ سے ڈسک پر رکھی...بازوں کو ڈسک پر پھیلایا اور ان میں منہ چھپا کر آنکھیں موندھ لی

********************

"کرن آج تم سکول سے جلدی چھٹی لے کر شمع کو کالج سے پک کر لینا... شمع کو ہسپتال لے کر جانا ہے دوماہ ہوگئے ہلکا ہلکا بخار اُسے ہر وقت رہتا...رات میں نے دیکھا تھا بہت سست ہو جاتی ہے..میرا خیال ہے نمونیہ کے ٹیسٹ کروانے چاہیے اس کے..."ثریا بیگم دروارے پر الوداع کرتے ہوئے کرن کو بتا رہی تھی...

"کرن نے ہاں میں سر ہلایا

"میں لے آوٴں گی... لیکن مجھے نہیں لگتا وہ ڈاکٹر کے پاس جائے گی...پہلے بھی تو ڈاکٹر کو گھر بلانا پڑتا ہے..."کرن کے لہجے میں پریشانی جھلکی

اونچی پونی ٹیل کیے چشمہ پہنے بیگ کو دائیں کندھے پر لٹکائے شمع بجھی بجھی دروازے سے باہر آئی...

اچھااماں...اللہ حافظ...!!اُس نے یہ کہتے ہوئے سر ثریا بیگم کے آگے بڑھایا

"دیکھو!!میری بچی کا رنگ کیسے زرد پڑ گیا ہے..."سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انھوں نے آہ بھری آواز میں کہا

شمع آج کرن تمھیں لینے آئے گی...اور چُپ چاپ تم اس کے ساتھ آجانا....ضد نہ کرنا کوئی...انگلی دیکھاتے ہوئے انھوں نے شمع کو تنبیہ کی

کیوں؟؟جلدی کیوں آنا ہے؟؟ہر بات پر شمع کی کیوں تو جیسے فرض تھی...

بتاوٴں گی...بیٹھو گاڑی میں...کرن کے ساتھ جاوٴ گی تم آج...اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے گاڑی کے پاس لے آئیں

لیکن کیوں...کرن کے ساتھ کیوں...ڈرائیور انکل ہیں تو سہی...گردن اوپر کیے اُس نے کھلے دروازے سے اندر بیٹھے فضل بابا کو دیکھا

ہر بات پر "کیوں"..!!مجھے لگتا ہے ہم نہیں...یہ ہماری بڑی ہے...ہر بات کی وضاحت دیں اسے "ثریا کا لہجہ سخت ہوا

"لیکن اماں میں تو بس پوچھ رہی ہوں...میرا ٹیسٹ ہے آج..میں جلدی نہیں آسکتی نہ..."

کرن بیٹھو اندر...انھوں نے دروازے پر چپ چاپ کھڑی سارا معاملہ دیکھتی ہوئی کرن کو اشارہ کیا

"بیٹھو تم بھی" گاڑی کا اگلا دروازہ کھول کر شمع کو بیٹھنے کا اشارہ کیا...

عجیب زبردستی ہے بھئی... چلو خیر...18 سال کی ہونے والی ہوں میں.. کچھ مہینوں کے بعد آپ اس بالغ پر اپنا حکم نہیں صادر کر سکیں گی انشاءاللہ....میں بتا رہی ہوں...وہ ناگواری اور زبردستی گاڑی میں بیٹھتی ہوئی کچھ بھی بول رہی تھی...

چلو چلو بیٹھو...اتنی تم بالغ... ہنسی دباتی ثریا بیگم نے یہ کہتے ہوئے دروازہ بند کیا...

کرن نے بیٹھتے ہی گاڑی اسٹارٹ کی اور اگلے ہی سے وہ روانہ ہو گئی...

کیا سر میں درد ہے ؟؟ سر پر ہاتھ رکھے شیشے کی طرف جھکے آنکھیں موندھے بیٹھی شمع کو دیکھتے ہوئے کرن نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا تو وہ اک دم چونکی

نہیں...وہ... نیند نہیں آئی اس لیے شاید بھاری ہے سر...وہ اٹکتے اٹکتے بولی اور پھر سیٹ سے سر لگا کر انکھیں بند کر لی

اسے دیکھ کر کرن کا دل نہیں کیا کہ وہ کوئی اور مزید سوال کرے...برعکس اس کے کہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس سے بات کرے ... آج کی روٹین پوچھے... جیسے وہ ہر روز ناشتے کی ٹیبل پر بنا پوچھے وہ ہر کسی کو بتاتی ہے....چونکہ وہ آج ٹیبل پر بھی خاموش تھی... یہاں بھی اس کی خاموشی کرن کو اچھی نہیں لگ رہی تھی...

کرن نے شمع کو کالج ڈراپ کیا اور خود سکول کی طرف گاڑی موڑلی...نہ جانے وہ بے چین تھی آج... شمع کی حالت پر یا اس کی خاموشی پر یا شاید کسی اور بات پر....اسے سمجھ نہیں آرہا تھا...

********************

ٹیسٹ دینے کے فوراً بعد شمع کمرہ جماعت سے اٹھ کر باہر گراونڈ میں آکر بیٹھ گئی....

وہ بے مقصد ارد گرد دیکھے جا رہی تھی اتنے میں آمنہ اسے دھونڈتے ہوئے اس کے برابر آبیٹھی..

تمھیں کیا ہوا؟ ایسے ٹیسٹ کے بیچ میں اٹھ کر کیوں آ گئی؟؟

ہمم... شمع نے بے اعتنائی سے غیر جانبدار جواب دیا

آمنہ لاجواب سی اس کا منہ دیکھ رہی تھی...

شمع نے دونوں ہاتھ کان پٹیوں پر رکھے اور پیچھے کی طرف بینچ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لی...

شمع.....کچھ ہوا ہے؟؟ طبیعت ٹھیک ہے؟؟ آمنہ کو پریشانی ہو رہی تھی

کچھ دیر جب شمع نہ اٹھی تو آمنہ نے اونچی آواز میں اس کا نام پکارتے ہوئے اُسے جھنجھوڑا... شمع آنکھیں ملتی سیدھی ہوئی

ہاں ٹیسٹ اچھا ہوا ہے.... تمھارا کیسا ہوا... شمع نے نرم لہجے میں جواب دیا

میں طبیعت کا پوچھ رہی ہوں... آمنہ نے اپنا سوال دوبارہ دہرایا تھا...

ہمم... شمع نے اسے دیکھتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

اک پل کو آمنہ کو یوں لگا کہ شمع کو سنائی نہیں دے رہا... لیکن اس نے وہم سمجھ کر یہ خیال جھٹک دیا...

آمنہ بات بدلنے کے لیے اپنے ٹیسٹ کے بارے میں کچھ بتانا شروع ہو گئی... وہ کچھ دیر تک یونہی اُسے بہلاتی رہی... لیکن آمنہ کو شمع کی حالت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی کیونکہ آمنہ نے محسوس کیا کہ وہ بار بار اپنا چشمہ اتار کر صاف کرتی اور پہن لیتی... کبھی آنکھیں ملتی پھر ہاتھ ہٹا کر دو تین دفعہ آنکھیں جھپکتی اور مسکراتی ہوئی آمنہ کو دیکھ کر رخ پھیر لیتی... جیسے وہ کچھ سن نہ رہی ہو... وہ یہ عمل دو تین دفعہ دہرا چکی تھی...

"ہیلو.....!! کہاں؟؟ کس بات پہ ہنس رہی ہو" مسکراتی ہوئی شمع کے سامنے آمنہ نے اپنا ہاتھ لہرایا

"ہاں موسم اچھا ہے... لگتا ہے بارش ہو گی" یہ کہتے ہوئے شمع پھر مسکرائی

اب آمنہ کو یقین ہو چکا تھا کہ شمع کو سنائی نہیں دے رہا... کچھ دیر تک جب اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے پاس بیٹھی ایک لڑکی کو شمع کے پاس بیٹھایا اور خود ریسپشن کی طرف بھاگی

ابھی وہ ریسیپشنلسٹ کو شمع کے بارے میں بتا ہی رہی تھی کہ وہی لڑکی جسے وہ شمع کے پاس بٹھا کر آئی تھی... اسے اپنی طرف آتی ہوئی دیکھائی دی

"وہ... آپ کی دوست بے ہوش ہو گئی... ایمبولینس کو کال کریں پہلے..."

آمنہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ اک دم ہوا کیا ہے؟ وہ صبح تو ٹھیک تھی... خیر ایمبولینس کو کال کی گئی... کچھ اساتذہ بھی اکھٹے ہو گئے... ایمبولینس آئی... اور شمع کو سٹریچر کے ذریعے ایمبولینس میں ڈالا گیا... آمنہ کے نہایت اسرار کے باوجود بھی اسے اساتذہ کی طرف سے شمع کے ساتھ جانے کی اجازت نہ دی گئی... کچھ لمحے میں ہی ایمبولینس کالج سے نکل کر ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئی...

*******************

راشد صاحب نے دروازہ کھولا تو سامنے درمیانی عمر کی عورت گلے میں سٹیتھوسکوپ ڈالنے, آنکھوں پر چشمہ لگائے بیٹھی کاغذ پر کچھ ... لکھ رہی تھی.... وہ ڈرتے ڈرتے اندر داخل ہوئے

جی آیئے... بیٹھیں "ڈاکٹر نے کرسی کی طرف اشارہ کیا"

راشد صاحب سانس روکے کرسی پر بیٹھے

"آپ پیشنٹ کے باپ ہیں؟؟"

جی نہیں... میں نانا ہوں... "تھوک نگلتے ہوئے وہ بمشکل بولے"

اچھا... ٹھیک ہے... تو "ڈاکٹر بولتے ہوئے اٹکی"

"تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ... آپ کی بچی... اچھا بچی کی ماں زندہ ہیں؟؟"

جی جی... اس کا باپ ماں دونوں زندہ ہیں "وہ بے اختیار بولے"

تو... پھر... دیکھنے میں تو آپ پڑھی لکھی فیملی سے لگتے ہیں؟؟ "ڈاکٹر بے معنی سے سوال پوچھ رہی تھی"



Urdu Novels Ghar

ڈاکٹر صاحبہ مجھے لگا تھا آپ مجھے بچی کی طبیعت اور حالت کے بارے میں بتائیں گی... لیکن آپ تو خاندان کے بارے میں زیادہ دلچسپی دکھا رہی ہیں... آپ مجھے بتائیں کہ اسے کیا ہوا ہے؟؟ یوں وہ اک دم بے ہوش کیوں ہو گئی... کیا کوئی خطرے کی بات ہیں؟" وہ تڑپ کر بولے

جی جی محترم... میں یہی بتانے لگی تھی.. مجھے لگا کہ تھوڑی آپ کے گھر کے حالات کی تفتیش کر لی جائے... لیکن خیر... قصہ مختصر... آپ کی بچی ڈپریشن کی مریضہ ہے... ٹیسٹ سے پتہ چلا ہے کہ ڈپریشن کا یہ اٹیک پہلا نہیں تھا بلکہ وہ بار ہا اس کا شکار ہو چکی ہیں دماغ پر زیادہ بوجھ کے باعث ان کی دماغ کی نسیں بہت کمزور ہو چکی ہیں... ابھی کچھ دیر پہلے جب انہیں کالج سے سیدھا یہاں لے جایا گیا تو ان کی حالت بہت تشویشناک تھی... ذہنی تناؤ کے سبب ان کی سننے کی حس نہایت بری طرح متاثر ہوئی ہے..." وہ روانی میں بولتی جا رہی تھی

لیکن ڈاکٹر صاحبہ... وہ تو بہت زندہ دل اور ہنسنے کھیلنے والی بچی ہے یہ ڈپریشن کیسے... نہیں نہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی..." راشد صاحب کے لیے یہ یقین کرنا واقعی بہت مشکل تھا

دیکھیں راشد صاحب... میں نہیں جانتی کہ وہ کتنی زندہ دل اور پر جوش تھی... لیکن بعض اوقات ایسے ہی ہوتا ہے کہ ہم توجہ نہ دے کر ہنسی میں چھپی اداسی کو نہیں پڑھ پاتے"

لیکن وہ... اچھا اب اس کی طبیعت کیسی ہے اُسے ہوش کیوں نہیں آ رہا؟؟" وہ ہڑبڑاتے ہوئے پوچھ رہے تھے"

... ہمم... اگلے 24 گھنٹے بہت اہم ہیں... اس کے بعد ہی کچھ کہا جا سکتا ہے... باقی یہ کہ تمام ضروری میڈیسن اُسے دے دی گئی ہیں دعا کریں اللہ مشکل آسان کریں" ڈاکٹر پر امید دکھائی نہیں دے رہی تھی... جس پر راشد صاحب کا دل اور بھی گھبرانے لگا

مجھے بتائیں... اگر آپ علاج نہیں کر سکتی تو ہم کسی اور ہسپتال لے جاتے ہیں... ہاں ایسا کریں آپ کر دیں ڈسچارج میں کوئی اور بندوبست کر لیتا ہوں" راشد صاحب سخت پریشانی میں کانپتے ہوئے اپنی جیب سے فون نکالنے لگے

سر! آپ پہلے ہی شہر کے سب سے بڑے اور جدید ہسپتال میں بیٹھے ہوئے ہیں.. میں آپ کی پریشانی سمجھ سکتی ہوں لیکن یہاں سے جانا کوئی حل نہیں ہے... کاش یہ فکر اور جلدی آپ نے اس وقت دکھائی ہوتی جب ان کے پھیپھڑوں میں انفکشن کی ابتدا تھی..."

ڈاکٹر صاحب یہ کیا انفیکشن ڈپریشن بول رہی ہیں میری بچی بالکل ٹھیک تھی "گلا خشک ہونے کے باعث راشد صاحب کی آواز نہیں" نکل رہی تھی

... صبر رکھیں اور دعا کریں.... میں فی الوقت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی.... یہ پرچی لیں اور دوائیں کاونٹر پر جمع کروائیں" ... فوری "ڈاکٹر یہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئ

******************

ہسپتال کے بالائی کمرے کی کھڑکی کے باہر آم کے درخت پر بیٹھا اک کوا مسلسل بول رہا تھا۔ کرن اسے ساکت بیٹھی دیکھ رہی تھی۔

"اسے دادی کی ایک بات یاد آئی جو کہ اب پرانی تہمت بھی تھی کہ "کوا بولے تو گھر کوئی مہمان آتا ہے

لیکن نہ تو وہ گھر بیٹھی تھی۔ اور نہ کسی مہمان کے آنے کی اُمید تھی اُسے۔

مانو امی اور ابا کے علاوہ اُس کا تھا ہی کون؟

سب تو موجود تھے لیکن سب کی جان سٹی ہسپتال کے وی آئی پی بیڈ پر بے سود آنکھیں موندھے لیٹی تھی۔

.کرن! کرن! خاموشی ٹوٹی

کرن کے بے جان جسم میں جیسے روح پھونک دی ہو کسی نے... آج پورے تین دن کے بعد شمع کو ہوش آیا

جی میری جان کیا ہوا؟ میں یہاں ہوں۔ کچھ چاہیے؟ تم ٹھیک ہو؟ کرن نے شمع سے تین چار سوال یکدم پوچھ ڈالے

.بابا! بابا! کی۔ کی۔ دھر۔ کدھر؟ لڑھڑاتی زبان میں شمع بابا کا پوچھ رہی تھی

وہ اپنی بلبل کے لیے پھول لینے گئے ہیں سورج مکھی کے پھول! تمھیں پسند ہیں نہ وہ؟" کرن اپنے آنسو ہاتھوں سے دربدر کرتے" ہوئے بولی

شمع نے مانو اور اماں کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔

دیکھو مانو ناراض ہے تم سے۔اُس کی شادی ہے...اُسے تو بیسٹ چوائس کی چیزیں لینی تھی اور وہ تو بس تمھاری ہے نا...اور تم ہو کہ" ..بیمار پڑگئی ہو" کرن کی آواز نم تھی

اس پر جیسے کسی بات کا اثر نہیں ہو رہا تھا کرن اُسے یوں نہیں دیکھ پا رہی تھی بات کو بڑھاتے ہوئے بولی

"تمھیں تو اتنی شاپنگ کرنی ہے ون ہی کتنے رہ گئے چلو اٹھو بھی مانو کی چوائس بھی تو اچھی نہیں ہے کیوں مانو؟"

..مانو خیالوں میں گم سم دیوار سے لگی یہ سوچ رہی تھی کہ بلبل کب سے اتنی بڑی ہو گئی کہ سارا دُکھ خود سے کہتی رہی؟خود سہتی رہی ہمیں کیوں پتہ نہ چلا۔

تب ہی راشد صاحب کمرے میں داخل ہوئے

...انھوں نے شمع کو ہوش میں پایا تو دروازے سے بھاگے اس کے پاس آئے اور نم آنکھوں سے اس کا ماتھا چومنے لگے

میری بچی...یااللہ تیرا شکر ہے" انھوں نے نگاہ شکر بلند کی"

شمع دومنٹ تک نیم انکھیں کھولے سب کو مسکراتی ہوئی دیکھتی رہی...اس نے منہ سے اک لفظ نہیں کہا...پھر اچانک کرن کے ہاتھ ...میں تھما شمع کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا...اور بے جان ہو گیا

شمع کی مسکراہٹ تھم گئی...ڈاکٹر کو بلایا گیا...ہولٹر مونٹر میں اوپر نیچے ہوتی زندگی کی لائن سیدھی ہو گئی... آج ایک بار پھر کرن نے اپنے ہاتھوں میں اپنی جان نکلتی محسوس کی تھی

*******************

اک ماہ تک آہ زاری جاری رہی...راشد صاحب کے نزدیک چھوٹی حویلی (راشد ویلا) میں آج تک اٹھائے جانے والے تمام نقصانات میں ہونے والا یہ سب سے بڑا نقصان تھا...اور یہ بات یقیناً درست بھی تھی... شمع نے سب کو اس وقت زندگی بخشی تھی جب راشد صاحب کے اپنوں نے انھیں کمزور کر دیا تھا...

شمع کو غازی آباد میں چوہدری برادران کے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا...کیا ستم تھا کہ کرن جس جگہ کی ہوا سے بھی اُسے محفوظ رکھنا چاہتی تھی وہیں اُس نے ارادتاً اس کی آخری آرام گاہ بنوائی...

شمع جب ہسپتال تھی تو آمنہ شمع کو دیکھنے وہاں آئی...اُس نے ذکر کیا کہ شمع کالج میں اسے اکثر اپنے باپ اور کرن کے بارے میں بتاتی تھی...اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ کرن اور اپنے رشتے کے بارے میں بچپن سے جانتی تھی حالانکہ اس کے سامنے کبھی اس بات کا ذکر نہیں ہوا تھا... آمنہ کی باتیں سننے کے بعد کرن نے پورا ارادہ کر لیا تھا کہ وہ شمع کو اس کے باپ سے ملوائے گی اسے بے لوث رشتوں کے حقیقی ناموں سے آشنا کروائے گی جس کی چاہ اسے بچپن سے تھی لیکن کبھی بتایا نہیں تھا... لیکن اُسے زندگی نے مہلت نہیں دی...وفات کے بعد وہ اُسے اسی لیے غازی آباد لائی تھی...

********************

"کچھ کھالو کرن" ثریا بیگم نے چائے اور پراٹھے کا ٹرے اس کے سامنے کیا

"کیا کروں گی میں کھا کہ اماں..." اس نے ٹرے ملکے ہاتھ جھٹک دیا

"اچھا صرف چائے پی لو...

"نا"

میری تو شمع تم ہونا... کیا تم بھی اپنی کرن کو یوں بھوکا پیاسا رہ کرستاؤ گی" یہ کہتے ہوئے وہ زور دار رونے لگی

کرن کے ثریا کو گلے لگایا اور کافی دیر تک دونوں دلاسے دیتی رہی...

"میں قصوروار ہوں اپنی بچی کی... میں نے اسے اس کے باپ سے دور رکھا... حالانکہ وہ کہتا رہا.. وہ مانگتا رہا معافی... لیکن اماں.... میں کیا کرتی... وہ تو اس کی پیدائش سے پہلے دستبردار ہو گیا تھا... وہ تو اس کی پیدائش سے پہلے اُسے بے سہارا کہہ کر ابا کے حوالے کر گیا تھا میں کیسے... میں کیسے اس کو دے دیتی اپنی بچی... میں کیسے چلی جاتی اس کے پاس دوبارہ اماں... وہ جس نے جانتے بوجھتے ہوئے بھی کسی اور کی باتوں میں آکر مجھے اور آپ کو بے کردار جانا... کیسے اماں؟؟" وہ کانپتی ہوئی زار و قطار رو رہی تھی

"اچھا چپ کر جاؤ... یہی تھا قسمت میں... صبر کرو میری بچی" ثریا کے پاس اور کوئی جواب نہیں تھا

"میری ہی ایسی قسمت کیوں؟؟ جب میں خوش ہونے لگتی ہوں مجھ سے وجہ چھین لی جاتی ہے اماں... کیوں؟؟؟"

کمرے کے باہر کھڑے راشد صاحب یہ سنتے ہی اندر داخل ہوئے

"ہم عاجز ہیں بیٹا... اللہ انھی سے آزمائش لیتا ہے جن سے وہ پیار کرتا ہے... یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم اُسے اتنی عزیز ہو کہ جب تم کسی اور کو اس پر عزیز بتاتی ہو تو اُسے یہ بات پسند نہ آتی ہو...

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ابا" وہ مسلسل رو رہی تھی

کیوں نہیں ہو سکتا

جانتی ہو کچھ لوگ بس اللہ کے در کے لیے ہی پیدا کیے جاتے ہیں.. اللہ ان کو اپنی طرف مائل کر لیتا ہے اور چُن لیتا ہے.. کبھی آزما کر, کبھی رلا کر... ان کو دوسرے لوگوں سے جدا کر کے یوں وہ ان کو خود اپنی طرف کھینچ لاتا ہے اور کچھ لوگ خود چل کر اس کے پاس چلے جاتے ہیں...

تم جان لو کہ وہ تمھیں ہر دفعہ اپنی طرف کھینچ لاتا ہے... اُس کی عطا میں راضی ہو جاؤ میری بچی" راشد صاحب نے نصیحتاً اُسے دلاسا دیا...

ہم تو واقعی عاجز بندے ہیں... کیا ہے جو ہمارے اختیار میں ہو... اسی کے حکم کے پابند... اُسی کی خوشنودی کے منتظر... دانستہ اُسی کے کاموں پر معمور....

بات تو یقیناً سچ تھی... جو چیز خدا نے دی ہو وہ اُسے کسی بھی حالت میں واپس لینے پر بھی قادر ہے... اُس نے ہم سے کہیں بھی واپس نہ لینے کی قسمیں نہیں لے رکھی... یہ ہم ہیں جو ملنے پر شکر ادا نہیں کرتے لیکن چھن جانے پر گلہ ضرور کرتے ہیں...

ہم سب کو آہستہ آہستہ اپنے "اصل" کی طرف لوٹنا ہے... اور "اصل" تو بس اُسی کی راہ ہے... کرن کا اصل تو اس کی "صبر کی راہ" تھی اور راشد صاحب کے مطابق یہ راہ تو اللہ کے چنے ہوئے بندوں کے لیے ہے... اور اس راہ کی منزل وعدہ ضرور کیا گیا ہے... اُس پر کسی کیوں کا پہرہ نہیں...!!

یکدم کرن نے آنسو پونچھ لیے... وہ تیار تھی... اپنے اصل کی طرف لوٹنے کے لیے... اُسے خوشی تھی کہ اب کوئی اور آزمائش نہیں ہو گی اب کی بار اس کا صبر آخری صبر ہو گا کیونکہ شمع کے بعد اس کے پاس کھونے کو کچھ نہ تھا...

********************

اصل "بیرونی سازشوں اور اندرونی حساسیت سے لڑتی ایک لڑکی کی سچی کہانی ہے... ہمارے معاشرے میں بہت سے کم عقل لوگ" اپنے حسد کے باعث دوسروں کی ازدواجی زندگیوں میں اپنے انجام سے بے خبر اپنی بے جا شازشوں سے زہر گھولتے ہیں... اور یہ زہر ڈپریشن اور اس جیسی بہت سی ان دیکھی اور جان لیوا بیماریوں کی صورت میں حساس لوگوں کی نسلیں تباہ کرنے کا باعث بنتا ہے

خدارا... خدا کے فیصلوں پر راضی ہونا اور حسد سے اجتناب کی ممکن کوشش کر کے... خود کو اور دوسروں کو خوشحال زندگی گزارنے کا موقع دیں

ختم شدہ

*******************

Urdu Novels Ghar